عشرۀ کامله

هو الاول

هو الآخر

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی

ترجمہ

فرمایا آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے میری امت میں
تیس جھوٹے پیدا ہونے والے ہیں جنمیں سے ہر ایک کہے گا کہ
میں نبی ہوں۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے،

(رواہ مسلم والترمذی وابوداؤد وغیرہم من آئمۃ الحدیث)

عشرہ کاملہ

فی

ابطال الفتنۃ المیرزائیۃ والنبوۃ الباطلہ

جس میں دس فصلیں ہیں۔ اور ہر فصل دس دلائل پر مشتمل ہے۔ گویا پوری سو دلائل سے نہایت سادہ عام فہم پیرایہ میں مذہب قادیانی کی اصلیت کو اسی مذہب کی کتب و تحریرات سے بے نقاب کیا گیا ہے

جسکو

بایمائے عمدۃ الکاملین زبدۃ العارفین فخر المحدثین راس المناظرین سیدی و مولائی حضرت اقدس
مولانا الحاج مولوی خلیل احمد صاحب مدظلہم العالی ناظم مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور

بندہ ناچیز

راجی رحمۃ علام الغیوب خاکسار محمد یعقوب خلف مولوی محمد علی صاحب مرحوم سنوری پٹیالوی نے تالیف کرکے

ماہ ذی الحجہ ۱۳۴۲ھ میں

بمطبع اسلامیہ لاہور بکبیر دہ باہتمام مولوی عبد الرشید منیجر طبع کرایا

تعداد جلد ۱۲۰۰

قیمت معہ محصول ڈاک ایک روپیہ

ایکہزار روپیہ نقد انعام

میرزائی صاحبان کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ جس غرض اور دردِ دل سے یہ رسالہ لکھا گیا ہے۔ اُسکی کیفیت تمہید کتاب صفحہ ۱ سے واضح ہوگی۔ اللہ جانتا ہے۔ کہ ہمیں نہ مرزا صاحب سے کوئی ذاتی بُغض و عناد ہے۔ اور نہ ان کے مریدوں سے ایسی کوئی مخاصمت محض فرزندان اسلام میں باہمی تفرقہ اندازی و نفاق۔ عقائد و اصول میں اختلاف۔ اور عبادات و معاملات میں بیگانگی کو دیکھ کر امر حق کے اظہار کرنیکی کوشش کی گئی ہے۔ تاکہ سعید طبیعتیں ٹھنڈے دِل سے اس پر غور کریں۔ اور مسیحیت و مہدویت کی اس بھول بھلیاں سے نکل کر۔ اور قرآن و حدیث کو مشعل راہ بنا کر پھر صراط مستقیم اختیار کریں۔ ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب ؞

مجھے پورا پورا یقین ہے۔ کہ جس مومن کے دل میں اسلام کی سچی عزت ہے۔ اور حالات حاضرہ سے متاثر ہو کر وہ اسلام کی بہبودی کے لئے فِکرمند ہے وہ کبھی اپنے پیارے مذہب میں ان نئی نئی باتوں کی مداخلت ہرگز گوارا نہ کریگا۔ اور ارشاد نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) اتبعوا سواد الاعظم سے رُوگردان ہو کر اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد ہرگز علیحدہ نہیں بنائیگا۔ بقولیکہ ؎

خلافِ پیمبر کسے رہ گزید — کہ ہرگز بمنزل نہ خواہد رسید

لیکن اُن لوگوں کے لئے جو محض دُور از کار تاویلات اور فلسفیانہ توجیہات سے

نذر

میں اس ناچیز تالیف کو بکمال ادب و عقیدت
کے ساتھ بحضور عمدة الکاملین زبدة العارفین
فخر المحدثین راس المناظرین مخزن علم و حکمت
واقف اسرار شریعت حضرت اقدس مولٰنا
الحاج مولوی خلیل احمد صاحب مدظلہم و
زاد مجدہم ناظم مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور
کی خدمت بابرکت میں پیش کرنیکی جرأت کرتا ہوں

ع گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

ریت کے بے حقیقت ذرّے آفتاب عالمتاب کی ضیاباری سے کیسے چمک اٹھتے ہیں! یقین کامل ہے کہ میری یہ دینی خدمت بھی حضور پرنور کی ذات گرامی سے معنون ہو کر عوام کے لئے مفید اور میرے لئے فلاح دارین کا باعث ہوگی ؎

آنانکہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

بندۂ ناچیز محمد یعقوب پٹیالوی

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۞ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

دیباچہ

اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اتِّبَاعَہٗ وَالْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّیَسِّرْ لَنَا اجْتِنَابَہٗ رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَیْرُ الْفَاتِحِیْنَ بِحُرْمَۃِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَرَسُوْلِکَ الْاَمِیْنَ الَّذِیْ لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ[1]

حمد بے حد و ثنائے بے عد۔ اس قادر ذو الجلال و ایزد متعال کیلئے سزاوار ہے۔ کہ جس نے اپنی قدرت کاملہ سے کائنات عالم کو پیدا کیا۔ اور اپنی حکمت بالغہ سے انسان ضعیف البنیان کو زیور علم و عقل سے آراستہ کر کے قوت تمیز عطا فرمائی۔ اور اُسے اشرف المخلوقات بنایا۔ ذات باری ایسی بے چون و بے چگون ہے۔ جسمیں کسی وجود حسی و غیر حسی کی شرکت کا امکان نہیں۔ نہ اسمیں جزو کل جسم و روح کو دخل ہے۔ تشبیہ و مثال سے پاک ہے۔ اور جو کچھ آدمی کے ذہن و وہم اور خیال میں گذرے۔ اس سے منزہ اور مقدس۔ ارفع اور اعلیٰ ہے۔ اور درود بے حد و شمار و نعت ہائے ہزاراں ہزار اس کامل اور مکمل انسان پر۔ کہ جسکی ذات والا صفات کو اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین بنا کر اور اسکے اخلاق کریمہ کی تعریف اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ[2] کے جامع الفاظ میں بیان فرما کر اس کے اتباع اور اُسوۂ حسنہ

---

[1] یا اللہ ہم کو حق بات دکھا۔ اور اس پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ اور جھوٹ کو صفائی سے ظاہر فرما۔ اور اس سے بچنے کی ہمت دے۔ یا اللہ ہمارا اور ہماری قوم کے درمیان حق بات کا انکشاف فرما۔ بطفیل سرور انبیا و رسول امین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جن کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اور درود ہو۔ ان پر اور انکی آل و اصحاب و اتباع پر تیری رحمت کے ذریعہ اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔

[2] (اے محمد) تو بڑے بزرگ خلق والا ہے۔

کو گم گشتگان کوئے ضلالت کے لیے ہادی و رہبر و موجب فلاح و نجات قرار دیا۔ اور جس کے وسیلہ سے اسلام کی نعمت دنیا کو بخشی۔ اور اَلْیَوْمَ[1] اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ کے ذریعہ اس دین کے کامل اور مکمل ہونے کی تصدیق فرمائی۔

اَللّٰھُمَّ[2] صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ کُلِّ ذَرَّۃٍ مِاَۃَ اَلْفِ اَلْفِ مَرَّۃٍ

بعد حمد و نعت ۔ ارباب علم و دانش و اصحاب فطنت و خبرت سے مخفی نہیں۔ کہ جمہور اہل اسلام کا اتفاق اس امر پر ہے۔ کہ دین اسلام بذریعہ ذات ستودہ صفات حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کامل اور اکمل صورت میں دنیا کو عطا ہو چکا۔ اور جیسا کہ قرآن کریم کی آیات اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح الصحاف ارشادات سے واضح ہے سلسلہ نبوت آپ کی ذات مبارک پر ختم ہو چکا۔ چنانچہ صحیح بخاری۔ باب خاتم النبیین۔ کتاب المناقب میں یہ واضح اور روشن حدیث موجود ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ قَالَ۔ اِنَّ مَثَلِیْ وَمَثَلَ الْاَنْبِیَآءِ مِنْ قَبْلِیْ کَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰی بَیْتًا فَاَحْسَنَہٗ وَاَجْمَلَہٗ اِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَۃٍ مِنْ زَاوِیَۃٍ فَجَعَلَ النَّاسُ یَطُوْفُوْنَ بِہٖ وَیَتَعَجَّبُوْنَ لَہٗ وَیَقُوْلُوْنَ ھَلَّا وُضِعَتْ ھٰذِہِ اللَّبِنَۃُ قَالَ فَاَنَا اللَّبِنَۃُ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ۔ (یعنے) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میری اور انبیائے گذشتہ کی مثال ایسی ہے۔ کہ کسی شخص نے ایک عمدہ اور خوبصورت گھر بنایا۔ مگر اس کے ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی رہ گئی۔ پس لوگ اس گھر کے گرد پھرنے لگے اور تعجب کرنے لگے۔ کہ یہ ایک اینٹ کیوں نہیں لگائی گئی۔ فرمایا کہ میں وہ اینٹ ہوں۔ اور میں نبیوں کو ختم کرنے والا ہوں۔

مطلب صاف ہے۔ کہ قصر نبوت میں صرف ایک اینٹ کے لگائے جانے کی کسر باقی تھی۔ جو لگ چکی

---

[1] آج ہم نے تمہارا دین کامل کر دیا۔ اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی۔ اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا۔

[2] یا اللہ! حضرت محمد اور اُن کی آل و اصحاب پر ایک ایک ذرّے کے بدلے لاکھ لاکھ بار درود بھیج

اور نبوت کامل مکمل ہو چکا۔ اسلئے آئیندہ کوئی نبی مبعوث نہ ہوگا۔

باوجود اس صاف وصریح ہدایت کے مخبر صادق صلّی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر یہ بھی ارشاد فرمایا۔ کہ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَخْرُجَ ثَلٰثُوْنَ كَذَّابًا كُلُّهُمْ يَزْعَمُ اَنَّهٗ نَبِيٌّ (رواہ الطبرانی عن نعیم ابن مسعود) یعنی طبرانی نے ابن مسعود سے روایت کی ہے۔ کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ قیامت قایم نہ ہوگی۔ جب تک تیس کاذب نہ نکل لیں۔ جو سب یہی گمان کرینگے کہ ہم نبی ہیں"۔

چنانچہ اس ارشاد کے مصداق بہت سے کاذب مدعی پیدا ہوئے جن میں سے کوئی مدعی مہدویت تھا۔ اور کوئی مدعی نبوت و رسالت اور کوئی مدعی مسیحیت۔ ایسے جھوٹے دعوے کرنیوالوں میں سے بعض کے نام یہ ہیں۔

مسیلمہ کذاب۔ اسود عنسی۔ زکریا۔ مغیرہ۔ ابن صیاد۔ طلیحہ۔ عبداللہ بن معاویہ احمد بن محمد۔ سلیمان قرمطی۔ صالح بن طریف۔ یحییٰ عیسٰے بن مہرویہ۔ ابوجعفر۔ محمد ابن اسمٰعیل عبداللہ بن احمد۔ محمد نفس زکیہ۔ محمد بن قاسم۔ قاسم بن مرہ۔ عباس۔ محمد بن تومرت استاذسیس۔ عطا۔ عثمان۔ حسن عسکری۔ محمد بن حسن۔ محمد مہدی۔ احمد بن کیال۔ ابو منصور شیخ محمد خراسانی۔ محمد احمد سوڈانی۔ پوشیا۔ وامیہ۔ بہبود۔ ابراہیم بدلہ۔ علی محمد باب محمد مسیجوانی وغیرہ وغیرہ (ان میں زیادہ تعداد مدعیان مہدویت کی ہے)

ملک ہندوستان میں بھی بعض ایسے لوگ پیدا ہوئے جیسے سید محمد جونپوری وغیرہ۔ آخری مدعی وہ ہیں جنہیں اس دنیا کو چھوڑے ابھی سولہ برس گذرے ہیں۔ اور جن کی امت اگرچہ دو تین فرقوں میں متفرق بھی ہو چکی ہے۔ مگر ان کے کارناموں کے چرچے ابھی جاری ہیں۔ ہماری مراد مرزا غلام احمد صاحب قادیانی آنجہانی سے ہے۔ جو قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب) کے رہنے والے تھے۔ انہی کی تعلیم وحالت کا نمونہ ان اوراق میں دکھایا گیا ہے۔

پہلے آپ نے مجدد ہونے کا دعوے کیا۔ مہدی آخر الزمان بنے۔ مسیح موعود ہونے کے مدعی

ہوئے کبھی محدث و امام الزمان کہلائے۔ نبوت و رسالت کے دعویدار ہوئے۔ اس سے زیادہ ترقی کی۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر جزوی فضیلت جتلائی کچھ عرصہ بعد ہر لحاظ سے ان سے افضل بن گئے[1] اس سے آگے بڑھے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ناقص الفہم[2] اور خاطی قرار دیا۔ (نعوذ اللہ منہا) اب کیا تھا۔ خدا بننا باقی رہ گیا تھا۔ سو پہلے ابن اللہ بنے اور خدا کی اولاد ہونے کے دعویدار ہوئے۔ بعد ازاں اللہ کی بیوی بنکر ایسے فنا فی اللہ ہوئے کہ خدائی کا ہی دعوے کر بیٹھے۔ اور کشف کے ذریعہ آسمان و زمین کو بھی پیدا کر لیا۔ اس پر بھی صبر نہ آیا۔ تو اپنے ایک آئیندہ پیدا ہونیوالے بیٹے کی مثال اللہ تعالیٰ سے دی۔ جیسا کہ لکھا ہے۔ کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ گویا خدا کا بیٹا بنتے بنتے خدا کو ہی بیٹا بنا لیا۔ (نعوذ باللہ من ھذہ الھفوات)

اتنے عظیم الشان اور اتنے مختلف اقسام کے دعوے کسی گذشتہ کاذب مدعی نے نہیں کئے تھے اسلئے کہا جا سکتا ہے۔ کہ آپ جملہ کذابوں کا عطر مجموعہ یا گذشتہ تمام مدعیان کے گورو گھنٹال تھے۔

آپ مسلمانوں کے لئے مہدی۔ عیسائیوں کیلئے مسیح۔ اور ہندوؤں کیلئے کرشن و کلنکی اوتار ہونے کے مدعی تھے۔ ان سب دعووں کی تائید میں ہزارہا الہام سنائے۔ اور لاکھوں نشان پیش کرنے کا دعوے کیا۔ اور کہا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزے تین ہزار ہیں۔ لیکن میرے معجزے تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں جن سے ہزاروں نبیوں کی نبوت کی تصدیق ہو سکتی ہے۔ آپکے الہاموں میں سینکڑوں وعدے تھے۔ اور سینکڑوں وعیدیں۔ بعض الہام مجمل و مبہم بھی ہوتے تھے۔ جو

---

[1] مرزا صاحب کے بیٹے میاں محمود احمد نے تو ان کو کل انبیاء علیہم السلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی افضل قرار دیدیا۔ (حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۲۵۷) و انوار خلافت صفحہ ۳۰ جس میں اسمہ احمد کی بحث کر کے بعثت ثانی کو بعثت اول سے افضل ثابت کیا ہے۔ چنانچہ مرزا صاحب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانی ہونے کے مدعی تھے۔ (دیکھو اشتہار ایک غلطی کا ازالہ وغیرہ)

[2] لکھتے ہیں۔ کہ ابن مریم۔ دجال۔ دابۃ الارض وغیرہ کی حقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہو بہو منکشف نہ ہوئی ہو تو کچھ تعجب نہیں۔ اور حدیبیہ کی پیشگوئی وقت مقررہ پر پوری نہیں ہوئی۔ (دیکھو ازالہ اوہام)

مضمون شعر در بطن شاعر کے مصداق رہکر مرزا صاحب کے ساتھ ہی ان کی قبر میں چلے گئے۔ الہام آپ کو ماشاء اللہ ہر زبان میں ہوتے تھے۔ اردو۔ فارسی۔ عربی۔ انگریزی۔ پنجابی کوئی زبان اس شرف سے خالی نہ رہی۔

بے شمار تحدیاں کیں۔ پیشگوئیوں کا جال پھیلایا۔ نئی نئی باتیں بنائیں۔ سینکڑوں بنی بنائی باتوں کے بگاڑنے کی کوشش کی۔ ماشاء اللہ علم و فضل کے مدعی تھے۔ مناظرے کے میدانوں میں بھی قدم مارے جیتے یا ہارے یہ قسمت کا کھیل تھا۔ مگر ع

مقابلہ تو دلِ ناتواں نے خوب کیا

لیکن مناظرے کے میدانوں میں آپ عمدًا مارتے خاں کی اگاڑی اور بھاگنے خاں کی پچھاڑی کو اچھا سمجھتے تھے۔ اور شاندار پسپائی کو ہی اپنی فتح خیال کیا کرتے تھے۔ بلکہ بعض دفعہ تو تاریخ مقرر کر کے میدان میں آئے بغیر گھر بیٹھے بٹھائے ہی الہام کے ذریعہ فتحیاب ہو جایا کرتے تھے۔ جم کر مقابلہ کرنا کسر شان سمجھتے تھے۔ اس پر بھی دعوے ان کے یہ تھے۔ کہ

۱ وان ناضلتنی فتری سہامی ۔۔۔ ومثلی لا یفر من النضال

۲ فان قاتلتنی فانی یک انی ۔۔۔ مقیم فی میادین القتال

۳ الا انی اقاوم کل سہم ۔۔۔ وافلی الاکتنان عن النبال (وغیرہ وغیرہ)

(مرزا صاحب)

لیکن کل اہل اسلام اسبات کو جانتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب اول تو علماء کے روبرو آتے ہی نہ تھے۔ اگر کبھی آبھی گئے تو سر پر پاؤں رکھکر ایسے بھاگے ہیں کہ پیچھے پھر کر نہیں دیکھا۔ اسکی بیسیوں نظائر موجود ہیں۔ ہاں ! ان کی لمبی چوڑی تحریروں سے ایک دو نہیں۔ ہزاروں سادہ لوح متاثر ہوئے۔

---

۱ اگر میرے مقابلے پر آؤ گے۔ تو میرے تیر دیکھ لوگے اور میرے جیسے آدمی مقابلہ سے بھاگا نہیں کرتے

۲ سو تم اگر مجھ سے مقابلہ کرو گے تو میں تمہیں دکھا دونگا۔ کہ میں لڑائی کے میدان میں ڈیرا جمانے والا ہوں

۳ سن لو کہ میں ہر ایک تیر کا ڈٹ کر مقابلہ کیا کرتا ہوں۔ اور تیروں سے چھپنے کا تو میں دشمن ہوں۔

اور مجذوبانہ بڑوں کے پھندوں میں کئی عقیدت شعار پھنسے۔ جہاں محکمات کو متشابہات کر دکھایا وہاں خود ایسی سینکڑوں متشابہات سے ارادت مندوں کو مسحور کیا۔ کہ وہ خصوصیات احمدیہ و مرموزات مہدویہ کے عقدوں سے تاقیامت کسی اور طرف آنکھ نہ پھیریں۔ پیر پرستوں کے لئے اکبر اکابر المشائخ ثابت ہوئے۔ انتظار مہدی کے مریضوں کے لئے نہ صرف مہدی بلکہ مسیحا بنے۔ سائینسدانوں کی خاطر معجزات کو مسمریزم بتایا۔ معجزہ کے طلبگاروں کے لئے پیشگوئیوں کا طومار باندھ دیا۔ علماء کی تواضع تفسیر و اجتہاد سے کی۔ گویا ہر محفل کے صدر بنے۔ اور ہر رنگ پر اپنا رنگ جمانے کی سعی کی۔ جس خیال کا کوئی دیکھا اسی خیال کے پردے میں اپنا خیال چھپا کر اس کے پیش کر دیا۔ پھر کون تھا۔ جو اس کرشمہ کا شہید نہ ہوتا۔ اور اس دعوت کو قبول نہ کرتا۔ ؎

بیک کرشمہ کہ نرگس بخود فروشی کرد
فریب چشم تو صد فتنہ در جہاں انداخت

جنکی قسمت ہار گئی تھی۔ پھنس گئے۔ اور بعض خوش نصیب پھنسکر نکل گئے۔ اور جو اس فتنۂ اسلام آشوب سے بچ گئے وہ اپنے مقدر کو دعائیں دیں۔ اور حافظ حقیقی کا شکر ادا کریں۔ ؎

کایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

ان کے متبعین کی تعداد بیان کیا جاتا ہے۔ کہ لاکھوں ہے۔ ہمارے بھائی ہیں۔ دل نہیں چاہتا کہ جو لوگ ایک بار رشتۂ اسلام میں ہمارے ساتھ منسلک ہوچکے تھے۔ پھر کبھی ہم سے الگ ہوتے مگر کیا کریں۔ قطع و برید کی مشین جس پر وہ بزور قائم ہیں۔ خود ان کی اپنی ہی ایجاد ہے۔ نہ کہ ہماری۔ ایک وقت تھا۔ جبکہ مرزا صاحب کہا کرتے تھے۔ کہ میرے انکار سے کوئی کافر نہیں ہوجاتا حالانکہ ان کے الہامی تخیلہ[1] میں ایسے الہامات موجود تھے۔ جن کو بعد میں سند پکڑا کر مخالفین کے خلاف

[1] براہین احمدیہ مرزا صاحب کی سب سے پہلی تصنیف ہے۔ اسمیں انہوں نے سینکڑوں آیات قرآنی اور عربی عبارات علی الحساب لکھدی تھیں۔ جنکو بعد میں اپنی صداقت کیلئے وقتاً فوقتاً بطور الہام پیش کرتے رہے۔ اسلئے اہل اسلام بجا طور پر انکی اس کتاب کو الہامی تخیلہ کہا کرتے ہیں۔

استعمال کیا گیا ہے۔ اور جن میں اپنے دعوے سے انکار کرنیوالوں کو کافر کہا ہے۔ اور بعد میں تو کھلم کھلا کہدیا۔ کہ جو مجھے نہیں مانتا خواہ منکر نہ بھی ہو۔ متردد ہی ہو۔ وہ بھی کافر ہے۔ مکذبین و مکفرین کا تو کہاں ٹھکانا ہے۔ ہمارے ان بھائیوں نے مرزا صاحب میں کوئی خوبی دیکھی ہوگی جسے دیکھکر وہ اُمّت خیر الرسل علیہ افضل التحیات والسلام سے علیحدہ ہوئے۔ لیکن خدا گواہ شاہد ہے۔ کہ ہمیں تو مرزا صاحب کی تصانیف و دعاوی میں بجز زبانی ادّعا۔ بیجا تاویلات یہودیانہ تحریفوں اور خودستائیوں کے اور کچھہ نظر نہیں آیا۔ ہمیں اپنے گم کردہ راہ بھائیوں کی دل آزاری منظور نہیں۔ لکھتے ہوئے دل دکھتا ہے۔ مگر مذہب کا معاملہ ہے۔ یہاں کتمان حقیقت سخت گناہ ہے۔ اور ساکت عن الحق رہنا شیطان اخرس بنانا ہے۔ مرزا صاحب کی کوئی ظاہری خوبی اگر ان کے مریدوں کی آنکھوں میں ہے بھی تو وہ یاد رکھیں کہ ایسی ظاہری خوبی کے ساتھ ہر جگہ کوئی نہ کوئی بلا چھپی ہوئی ضرور ہوتی ہے۔ جو اس خوبی پر فریفتہ ہوتے ہیں وہ اس بلا میں بھی بُری طرح گرفتار ہوتے ہیں۔ ؎

دِل خالِ تو دیدہ است و ندیدہ خمِ زلفت
اے مُرغ مرو در پئے ایں دانہ کہ دام است

یہ بہتان نہیں جو ہم لکھ رہے ہیں۔ یہ کوئی بیجا حملہ نہیں جو کیا جا رہا ہے۔ یہ ایسا دعوےٰ نہیں جسکا نمایاں ثبوت نہ ہو۔ یہ ایک حقیقت ہے اور حقیقت ظاہرہ۔ یہ ایک صداقت ہے اور صداقت باہرہ۔ اسی حقیقت اور صداقت کے انکشاف اور اصلیت و واقعیت کے اظہار کے لئے یہ چند اوراق لکھے گئے ہیں

(السعی منی والاتمام من اللہ)

مرزا صاحب کے کلام میں حد درجہ کی نیرنگیاں اور خفیہ چال بازیاں پائی جاتی ہیں۔ وہ اپنے مخالفین کو کافر کہتے بھی ہیں اور نہیں بھی کہتے۔ وہ نبوت کا دعوے کرتے بھی ہیں اور نہیں بھی۔ وہ انبیائے کرام کی عزت و تعظیم بھی کرتے ہیں۔ مگر ان سے افضلیت کے بھی مدعی ہیں۔ وہ معجزاتِ انبیائے سابقین کو مانتے بھی ہیں مگر انہیں مسمریزم اور مکروہ و قابل نفرت افعال سے ہی نامزد کرتے ہیں۔ وہ فحش گوئی اور غصہ و غضب کو بُرا بھی کہتے ہیں۔ مگر خود بھٹیاریوں کی طرح گالیاں بھی دیتے ہیں۔ وہ خدا بھی بنتے ہیں۔ خدا کے بیٹے

بھی۔ خدا کی عورت بھی اور خدا کے باپ بھی۔ وہ تارک الدنیا ہونے کے بھی مدعی ہیں۔ مگر خود لاکھوں روپیہ جمع کر گئے ہیں۔

غرض مرزا صاحب کا اسلام ایک طرفہ ترمعجون ہے جسمیں ہر قسم کا سرور موجود ہے۔ مرزا صاحب کی تعلیم کی مثال اس دوا فروش دوکاندار کی سی ہے جس کے پاس ایک بوتل میں سادہ شربت ڈالا ہوا ہو۔ اور پھر جس شربت کی کسی کو ضرورت ہو اسی بوتل سے نکال دیتا ہو۔ یا مرزا صاحب کی تعلیم کی مثال ایک شاہد بازاری کی سی ہے جسکا ظاہری رنگ و روغن لباس اور آرائش دلفریب ہے لیکن اندرونی طور پر ہزاروں اخلاقی بدیاں بیسیوں تباہ کن بیماریاں اور سینکڑوں مالی و جسمانی نقصانات اسمیں پوشیدہ ہیں۔ یا مرزا صاحب کی تعلیم کی مثال شربت کے اس گلاس کی سی ہے جس میں عرق کیوڑہ بید مشک اور قند ڈالا گیا ہے۔ مگر چند قطرے زہر ہلاہل کے بھی اسمیں ملے ہوئے ہیں۔ اگر وہ مکار دوکاندار قابل اعتبار ہو سکتا ہے؟ اگر وہ شاہد بازاری قابل التفات ہے؟ اگر وہ شربت کا گلاس بلا تامل پیا جا سکتا ہے؟ تو بیشک مرزا صاحب کی تعلیم بھی جس میں صریح اور واضح طور پر ظاہری آرائش کے ساتھ قسم قسم کی اخلاقی برائیاں اور خلاف شریعت حقہ باتیں موجود ہیں۔ قابل قبولیت ہے۔ اور اگر وہ تینوں باتیں ناقابل تسلیم اور رد کر دینے کے لائق ہیں۔ تو مرزا صاحب کی تعلیم ان سے بھی پہلے ناقابل التفات اور مردود ہے کیونکہ وہ ہر سہ ایسے امور ہیں جن کا اثر انسان کے مال۔ اخلاق یا جسم پر پڑتا ہے۔ مگر مرزا صاحب کی تعلیم جنس ایمان کا سودا ہے۔ اور دین و ایمان کے خسارہ کو ہرگز قبول نہیں کیا جا سکتا۔

مرزا صاحب کے ہر ایک دعوے کی بارہا تردیدیں ہو چکی ہیں۔ ان کی کتابوں کے جواب اور ان کی پیشگوئیوں کا غلط ہونا علمائے اسلام نے اچھی طرح واضح کر دیا ہوا ہے۔ سعید و خوش نصیب طبعیتیں ان سے فائدہ اٹھاتی ہیں۔ اور ضدی لوگ انکی طرف ملتفت نہیں ہوتے۔ ان میں چونکہ بعض کتابیں ضخیم اور متفرق ہیں۔ عوام ان سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ اسلئے انہی تصانیف علمائے کرام و تحریرات و تقاریر علمائے عظام سے اقتباس کر کے یہ ایک خاص طرز کا رسالہ پیش کیا جاتا ہے۔ جس میں مرزا صاحب کی تعلیم۔ ان کے معتقدات و مسلمات اور ان کے الہامات و کشوف کی حالت کا نمونہ

دکھلایا گیا ہے ممکن نہیں کہ اللہ تعالیٰ کا تقوے اور اسلام کی غیرت وحرمت دل میں رکھتے ہوئے کوئی شخص ان اوراق کو پڑھکر مرزا صاحب کے دعووں کو تسلیم کرسکے۔ یا اگر پہلے اس جال میں پھنس چکا ہے تو آیندہ کیلئے پھنسا رہنا پسند کرے۔ ہاں ضد اور تعصب کی بات جدا ہے جب انسان کسی چیز سے محبت کرنے لگتا ہے۔ تو اسکی برائیاں بھی اُسے خوبیاں ہی نظر آتی ہیں۔ اور وہ اپنے خیالات کے برخلاف ایک بات بھی سننا نہیں چاہتا۔ بلکہ کانوں میں اُنگلیاں دے لیتا ہے۔ اسیکا نام کوردانہ تقلید ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے۔ کہ وہ میری اس خالص دینی خدمت کو قبول فرمائے۔ اور مرزا صاحب کے موافق ومخالف دونو فریق اس سے مستفید ومستفیض ہوں۔ آمین!

اس کتاب میں ناظرین بعض جگہ ایسے الفاظ بھی دیکھیں گے۔ جو سنجیدگی ومتانت کی رُو سے قابل اعتراض اور غیر مانوس معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن اس کے متعلق میں صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایسے الفاظ کا استعمال الزامی طور پر مرزا صاحب کی تصانیف وتقاریر سے ہی کیا گیا ہے۔ اور اپنی طرف سے کسی جگہ زیادتی وسبقت نہیں کی گئی۔ مرزا صاحب کی تہذیب ومتانت اور سنجیدگی کا نظم ونثر نمونہ اس کتاب کی نویں فصل کے نمبر ۶ و ۷ میں دکھایا گیا ہے۔ اسے پڑھکر پھر اس کتاب کی کسی عبارت کی نسبت رائے قایم کرنی چاہیئے۔ بعض اصحاب جنہیں مرزا صاحب کی ایسی تحریروں کے دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ ہمارے ایسے خیالات کو دیکھکر اعتراض فرمادیا کرتے ہیں۔ اُس وقت ہماری حالت اس شعر کی مصداق ہوتی ہے۔ ؎

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں رسوا
وُہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

بالآخر گذارش ہے۔ کہ مجھے علم وفضل کا دعوے نہیں۔ ایک معمولی اردو خواں ہوں۔ ہاں اعلماء کی صحبت وخدمت کا کسی قدر شرف ضرور حاصل ہے۔ اسی نسبت کو فلاح دارین کے لئے کافی سمجھتا ہوں۔ اور چونکہ کم علم[1] ہوں۔ اس لئے ناظرین سے التماس ہے۔ کہ اگر کوئی علمی غلطی پائیں۔ تو اس سے چشم پوشی اور درگذر

---

[1] مرزا صاحب کے دعووں اور انکی تعلیم کو دیکھنے سے ایک خداترس مسلمان پر خود بخود انکا کذب روشن ہو جاتا ہے۔ اسکے لئے کسی علمیت کی ضرورت نہیں۔ ان کے رنگ برنگ کے دعوے اپنی تردید آپ ہی کر رہے ہیں۔

فرمائیں۔ مطلب اصل مقصود ہے۔

مرد باید کہ گیرد اندر گوش
ور نوشت است پند بر دیوار

امید ہے۔ کہ بفحوائے اُنظُر مَا قَالَ وَلَا تَنظُر اِلیٰ مَن قَالَ (کہی ہوئی بات کو دیکھو یہ خیال نہ کرو۔ کہ کہنے والا کون ہے) ناظرین اس سے فایدہ اٹھائینگے۔ میں نے ایک باغبان کی حیثیت سے مختلف پھولوں اور کلیوں کو اکٹھا کرکے ایک گلدستہ بنادیا ہے۔ آپ پھولونکی خوبصورتی اور خوشبو سے بہرہ اندوز ہوں۔ ہاں اگر ترتیب کا فرق ہے۔ تو یہ باغبان کا قصور ہے۔ اس سے درگذر فرمائیں جن جن کتابوں اور رسالوں سے اس مختصر کتاب کے مختلف مضامین اخذ کئے گئے ہیں۔ انکی فہرست حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام کتاب یا رسالہ	اسم مبارک حضرت مصنف
١	افادۃ الافہام	مولانا انوار اللہ خانصاحب حیدر آباد دکن
٢	غائت المرام و تائید الاسلام . .	" حاجی قاضی محمد سلیمان صاحب مصنف رحمۃ اللعالمین پٹیالہ
٣	مسیح الدجال وغیرہ . . .	ڈاکٹر عبد الحکیم خانصاحب مرحوم پٹیالہ۔
٤	مرقع قادیانی وغیرہ	مولانا مولوی ثناء اللہ صاحب مولوی فاضل امرتسر
٥	رسالہ تائید الاسلام ماہواری وغیرہ	مولوی پیر بخش صاحب سکرٹری انجمن تائید الاسلام لاہور
٦	کاشف مغالطۂ قادیانی۔	چوہدری محمد حسین صاحب ایم۔ اے۔
٧	عصائے موسیٰ۔	مولوی الٰہی بخش صاحب مرحوم
٨	النجم الثاقب۔	مولوی عبد المعز صاحب مونگیر۔
٩	فیصلہ آسمانی وغیرہ۔	مولانا مولوی سید ابو احمد صاحب رحمانی مونگیر۔
١٠	اشاعۃ السنۃ	حضرت مولانا مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی۔

جزاھم اللہ احسن الجزا

جو اصحاب اس کتاب کو ملاحظہ فرمائیں۔ وہ پہلے ان بزرگان رحمہم اللہ کو اور ان کے بعد اس خاکسار کو دعائے خیر سے یاد فرمائیں۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ہ

پٹیالہ
یکم ذوالحجہ سنہ ۱۳۴۶ھ

خاکسار
محمد یعقوب خلف مولوی محمد علی صاحب مرحوم متوطن قصبہ بنور
حال پٹیالہ۔ ریاست العالیہ پٹیالہ

شکریہ

اس کتاب کا مسودہ پہلے مخدومی مکرمی منشی فاضل مولانا حاجی قاضی محمد سلیمان صاحب مصنف رحمۃ للعالمین نے پھر میرے استاد معظم منشی فاضل مولانا مولوی محمد حشمت احمد صاحب مفتی ریاست پٹیالہ نے ملاحظہ فرمایا۔ اور اپنے عالمانہ اور قیمتی مشوروں سے میری حوصلہ افزائی فرمائی۔ جسکے لئے میں ہر دو بزرگان کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ حق تعالےٰ انہیں اجر جزیل عطا فرمائے

آمین

(خاکسار مؤلف)

پہلی فصل

ذکرِ دشمنِ کاذب مدعیانِ نبوت و الہام و مہدویت

دعوے سے نہیں ہوتی ہے تصدیق نبوت
پہلے بھی بہت گذرے ہیں نقال محمد

(حدیث شریف) سَیَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ کَذَّابُوْنَ ثَلَاثُوْنَ کُلُّھُمْ یَزْعَمُ اَنَّہٗ نَبِیٌّ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ۔ (مسلم۔ ترمذی۔ ابوداؤد وغیرہ ایۃ الحدیث) ترجمہ۔ میری اُمت میں تیس جھوٹے مدعی پیدا ہونگے۔ جو نبوت کا دعوے کریں گے۔ حالانکہ میں نبیوں کے ختم کرنے والا ہوں۔ اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

مرزائی لٹریچر میں یہ دعوے پایا جاتا ہے۔ کہ مرزا صاحب نے ایک مدت تک خلوت نشین رہکر تصفیہ باطن حاصل کیا۔ چنانچہ کئی تصانیف میں آپ فنافی اللہ اور فنافی الرسول ہونے کے مدعی ہیں۔ لیکن اس خلوت نشینی میں انہوں نے جو کام کیا ہے اسکی تفصیل براہین احمدیہ کے صفحہ ۹۵ پر خود ہی اسطرح لکھتے ہیں۔ ؎

بہر مذہبے غور کردم بسے
شنیدم بدل حجت ہر کسے

بخواندم زہر ملتے دفترے
بدیدم زہر قوم دانشورے

ہم از کودکی سوئے ایں تاختم
دریں شغل خود را بینداختم

جوانی ہمہ اندریں باختم
دل از غیر ایں کار پرداختم

ہمیں اس امر سے کوئی بحث وغرض نہیں۔ کہ مرزا صاحب کے مذکورہ بالا اشغال کا زمانہ انکی عمر کا کونسا حصہ تھا۔ کیونکہ انہوں نے معمولی تعلیم کے بعد سرکاری ملازمت بھی کچھ عرصہ کی ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی مختاری کا قانونی امتحان بھی دیا تھا جسمیں آپ فیل ہو گئے تھے۔ یہ ملازمت اور تیاری امتحان کا زمانہ بھی کودکی سے پہلا زمانہ نہیں ہو سکتا۔ اور نہ جوانی سے بعد کا۔ مگر ان اشعار میں کودکی سے خاتمہ جوانی تک کا پروگرام پیش کر دیا ہے۔ ممکن ہے کہ ایسا ہی ہو۔ اور ابتدائے عمر سے دوسرے امور کے ساتھ یہ شغل اور شوق بھی رہا ہو۔ بہرحال وہ بڑی صفائی سے اقرار کرتے ہیں۔ کہ میں نے ہر ایک سچے اور جھوٹے مذہب پر غور کیا۔ اور ان مذاہب مختلفہ کے بانیوں اور ان کے موجد عقلاء کی دلائل اور حجتیں سنیں۔ اور ان کے دفاتر کھنگال ڈالے۔ اور لڑکپن سے لیکر جوانی کے خاتمہ تک میں نے اس کے سوائے کوئی اور کام نہیں کیا۔

اس سے ظاہر ہے۔ کہ مرزا صاحب نے تمام باطل مذاہب کاذب مدعیان نبوّت و الہام کے حالات پر غور و خوض کرنے میں ایک بھاری مجاہدہ کیا۔ اور کامل غور و فکر کے بعد عقلاء کی تدابیر و اختراعات و استدلال میں ایک خاص ملکہ بہم پہنچایا۔ لیکن یہ شب و روز کی مشغولیت ان کے ایمان حقیقی کے لئے بلائے بے درماں ثابت ہوئی۔ اور دین حنیف کے سیدھے سادے اصولوں کے بجائے کذابوں اور دجالوں کے فلسفیانہ اور منطقیانہ دلائل اور دعاوی ان کے قلب پر مستولی ہو گئے۔ اور تصفیہ باطن کی جگہ اپنے دین و ایمان کا ہی صفایا کر بیٹھے۔

چنانچہ مرزائی تعلیم کی رنگ آمیزیاں۔ بوقلمونیاں اور عبارت آرائیاں دیکھنی ہوں۔ تو انکی تصانیف کو ملاحظہ کرنا چاہیئے۔ مختصر طور پر اس رسالہ میں بھی ذکر آئیگا۔ اس فصل میں بطور نمونہ ایسے دس کاذب مدعیان کا کچھ حال لکھا جاتا ہے۔ جن کے دلائل اور دعووں پر مرزا صاحب نے اپنے مشن کی بنیاد رکھی ہے۔

(۱) منہاج السنۃ میں **ابو منصور** بانی فرقہ منصوریہ کا حال لکھا ہے۔ اسکی تعلیم یہ تھی۔ کہ رسالت کبھی منقطع نہیں ہوتی۔ رسول ہمیشہ مبعوث ہوتے رہیں گے۔ قرآن و حدیث میں جو جنت و نار کا ذکر ہے۔ وہ دو شخصوں کے نام ہیں۔ اور اسیطرح میتہ۔ دم۔ لحم خنزیر اور میسر بھی حرام

نہیں" پھر کہتا ہے۔ کہ "یہ تو چند آدمیوں کے نام ہیں جنکی محبت حرام کی گئی ہے۔ صوم و صلوٰۃ حج و زکوٰۃ بھی چند آدمیوں کے نام تھے جن کی محبت واجب ہے۔ ورنہ یہ کسی عبادت کے نام نہیں ہیں" غرضیکہ کل تکلیفات شرعی کو ساقط کر دیا تھا۔ اس کے ہزاروں لاکھوں مرید ہو گئے تھے۔ اور ایک مستقل فرقہ کی اس نے بنیاد رکھی تھی۔ ستائیس ۲۷ برس تک نبوّت کا دعوے اور سلطنت کر کے سنہ ۳۶۸ھ میں مارا گیا۔ اور اس کی اولاد میں پانچویں صدی کے اخیر تک سلطنت رہی۔

مرزا صاحب نے بھی تاویلات کے اس مجرّب نسخہ سے خوب فائدہ اٹھایا۔ نبوت و رسالت کے خود مدعی ہوئے۔ اور جیسا کہ قادیانی مرزائیت سے ظاہر ہو رہا ہے۔ آئندہ [ف ۱] کے لئے بھی نبوّت کے داغ بیل ڈال گئے۔ قسم قسم کے چندوں سے پیٹ نہ بھرا۔ تو زکوٰۃ کے مال کے درپے ہوئے۔ اور دین اسلام کو غریب یتیم اور بیکس ظاہر کر کے اسطرح زکوٰۃ کے مال کا مستحق ٹھیرایا۔ کہ ہماری کتابیں مال زکوٰۃ سے خرید کر مفت تقسیم کی جاویں۔ اور ان کتابوں کی قیمت لاگت سے کئی گنا زیادہ رکھی۔ اور خوب ٹکے کمائے ابو منصور کیطرح قرآن کریم اور احادیث شریفہ کے معنے بدلنے کی ترکیب خوب ہی کارگر ہوئی۔ چنانچہ ازالہ اوہام کے صفحہ ۵۵۶ میں کہتے ہیں۔ کہ:-

"مسیح ابن مریم کی پیشگوئی اول درجہ کی پیشگوئی ہے۔ جسکو سب نے بالاتفاق قبول کر لیا ہے اور کتب صحاح میں کوئی پیشگوئی اس کے ہم پہلو نہیں۔ تواتر کا اول درجہ اسکو حاصل ہے انجیل بھی اسکی مصدق ہے۔"

غرضیکہ اس معاملہ پر خوب زور دیا۔ مگر قرآن و حدیث میں حضرت مسیح علےٰ نبینا و علیہ السلام کے جتنے نام آئے ہیں۔ وہ سب اپنے پر رکھ لیئے۔ کیونکہ خود مسیح بننا مطلوب تہا۔ اور اسی پر اکتفا نہ کی بلکہ آدم۔ نوح۔ ابراہیم۔ موسیٰ۔ عیسیٰ۔ مہدی۔ حارث۔ حراث۔ محدث۔ مجدد۔ امام الزمان

ف ۱ چنانچہ مرزا صاحب کے کئی مریدوں نے ان کے بعد نبوّت کے دعوے کئے ہیں۔ جیسے مولوی چراغ الدین جموی۔ عبد اللہ تیماپوری۔ نبی بخش مہاراجکے۔ عبد اللطیف گناچوری

خلیفۃ اللہ۔ کرشن۔ کلکی اوتار وغیرہ وغیرہ اپنے نام اسلئے رکھ لئے۔ کہ داشتہ آید بکار۔ اسیطرح قادیان سے مراد دمشق۔ علماء کا نام دابۃ الارض اور کہیں مرض طاعون کا نام دابۃ الارض۔ پادریوں کا نام دجّال رکھا۔ اور کہیں دجال سے با اقبال قومیں مراد لی۔ اور ریل کو خر دجّال بتایا۔ اور خود کرایہ دیکر اس گدھے پر چڑھتے رہے۔ فنعم من قال۔ ؎

خر دجال یہ کیسا۔ کہ جسپر ثانئے عیسٰی
باایں شان وباایں شوکت کرایہ دیکے چڑھتا ہے

(۲) فتوحات اسلامیہ میں بحوالہ تاریخ کامل وغیرہ لکھا ہے۔ کہ پانچویں صدی کے شروع میں **محمد بن تومرت** ساکن جبل سوس نے دعوےٰ کیا۔ کہ میں سادات حسینی ہوں۔ اور مہدی موعود ہوں۔ اس کے حالات میں مذکور ہے۔ کہ اس نے امام غزالیؒ وغیرہ اکابر علماء سے تحصیل علوم کے بعد رمل و نجوم میں بھی مہارت بہم پہنچائی۔ اور درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ اسکا علم و فضل اور زہد و تقوےٰ دیکھکر اور اسکی جادو بھری تقریریں سن کر لاکھوں آدمی اس کے شاگرد و مرید بن گئے۔ اور ایک لشکر لڑنے مرنے والا تیار ہو گیا۔ بادشاہ وقت کو بھی اس نے شکست دی جسکی پہلے سے پیشگوئی کردی تھی۔

مناسبت معنوی و طبعی کے لحاظ سے عبداللہ ونشریسی اور عبدالمومن وغیرہ اسکے معتمد علیہ قرار پائے۔ عبداللہ ایک بڑا فاضل شخص تھا۔ اس کے علوم و فنون کو ابن تومرت نے کچھ عرصہ ظاہر نہیں کیا۔ بلکہ اس کو ایک مجذوب کی مانند نہایت میلے اور گندے حال میں گونگا بنائے رکھا۔ جب لوگوں میں اس مدعی مہدویت کا خوب چرچا ہو گیا۔ تو اپنی پہلے سے سوچی ہوئی چال چلا۔ یعنے فاضل عبداللہ ونشریسی کو کہا۔ کہ اب اپنا کمال علم و فضل ظاہر کرے۔ چنانچہ اس کی بتائی ہوئی تدبیر کے موافق ایک دن صبح کے وقت عبداللہ نہایت مکلّف لباس پہنے اور خوشبوئیں لگائے مسجد کی محراب میں دیکھا گیا لوگوں کے دریافت کرنے پر اس نے بتلایا۔ کہ فرشتہ نے آسمان سے آکر میرا سینہ شق کیا۔ اور دھو کر قرآن اور موطا وغیرہ کتب آسمانی و احادیث و علوم سے بھر دیا۔ مکار مہدی موعود اثبات

کو سنکر رونے لگا۔ کہ میری جماعت میں اللہ تعالیٰ نے ایسے آدمی بھی پیدا کئے ہیں۔ جن پر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرح فرشتے اترتے ہیں۔ اور جسطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ شق کیا گیا تھا۔ اسی طرح اس عاجز کی جماعت کی ایک ذلیل شخص کا سینہ فرشتوں نے شق کرکے قرآن وحدیث اور علوم لدنیہ سے بھر دیا ہے۔ غرضیکہ اس حکیم الامتہ ونشر لیسی کے طفیل اسکو بہت کچھ فروغ حاصل ہوا۔

بعض لوگ اس جھوٹے مہدی کے دعووں کو شک وشبہ کی نظر سے دیکھتے تھے۔ جنکی فہرست اسماء اس نے عبداللہ مذکور کو دیدی تھی۔ جب عبداللہ کا سینہ شق ہونے اور علوم لدنی اسکو عطا ہونے کا معجزہ تسلیم کرالیا۔ تو اس عبداللہ سے ہی کہلوا دیا۔ کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے دوزخیوں کی شناخت کا بھی نور عطا کیا ہے۔ اور فرمایا ہے۔ کہ ایسی متبرک جماعت میں دوزخیوں کا رہنا ٹھیک نہیں۔ لہذا ان دوزخیوں کو قتل کرادینا چاہیئے۔ میرے اس بیان کی تصدیق کے لئے تین فرشتے آسمان سے نازل ہوئے ہیں۔ جو فلاں چاہ میں موجود ہیں۔ (اور خفیہ طریق سے تین مخلص مرید ایک سنسان مقام پر ایک چاہ میں اتار دیئے۔) حسب الحکم مہدیؑ کاذب ساری جماعت اس چاہ پر پہنچی۔ جہاں مکار مہدی نے اول دو رکعت نماز پڑھی۔ بعد ازاں کوئیں میں آواز دی۔ کہ۔

"عبداللہ ونشر لیسی کہتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اسے دوزخیوں کی شناخت کا علم دیکر حکم دیا ہے۔ کہ دوزخی قتل کردیئے جادیں۔ کیا یہ سچ ہے؟" چاہ میں سے آواز آئی۔

سچ ہے! سچ ہے!! سچ ہے!!!

اس تصدیق کے بعد بدیں خیال کہ یہ عالم تحتانی کے فرشتے اوپر آکر افشائے راز نہ کردیں۔ ان کو عالم بالا پر ہی پہنچا دیا جائے تو مناسب ہے۔ مہدی موعود نے ونشر لیسی وغیرہ سے متوجہ ہوکر کہا۔ کہ یہ چاہ اب نزول ملائکہ سے متبرک ہوگیا ہے۔ اسمیں نجاست وغیرہ گرنے اور اس سے قہر الٰہی نازل ہونے کا اندیشہ ہے۔ اس لئے اسکو بند کردینا مناسب ہے۔ چنانچہ سب کی رائے سے فوراً اس چاہ کو بند کردیا گیا۔

اور ونشریسی کے بتلانے کے موافق سب مخالف چن چن کر قتل کر دیئے گئے۔ اور یہ کام کئی دن میں سرانجام ہوا۔ اسطرح سے مہدی کاذب اپنے مخالفین کا قلع قمع کر کے فتنہ و فساد و ملک گیری میں مشغول ہوا اور ۲۴[1] سال تک مدعی مہدویت رہکر عبدالمومن کو جانشین کر کے مر گیا۔

اس قصہ پر غور کرنے سے کئی امور کا پتہ لگتا ہے۔

(الف) ایسے کاذب مدعیوں کو چند علمدار آدمی اپنے ساتھ ملانے ضروری ہوتے ہیں۔ جس کا عوام پر بڑا اثر پڑتا ہے۔ محمد ابن تومرت کو عبدالمومن اور عبداللہ ونشریسی جیسے عالم فاضل مل گئے تھے۔ تو مرزا صاحب کو بھی مولوی نورالدین۔ مولوی محمد احسن اور مولوی عبدالکریم سے بڑی مدد ملی۔ جن کو ان دو فرشتوں سے مشابہت دی۔ جن کے مونڈھوں پر ہاتھ رکھکر حضرت عیسٰی علیہ السلام کا نازل ہونا حدیث میں مذکور ہے۔

(ب) محمد ابن تومرت کو اپنے معتقدوں پر اتنا تصرف تہا۔ کہ انہوں نے اپنے بھائی بندوں کو جو اس مہدی کے دعوے سے منکر یا متردد تھے۔ اپنے ہاتھوں سے قتل کر ڈالا۔ مرزا صاحب کے معتقد بھی تمام مسلمانوں کو جن میں ان کے عزیز۔ اقارب۔ دوست۔ آشنا اور بڑے بڑے علماء و فضلاء و صلحا شامل ہیں۔ خارج از اسلام سمجھتے ہیں۔ ان کے ساتھ مل کر نماز نہیں پڑہتے۔ رشتے ناطے بند کر دیئے ہیں۔ اور کئی مثالیں موجود ہیں۔ کہ مرزائی بیٹوں نے مسلمان باپ کے جنازہ کی نماز نہیں پڑھی۔

(ج) اس مہدی موعود نے مخالفین کو قتل کر کے اپنی جماعت ممتاز بنائی تھی۔ مرزا صاحب نے تمام غیر مرزائی مسلمانوں کے اسلام کو مردہ کہکر اپنے مریدوں کو ان کے ساتھ نماز پڑھنے اور دیگر معاشرتی امور میں شرکت سے روک دیا۔

---

[1] مرزا صاحب۔ آیت لو تقول علینا بعض الاقاویل ... الخ سے یہ نتیجہ لیتے ہیں۔ کہ اگر میں جھوٹا ہوتا۔ تو ۲۳ سال تک مہلت نہ پاسکتا جو زمانہ نبوت حضرت ختم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر ہے۔ لیکن اس آیت سے ان کا یہ استدلال باطل ہے۔ کیونکہ کئی کاذب عیان کا ۲۳ سال کی مدت سے زیادہ ہے۔ جیسے ابو منصور ۲۷ سال۔ محمد بن تومرت ۲۴ سال۔ حسن بن صباح ۳۵ سال۔ صالح بن طریف ۴۷ سال۔ اکبر بادشاہ ہند ۲۶ سال وغیرہ۔ اور ایسے ہی کئی صادق نبیوں کا زمانہ نبوت ۲۳ سال سے بہت کم ہے۔ مثلاً حضرت زکریا حضرت یحیٰی علیہ السلام۔ بفرض محال اگر مرزا صاحب کا استدلال مان بھی لیا جاوے۔ تو انہوں نے سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے دعوٰے نبوت کو کفر قرار دیا ہوا تھا۔ سنہ مذکور میں دعوٰے کیا۔ اور سات برس بعد سنہ ۱۹۰۸ء میں مر گئے۔ ۲۳ سال نبی کہاں رہے؟ یہ آیت بھی مکی ہے۔ جہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بعد دعوٰے نبوت ۱۳ سال تشریف فرما رہے۔ پھر ۲۳ سال کی حجت کفار مکہ پر کسطرح پیش ہوسکتی تھی؟

(۳۳) **عبدالمومن** - محمد ابن تومرت نے مرنے سے پیشتر اسکو امیر المومنین کا لقب دیکر اپنا جانشین کر دیا تھا۔ اور اس کے حق میں پیشگوئی کی تھی - کہ یہ بہت سے ملک فتح کریگا۔ عبدالمومن ۲۴ برس تک لوگوں کے ساتھ سخاوت و احسان کے سلوک کرتا رہا۔ اور چونکہ جوانمرد اور بہادر تھا۔ اسلئے ملک فتح کرنے کی طرف متوجہ ہوا۔ چنانچہ جس طرف کو گیا۔ اسکی فتح ہوئی - اُندلس اور عرب کو بھی اس نے فتح کر لیا تھا۔ ۵۵۱ھ میں اپنے بیٹے محمد کو ولیعہد کر کے اپنے مریدوں سے بیعت کرائی - آخر ۳۳ سال تک مہدی کا خلیفہ اور امیر المومنین کہلا کر اور بڑی شان و شوکت سے بادشاہت کر کے ۵۵۸ھ میں مر گیا - اور اپنی اولاد کو بادشاہت دے گیا۔ بے شمار مسلمانوں کو قتل کیا - اور مدت العمر محمد بن تومرت کی تعلیم مہدویت پھیلاتا رہا۔

محمد بن تومرت کی دو پیشگوئیاں بھی بالکل سچی ثابت ہوئیں - ایک تو شاہی فوج پر فتحیابی کی۔ دوسری عبدالمومن کی ملک گیری کی۔ لیکن وہ اپنے دعوے میں کاذب تھا۔ اسلئے کسی پیشگوئی کا پورا ہو جانا معیار صداقت نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ مرزا صاحب کے مرید انکی بعض پیشگوئیوں کو مدار صدق ٹھہراتے ہیں۔

محمد بن تومرت۔ شروع میں بڑا۔ زاہد۔ متقی - آمر بالمعروف اور ناہی من المنکر تھا۔ مگر بعد میں دنیاوی کامیابی نے اس کے عقائد بگاڑ دیئے۔ (مفصل حال تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ میں مذکور ہے) یہی حال مرزا صاحب کا ہوا۔ ابتداءً براہین احمدیہ میں تقریر متعلق حقانیت اسلام وغیرہ دیکھکر علماء نے ان سے حسن ظن کیا۔ مگر بعد میں انہوں نے جو جو کھیل کھیلے وہ الم نشرح ہیں۔

(۳۴) **طریف ابو صبیح و صالح بن طریف** - دوسری صدی کے شروع میں اس نے حکومت کی بنیاد قایم کی۔ اور نبوت کا دعوے کر کے نیا مذہب اپنی قوم میں رائج کیا۔ اور پانچویں صدی کے آخر تک اسکی اولاد میں سلطنت رہی۔ چنانچہ صالح بن طریف ۱۲۷ھ میں اپنے باپ کا ولیعہد ہوا۔ یہ شخص اپنی قوم میں عالم و دین دار تھا۔ نبوت کا باپ کی طرح اس نے بھی دعوے کیا۔ اور کہا کہ میں مہدی اکبر بھی ہوں عیسیٰ بن مریم میرے ہی وقت میں نازل ہونگے۔ اور میرے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ اپنا نام خاتم الانبیاء رکھا۔ (مفصل دیکھو ابن خلدون)

ایک جدید قرآن کے اپنے اوپر نازل ہونے کا دعویدار تھا۔ جسکی سُورتیں اس کے مرید نماز میں پڑھتے تھے۔ چند سُورتوں کے نام یہ ہیں۔ سورۃ الدیک۔ سورۃ الجمل۔ سورۃ الفیل۔ سورۃ آدم۔ سورۃ نوح۔ سورۃ ہاروت وماروت۔ سورۃ ابلیس۔ سورۃ غرائب الدنیا وغیرہ وغیرہ ۴۷ سال تک نہایت استقلال اور کامیابی سے اپنے مذہب کی اشاعت اور بادشاہت کرتا رہا۔ اس کے بعد اس کے خاندان میں حسب ذیل مشہور بادشاہ ہوئے۔

نام بادشاہ	مدت سلطنت	نام بادشاہ	مدت سلطنت
الیاس بن صالح	۵۰ سال	یونس بن الیاس	۴۴ سال
ابو غفیر محمد صالح کا پڑپوتا	۲۹ سال	ابو الانصار عبد اللہ ابن ابو غفیر محمد	۴۴ سال

ان لوگوں نے بڑی شان و شوکت سے حکومت کی۔ اور ایسے صاحب اقبال و شوکت و جلال تھے کہ بڑے بڑے بادشاہ اور خلفاء بھی ان سے ڈرتے تھے۔

مرزا صاحب نے بھی خاتم الانبیاء و مہدی موعود و مسیح ابن مریم۔ اور کرشن اوتار اور کلنگی اوتار ہونے کا دعوے کیا۔ براہین احمدیہ توضیح مرام وغیرہ کتب کو الہامی بتایا۔ اور بات بات میں الہام نازل ہونا بیان کیا کرتے تھے۔ اُن کے مُرید ان کی کسیقدر مالی ترقی اور لاکھوں آدمیوں کے مرید ہوجانے کو ان کی صداقت کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں۔ اور خود مرزا صاحب بھی ایسا ہی کہا کرتے تھے لیکن طریف ابو صبیح اور اس کے خاندان کی ترقی و عظمت کے مقابلہ میں مرزا صاحب کی معمولی سی کامیابی بالکل ہیچ ہے۔ جو وجہ صداقت نہیں ہوسکتی۔

(۵) **عبید اللہ مہدی صاحب افریقہ۔** سنہ ۲۹۶ھ میں مہدویت کا مدعی ہوا۔ اگلے سال افریقہ میں جاکر وہاں کا فرمانروا ہوگیا۔ اور مہدویت کا زور شور سے اعلان کیا۔ ۶۳ سال کی عمر پائی۔ اور سنہ ۳۲۲ھ میں اپنے بیٹے ابو القاسم کو ولیعہد کرکے اپنی موت سے مرگیا۔ گویا ۲۷ سال دعوائے مہدویت کے ساتھ زندہ رہا۔ اسکی اولاد میں سنہ ۵۶۳ھ تک سلطنت رہی۔ اور ۱۳ فرمانروا اس کے خاندان میں ہوئے۔ (مفصل دیکھو ابن خلدون جلد چہارم اور تاریخ کامل ابن اثیر جلد ہشتم)

(۶) **مغیرہ ابن سعید عجلی** - منہاج السنۃ اور ملل و نحل میں لکھا ہے۔ کہ اسکو اسم اعظم جاننے کا دعوے تہا۔ اور مردوں کو زندہ کرنے کا بھی مدعی تہا۔ کئی قسم کے شعبدات و طلسمات دکہاکر لوگوں کو معتقد بنالیا تھا۔ کنایتہً خدا کو دیکھنے کا بھی دعویدار تہا۔ قرآن کریم کے حقائق و معارف بیان کرنے پر بڑا ناز اں تہا۔ چنانچہ وہ کہا کرتا تھا۔ کہ آیت۔ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۙ[1] کا یہ مطلب ہے۔ کہ اللہ کی امانت تھی۔ کہ علی ابن ابی طالب کو امام نہ ہونے دینا۔ یہ بات آسمان۔ زمین۔ اور جبال نے قبول نہ کی۔ مگر حضرت عمر نے حضرت ابوبکر سے کہا۔ کہ تم علی کو امام نہ بننے دو۔ میں مدد کرونگا۔ بشرطیکہ اپنے بعد مجھے خلیفہ بناؤ۔ انہوں نے مان لیا۔ اور دونوں نے اس امانت کو اٹھالیا۔ اس آیت میں اسی واقعہ کا ذکر ہے ٭

[illegible] ٭

ایسے ایسے معارف قرآنیہ پر اس کے مریدوں کو بڑا فخر تہا۔ اور وہ کہا کرتے تہے۔ کہ سب تفاسیر اس قسم کے معارف سے خالی ہیں۔ اسکا یہ بہی قول تہا۔ کہ حق تعالیٰ ایک نور کا پتلا آدمی کی شکل و صورت پر ہے۔ جس کے سر پر تاج چمکتا ہے۔ اور اس کے دل سے حکمت کے چشمے جاری ہیں۔" اسکے معتقدین اس پر اتنا اعتقاد رکھتے تہے۔ کہ جب وہ خلافت بنو امیہ میں مارا گیا۔ تو وہ یقین رکھتے تہے۔ کہ دوبارہ زندہ ہو کر آئے گا۔

مرزا صاحب بہی معارف و حقائق قرآنی جاننے کے مدعی ہیں۔ چنانچہ ازالہ ادہام ۳۱۴ میں لکھتے ہیں۔ کہ:-

ابتدائے خلقت سے جسقدر مدت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ بعثت تک گذری وہ تمام سورۂ والعصر کے اعداد حروف میں بحساب قمری مندرج ہے یعنے ۴۷۳۹ برس

اب بتاؤ کہ یہ دقائق قرآنیہ اور یہ معارف حقہ کس تفسیر میں لکھے ہیں؟!

---

[1] اس آیت کا صحیح ترجمہ یوں ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ کہ - ہم نے ذمہ واری کو (جو انسان پر ہے) اسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا تو انہوں نے (بزبان حال) اس بوجہ کے اٹھانے سے انکار کیا۔ اور اس سے ڈر گئے۔ اور آدمی نے اسے اٹھا لیا۔ اس میں شک نہیں کہ وہ (اپنے حق میں) بڑا ہی ظالم اور نادان تہا۔

ایسا ہی ازالہ اوہام کے ص۶۵۰ پر لیلۃ القدر سے اپنا نائب رسول ہونا اور تمام جدید اختراعوں اور ایجادوں کو اپنی سچائی کی دلیل گردانا ہے۔ اور اس کے اخیر میں یہی لکھتے ہیں۔ کہ فرمائیے یہ معارف حقہ کس تفسیر میں موجود ہیں؟[1]

غرض بیسیوں ایسے دقائق و معارف ہیں جن سے مرزا صاحب کی کتابیں بھری پڑی ہیں جن پر مرزائیوں کو بڑا ناز ہے۔ اور مَن فسّر القرآن برأیہ فلیتبوّأ مقعدہٗ فی النار[2] کو بھلا کر ہر ایک مرزائی مرزا صاحب کی تقلید کرتا ہوا قرآن شریف کے معنے اور مطلب اپنی من گھڑت بیان کرتا ہے۔

مغیرہ نے تو اللہ تعالیٰ کو آدمی کی شکل کا نورانی پتلا بتایا۔ مگر مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ کہ:۔

"اس وجود اعظم (اللہ تعالیٰ) کے بیشمار ہاتھ۔ بے شمار پیر ہیں۔ عرض اور طول بھی رکھتا ہے۔ اور تیندوے کی طرح اسکی تاریں بھی ہیں۔" (توضیح المرام ص۷۵)

واہ مرزا جی! لیس کمثلہٖ شیءٌ[3] کی کیا ہی تفسیر ہے۔ معارف و حقائق ایسے ہی تو ہوتے ہیں!

مغیرہ کو اسم اعظم جاننے کا دعوےٰ تھا۔ مگر مرزا صاحب نے اس کے مقابلہ میں استجابت دعا کا ایسا چلتا نسخہ تجویز کیا۔ کہ اسم اعظم کی خاصیتوں کی تو کوئی حد بھی ہو سکتی ہے۔ مگر اس قبولیت دعا کی کوئی حد ہی نہیں جب دل چاہا۔ اللہ تعالیٰ سے عرض کیا۔ اور حکم جاری کرا لیا۔ چنانچہ ازالہ اوہام کے ص۱۱۸ پر لکھتے ہیں۔ کہ:۔

"جو اس عاجز کو دی گئی۔ وہ استجابت دعا ہی ہے۔ لیکن یہ قبولیت کی برکتیں صرف ان لوگوں پر اثر ڈالتی ہیں۔ جو غائیت درجہ کے دوست[4] یا غائیت درجہ کے دشمن[5] ہوں۔ جو شخص پورے اخلاص سے رجوع کرتا ہے۔ یعنے ایسے اخلاص سے جسمیں کسی قسم کا کھوٹ پوشیدہ نہیں جس کا انجام بدظنی اور بد اعتقادی نہیں۔ وہ بے شک ان برکتوں کو دیکھ سکتا ہے۔"

---

[1] اسکا مفصل ذکر ص۱۰ میں آتا ہے۔ [2] جو شخص قرآن کے مطالب بیان کرنے میں اپنے عقلی ڈھکوسلوں سے کام لے۔ اسے اپنا ٹھکانا جہنم میں بنانا چاہیئے۔ [3] اللہ کی مثال کسی شے سے نہیں دی جا سکتی۔ [4] غائیت درجہ کے دوست مرزا صاحب کا الہامی بیٹا مبارک احمد اور مولوی عبد الکریم تھے۔ اور غائیت درجہ کے دشمن ڈاکٹر عبد الحکیم اور مولوی ثناء اللہ صاحبان۔ پھر ان سب کے حق میں کیوں دعائیں قبول نہیں ہوئیں؟۔ [5] کیا دشمن پر بھی قبولیت دعا کا اثر برکت کی صورت میں ہوتا ہے؟ عبارت تو ایسا ہی کہتی ہے۔

اوران سے حصہ پاسکتا ہے۔ اور وہ بلاشک اس چشمہ کو اپنی استعداد کے موافق شناخت کریگا مگر جو خلوص کے ساتھ نہیں ڈھونڈیگا وہ اپنے قصور کی وجہ سے محروم رہے گا۔"

مذکورہ بالا عبارت میں جو داؤں پیچ ہیں۔ وہ ایک ادنے نظر سے معلوم ہوسکتے ہیں۔ تاہم کسی عقل کے اندھے اور گانٹھ کے پورے کو پھنسانے کیلئے یہ جال بظاہر بہت خوشنما اور مضبوط معلوم ہوتا ہے جو ابو منصور اور مغیرہ عجلی کے عقلی معجزہ سے کم نہیں۔ دنیا میں کون بشر ہے جسکو کوئی نہ کوئی احتیاج نہیں۔ مرزا صاحب دعا بھی سب کیلئے کردیتے ہونگے۔ جہاں مشیت ایزدی سے کام پورا ہوگیا۔ وہاں تو پانچوں بارہ ہیں لیکن جہاں ناکامی ہوئی تو جھٹ عدم اخلاص۔ بدظنی اور بداعتقادی کا بنا بنایا سرٹیفکیٹ موجود۔ اور اگر بظاہر کسی کا اخلاص پورا ہی نظر آتا ہو۔ تو اسکا انجام کار۔ بدظنی اور بداعتقادی الہامی آنکھوں سے معلوم ہوجانا مسلمہ۔ اس اخلاص کے استحکام کے اظہار۔ اور نیت اور اعتقاد کی صفائی کا عملی ثبوت اس طرح پر لیا گیا۔ کہ پانچ قسم کے چندے کھولے گئے۔

(۱) شاخ تالیف وتصنیف۔ (۲) شاخ اشاعت اشتہارات۔ (۳) لنگرخانہ (۴) خط وکتابت (۵) بیعت کرنے والوں کا سلسلہ۔ (دیکھو فتح الاسلام وغیرہ)

علاوہ ازیں تعمیر مدرسہ وخرید اخبارات وغیرہ کا علیحدہ مطالبہ۔ ان سب میں نقدی داخل کرو۔ تو با اخلاص! ورنہ بارہ پتھر باہر! چنانچہ ایک جگہ اخبار بدر میں لکھتے ہیں۔ کہ جس مرید کا چندہ تین ماہ تک نہیں آئیگا۔ وہ بیعت سے خارج سمجھا جائیگا۔

باقی رہا معاملہ استجابت دعا کا۔ سو یہ بھی ایک دہوکا۔ ڈھول کا پول اور عقلی معجزہ ہی تہا۔ ورنہ سینکڑوں دعائیں مردود ہوئیں۔ جنکا کچھ نمونہ فصل ہشتم میں لکھا گیا ہے۔ اسے غور سے دیکھنا چاہیئے۔

(۷) **بنان ابن سمعان تمیمی**۔ منہاج السنۃ میں لکھا ہے۔ کہ یہ نبوت کا مدعی تہا۔ اور کہتا تہا۔ کہ مجھے اسم اعظم معلوم ہے۔ فرقہ بنانیہ اس نے قایم کیا تھا۔ جو اسکو نبی مانتے ہیں۔ اسکا قول تہا۔ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے جسم میں اللہ تعالی کا ایک جزو حلول کر

گیا تھا۔ اسکی قوت سے انہوں نے درخیبر کو اکھاڑ ڈالا۔

حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ کو اس نے خط لکھا۔ کہ تم میری نبوت پر ایمان لاؤ۔ تو سلامت رہوگے اور ترقی کروگے۔ تم نہیں جانتے۔ اللہ تعالیٰ کسطرح اور کس کو نبی بناتا ہے۔ یہ خط عمر ابن عفیف امام صاحب کی خدمت میں لایا۔ آپ نے خط پڑھکر قاصد سے کہا۔ کہ اسکو نگل جا۔ اسنے نگل لیا۔ اور اسی وقت مر گیا۔ کچھ عرصہ بعد بنانؔ بھی خالد بن عبداللہ کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اور اسم اعظم سے اسے کوئی مدد نہ ملی زندگی میں بہار کرتا رہا مرنے کے بعد کس نے پوچھنا تہا۔

مرزا صاحب بھی اللہ تعالیٰ کا اپنے وجود میں داخل ہوجانا بتلاتے تہے۔ اور ایک کشف میں خود خدا بن گئے تہے۔ انہوں نے نبوت کا بھی دعوے کیا۔ تمام علماء۔ فضلاء۔ فقہاء حتےٰ کہ زاویہ نشین فقراء کو بھی اپنے دعاوی لکھ بھیجے۔ اور ان کے ماننے پر نجات اور نہ ماننے پر کفر و ضلالت کی تہدید پیش کی۔ بنانؔ اسم اعظم جاننے کا دعویدار تہا۔ تو یہ مکالمہ الٰہی اور قبولیت دعا کے مدعی تھے۔ لیکن جیسا کہ بنان کو اس کے اسم اعظم نے وقت پڑے پر کوئی کام نہ دیا۔ اسی طرح مرزا صاحب نے بھی جتنی دعائیں اپنی صداقت کے اظہار کے لئے کیں۔ سب نامقبول ثابت ہوئیں۔ اگر واقعی انہیں اللہ کی طرف سے استجابت دعا عطا ہوئی تھی۔ تو کوئی خارق عادت معجزہ دکھاتے یا دعا کرکے کسی بڑے مخالف کی زندگی کا ہی فیصلہ کرا دیتے۔ جو آپ کے مرنے کے بعد بھی آپ کے خیالات کا خاکہ اڑاتے رہے۔ جیسے مولوی ثناء اللہ اور ڈاکٹر عبدالحکیم صاحبان۔ مزید بدقسمتی جس سے مرزا صاحب کا کذب روز روشن کی طرح ظاہر ہوگیا۔ یہ ہوئی کہ ان ہر دو مخالفین کے برخلاف جو دعائیں انہوں نے کی تھیں۔ اور جنکی قبولیت کی خبر بھی مل گئی تہی۔ قطعاً غلط اور مردود ثابت ہوئیں۔ (دیکھو آخری فصل)

(۸) ملل ونحل میں ایک مدعی کاذب **مقنع** کا حال لکھا ہے۔ اس نے چند مافوق العادت کرشمے دکھا کر لوگوں کو اپنی طرف مائل و متوجہ کیا۔ اور پھر الوہیت کا مدعی ہوا۔ جب لوگ اس سے مانوس ہوگئے۔ تو کل فرائض ترک کر دینے کا حکم دیا۔ حسن ظن سے سب دام افتادوں نے اٰمنّا وصدّقنا کہکر مان لیا۔ اس کے گروہ کا عقیدہ تہا۔ کہ دین فقط امام الزمان کے پہچان لینے

کا نام ہے۔

مرزا صاحب نے بھی امام الزمان کی شناخت کے مسئلہ پر بڑا بھاری زور دیا ہے۔ چنانچہ ایک مستقل رسالہ بنام ضرورۃ الامام اس کے متعلق تصنیف کیا۔ مرزا صاحب کا دعوے اور مرزائیوں کا عقیدہ ہے۔ کہ بغیر مرزا صاحب کے ماننے کے نہ ایمان ہے۔ نہ نجات گویا ۱۳۰۰ برس کا اسلام بالکل نامکمل اور اس کے عقائد غلط تھے۔ نزول وحیات مسیح کے متعلق تمام احادیث آثار صحابہ اجماع امت سے جو کچھ ثابت ہے۔ وہ سب مرزا صاحب کے تشریف لانے پر غلط ثابت ہوا حضرت رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی مسئلہ حیات ونزول مسیح وخروج دجال وغیرہ کے متعلق غلط فہمی کا الزام لگایا۔ اور آج تک کے اسلام کو بقول ؎

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا مے رود دیوار کج

مردہ اسلام قرار دیا۔ ان کے عقائد اور دعاوی سے حسابی طور پر نتیجہ ذیل مستنبط ہوتا ہے۔

ایمان بر توحید ورسالت جمع عمل بالقران وحدیث جمع اعمال صالحہ جمع اقرار نبوت مرزا = اسلام (برابر ہے)

اور ـــــ ایمان بر توحید ورسالت جمع عمل بالقرآن وحدیث جمع اعمال صالحہ نفی نبوت مرزا = کفر (برابر ہے)

اس سے معلوم ہوسکتا ہے۔ کہ منقنع (۲۶۰) اور مرزاجی (۲۶۱) میں کیا فرق ہے۔ بروئے حساب ابجد تو منقنع سے مرزاجی کا ایک نمبر بڑھا ہوا ہی ہے[۱]۔ جو ان کے دعووں سے ظاہر ہے۔

(۹) **ابو الخطاب اسدی**۔ ملل ونحل میں لکھا ہے۔ کہ اس نے اپنے آپ کو حضرت امام جعفر صادق رحمتہ اللہ علیہ کے منتسبین میں مشہور کرکے لوگوں کا اعتقاد امام کے ساتھ خوب مستحکم کیا۔ اور ان کے دلوں میں یہ بات جمائی کہ امام الزمان پہلے انبیاء ہوتے ہیں۔ پھر الٰہ ہو جاتے ہیں۔ اور الٰہیت نبوت میں نور ہے۔ اور نبوت امامت میں نور ہے۔ امام جعفر صادق

[۱] مرزاجی حساب ابجد سے بہت استنباط کیا کرتے تھے۔ مجھے بھی بعد نماز فجر عین اسوقت جبکہ میں یہ سطریں لکھ رہا تھا۔ ان اعداد کی تفہیم ہوئی واللہ اعلم بالصواب

رحمتہ اللہ علیہ کو وہ اس زمانہ کا الٰہ مانتا تھا۔ اور کہتا تہا۔ کہ امام صاحب کے ظاہری جسم پر خیال کرکے انکو بشر نہ سمجھو۔ بلکہ یہ تو ایک لباس ہے۔ جو خدانے اس عالم میں اترنے کے وقت پہن لیا ہے۔

حضرت امام صاحب کو جب ان کفریات پر اطلاع ہوئی۔ تو اسے نکال دیا اور اس پر لعنت کرکے ان باتوں سے اپنی بیزاری ظاہر فرمائی۔ مگر وہ بدستور اپنا فرقہ بڑھانے میں مشغول رہا۔ یہاں تک کہ منصور کے زمانہ میں مارا گیا وہ اپنے بعض احباب کو جبرائیل اور میکائیل سے افضل کہتا تہا۔ اور ہر مسلمان پر وحی کا نازل ہونا اس آیت سے ثابت کرتا تھا۔ واوحی ربک الی النحل۔

اس کے بعد اس کے معتقدین کے کئی فرقے بن گئے تھے۔ ایک کا نام معمریہ تہا۔ جو ابو الخطاب کے بعد معمر کو امام الزمان مانتا تھا۔ انکا عقیدہ تہا۔ کہ دنیا کو فنا نہیں۔ بہشت دوزخ کوئی چیز نہیں۔ یہ اسی دنیاوی راحت و مصیبت کے نام ہیں جو ہمیشہ پیش آتی رہتی ہیں۔ زنا وغیرہ منہیات اور نماز روزہ وغیرہ عبادات سب فضول ہیں۔

ایک فرقہ انمیں بزیغیہ تہا۔ جو ابو الخطاب کے بعد بزیغ کو امام الزمان تسلیم کرتا تہا۔ ان کا دعویٰ تہا۔ کہ ہم اپنے سب مردوں کو صبح شام دیکھتے ہیں۔ ایسا ہی اور بھی کئی فرقے تھے۔

غور کی جگہ ہے۔ کہ ابو الخطاب نے حضرت امام صاحبؒ کی تعریف کرکے امام کو خدا کہلوایا۔ دوزخ جنت کا انکار کردیا۔ تکلیفات شرعیہ اٹھادیں۔ امام صاحب رحمتہ اللہ علیہ اس کے ان باطل عقیدوں اور کفریات سے بیزاری کا اظہار بھی کرتے رہے۔ مگر اس کے پیرووں نے نہ مانا! باطل فرقوں کی علامت ہی یہ ہے۔ کہ ان کے معتقدین احکام خدا و رسول کی مطلق پرواہ نہیں کرتے بلکہ دور از کار تاویلیں کرکے تردید پر مستعد ہو جایا کرتے ہیں۔ اور اپنے پیر و مرشد کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملاتے رہتے ہیں۔

مرزائی تعلیم کا بھی یہی حال ہے۔ ان کی تمام تصانیف مرزا صاحب کی حمد و تعریف اور بڑائی کے بیان سے بھری ہوئی ہیں۔ اور مرزائیوں کو سوائے مرزا صاحب کے ذکر اور انکی تعریف و توصیف کے کوئی مشغلہ نہیں۔ ابو الخطاب نے تو امام صاحب کو خدا بنایا تہا۔ مرزا صاحب کے دعووں کا کچھ ٹھکانا

ہی نہیں۔ آپ اپنے الہامات کی بنا پر کہیں۔ آدم۔ نوح۔ ابراہیم۔ موسیٰ۔ عیسیٰ۔ محمد۔ احمد۔ مہدی حارث۔ حراث۔ محدث۔ مجدد۔ امام الزمان۔ خلیفۃ اللہ۔ کرشن اوتار۔ کلکی اوتار بنے۔ تو دوسری طرف کہیں ابن اللہ بنے۔ کہیں خدا کا اپنے جسم میں حلول کرنا بیان کیا۔ کہیں خدا کی بیوی بنے۔ اور خدا سے صحبت کرکے حاملہ ہوئے۔ بچے جنے۔ اپنے بیٹے کو مثل خدا بتایا۔ معاذ اللہ من ہذہ الھفوات۔ (دیکھو فصل آئندہ)

الہام اور وحی کو ابو الخطاب کی طرح مرزا صاحب نے بھی عام کر دیا۔ چنانچہ اکثر مریدوں کے الہام ان کے اخباروں اور رسالوں میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ باب نبوت بھی کھول دیا گیا ہے۔ اور کئی مرید نبوت کے مدعی ہیں۔ مرزائیوں کے بھی کئی فرقے ہو گئے ہیں۔ جیسا کہ ابو الخطاب کے معتقدین کے بن گئے تھے۔

(۱۰) **احمد کیال** نامی ایک مدعی کاذب کا حال ملل و نحل میں اسطرح مذکور ہے۔ کہ پہلے یہ محبت اہلبیت کا مدعی تھا۔ بعدازاں امام الزمان ہونے کا دعویدار ہوا۔ اس سے ترقی کی۔ تو کہا۔ میں القائم ہوں اور اسکی تشریح یوں کی۔ کہ جو شخص اسباب پر قادر ہو۔ کہ عالم علوی اور عالم سفلی کے مناہج بیان کرے اور النفس پر آفاق کی تطبیق کر سکے۔ وہ امام ہے۔ اور القائم وہ ہے۔ جو کل کو اپنی ذات میں ثابت کرے۔ اور ہر ایک کلی کو اپنے معین جزئی شخص میں بیان کر سکے۔ اور یہ بات یاد رکھو کہ اس قسم کا مقرر سوائے احمد کیال کے کسی زمانہ میں نہیں پایا گیا"

اسکی بہت سی تصانیف عربی فارسی میں موجود ہیں۔ جن میں اسی قسم کی پیچیدہ و ژولیدہ تحریریں ہیں۔ اور اپنی پر زور تقریروں اور تصنیفوں سے بہتوں کو اپنا ہم خیال بنایا۔

مرزا صاحب کو بھی معارف دانی کا بڑا دعویٰ اور اسپر بہت ناز ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔ کہ بکثرت اسرار غیبی اور الہامات میرے سوائے اور کسی فرد امت کو نہیں دیئے گئے۔ اس لئے خصوصیت سے صرف میرا ہی نام نبی رکھا گیا۔

احمد کیال کی بیہودہ اور پیچیدہ تحریروں سے مرزا صاحب کی تحریروں کی مطابقت کرنی ہو

تو نمونہ کے لئے ازالہ اوہام کا صفحہ ۱۰۵ دیکھو۔ جہاں آپ لکھتے ہیں۔ کہ۔

"ہر نبی کے نزول کے وقت ایک لیلۃ القدر ہوتی ہے لیکن سب سے بڑی لیلۃ القدر ہمارے نبی صلے اللہ وسلم کو دی گئی"۔

"اسکا دامن حضرت کے زمانہ سے قیامت تک پھیلا ہوا ہے۔ اور جو کچھ انسانوں کے دلی و دماغی قویٰ کی جنبش حضرت کے زمانہ سے آج تک ہو رہی ہے۔ وہ لیلۃ القدر کی تاثیرات ہیں"۔

"اور جس زمانہ میں حضرت کا کوئی نائب پیدا ہوتا ہے۔ تو یہ تحریکیں ایک بڑی تیزی سے اپنا کام کرتی ہیں۔ بلکہ اس زمانہ سے۔

"کہ وہ نائب رحم میں آئے۔ انسانی قویٰ کچھ کچھ جنبش شروع کرتی ہیں۔ اور اختیار ملنے کے وقت تو وہ جنبش "نہایت تیز ہو جاتی ہے"۔

"۔ اور اس نائب کے نزول کے وقت جو لیلۃ القدر مقرر گئی ہے ہیہ اُسی لیلۃ القدر کی ایک شاخ ہے۔ اس" "لیلۃ القدر کی بڑی شان ہے۔ جیسا کہ اس کے حق میں یہ آیت ہے۔ فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ" "یعنے اس لیلۃ القدر کے زمانہ میں جو قیامت تک ممتد ہے۔ ہر ایک حکمت اور معرفت کی باتیں دنیا میں شایع" "کردیجاینگی۔ اور انواع و اقسام کے علوم غریبہ و فنون نادرہ و صناعات عجیبہ صفحہ عالم میں پھیلا دیئے" "جائیں گے۔ اور انسانی قوےٰ میں انکی مختلف استعدادوں اور مختلف قسم کے امکانوں۔ بسطت علم۔ اور" "عقل میں جو لیاقتیں مخفی ہیں۔ سب کو بمنصۂ ظہور لایا جائیگا۔ لیکن یہ سب کچھ ان دنوں میں پرزور تحریکوں سے" "ہوتا رہیگا۔ کہ جب کوئی نائب رسول صلی اللہ وسلم دنیا میں پیدا ہوگا"۔

"اور لیلۃ القدر میں بھی فرشتے اُترتے ہیں۔ جن کے ذریعہ سے دنیا میں نیکی کی طرف تحریکیں پیدا ہوتی ہیں۔ اور وہ ضلالت کی پر ظلمت رات سے شروع کر کے طلوع صبح صداقت تک اس کام میں لگے رہتے ہیں۔ کہ مستعد دلوں کو سچائی کیطرف کھینچتے رہیں۔ یہ آخری لیلۃ القدر کا نشان ہے جسکی بنا ابھی سے ڈالی گئی ہے جسکی تکمیل کے لئے سب سے پہلے خدا تعالیٰ نے اس عاجز کو بھیجا ہے۔ اور مجھے مخاطب کر کے فرمایا

انت اشد مناسبۃ بعیسی (انتہی ملخصاً)

ماحصل اس لمبی چوڑی تقریر کا یہ ہے۔ کہ مرزا صاحب نائب رسول ہیں۔ اور جتنی جدید قسم کی ایجادیں اور کلیں۔ موٹریں بے تار کی پیغام رسانی۔ ہوائی جہاز۔ زہریلی گیس۔ لمبی مار کی توپیں۔ وغیرہ وغیرہ اس ملک یورپ میں بنکر زمانہ میں رائج ہوئیں۔ یہ سب مرزا صاحب کے وجود مبارک کی یمن و برکات ہیں۔

عبارت مندرجہ بالا میں خط کشیدہ الفاظ خاص طور پر قابل غور ہیں۔ مرزا صاحب نے موٹی موٹی جدید ایجادوں پر ہی صبر نہیں کیا۔ بلکہ اپنے زمانہ رحم مادر تک پہنچکر اُس وقت کی ایجادوں کو بھی اپنی برکات کے دایرہ میں لینا چاہا ہے۔ مرزا صاحب کی پیدائیش غالباً لارڈ ڈالہوزی گورنر جنرل ہند کے عہد میں اسوقت ہوئی۔ جبکہ انگریزوں کی افغانستان سے لڑائیاں ہو رہی تھیں۔ اسی زمانہ میں انگریزی تعلیم ہندوستان میں رائج ہوئی۔ یہ دونو باتیں اسلام کیلئے جو کچھہ بابرکت ثابت ہوئیں۔ اظہر من الشمس ہیں۔ رہی آخری زمانہ کی ایجادات۔ ہوائی جہاز۔ لمبی مار کی توپیں۔ زہریلی گیس وغیرہ یہی وہ متبرک اختراعات ہیں۔ جن کے ذریعہ اسلامی سلطنت ٹرکی۔ مراکو اور مصر کا زوال ہوا حرمین شریفین پر گولہ باری اور ان میں عیسائیوں کا دخل ہوا۔ امام رضا رحمت اللہ علیہ کا مزار شہید ہوا۔ ہزاروں مسلمان شہید کئے گئے۔ اور لاکھوں ترک و عرب بے خانماں و آوارہ وطن ہوئے۔ مدینہ شریف کے اوپر ہوائی جہاز اڑے۔ جن میں عیسائی سوار تھے۔ یہ سب امر واقعہ ہیں۔ ہمیں ان پر سیاسی نقطہ نگاہ سے غور کرنے کی ضرورت نہیں۔ مرزا صاحب کا دعوے مذہبی ہے۔ اسلئے مذہبی آنکھ سے ان واقعات کو دیکھتے ہوئے کون مسلمان ہے۔ جو ان لعنتی ایجادات اور منحوس اختراعات کو ایک نائب رسول کی پیدائیش کی یمن و برکات اور ایک نبی کی صداقت کے نشانات سمجھہ لیگا۔ اگر مرزا صاحب اسلام کی بربادی کو اپنی نبوت کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں۔ تو اس نبوت کو ہمارا دور سے ہی سلام ہے !!!

لیلۃ القدر کے مذکورہ بالا معارف و اسرار بیان کرنے کے بعد مرزا صاحب کہتے ہیں۔ کہ:۔ اب فرمایئے یہ معارف حقہ کس تفسیر میں موجود ہیں کہ مرزا صاحب کے بیان کردہ معارف کسی

تفسیر میں نہ ہونے سے یہ کسطرح ثابت ہوگا۔ کہ یہ معارف تفاسیر میں درج ہونے کے قابل بھی ہیں یا نہیں۔ احمد کیال والے سب معارف مرزا صاحب کی تصانیف میں بھی موجود نہیں ہیں۔ تو کیا اس سے اس کی مجذوبانہ بڑ تفسیروں میں درج ہونے کے قابل سمجھی جائے گی۔

ملل ونحل میں فرقہ باطنیہ کے ذکر میں لکھا ہے۔ کہ ان کا عقیدہ ہے۔ کہ ہر ظاہر کے لئے باطن اور ہر تنزیل کے لئے تاویل ہے۔ اس لئے وہ ہر آیت کے ظاہری معنے چھوڑ کر اپنی مرضی سے ایک معنی گھڑ لیتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ نفس اور عقل اور طبائع کی تحریک سے افلاک متحرک ہوئے۔ اسی طرح ہر زمانہ میں نبی اور وحی کی تحریک سے نفوس اور اشخاص شرایع کے ساتھ متحرک ہوتے رہتے ہیں۔

مرزا صاحب نے فرقہ باطنیہ کے معتقدات ومسلمات کو دوسرا لباس پہنا کر لیلۃ القدر اور نائب رسول کے پیرایہ میں پیش کردیا ہے۔ فافہم وتدبر

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ

ان چند کذابوں کے حالات اور ان کی تعلیمات پر غور کرنے اور مرزائی مشن کے معتقدات کا ان کے ساتھ مقابلہ کرنے سے ناظرین بہ آسانی اس نتیجہ پر پہنچ سکیں گے۔ کہ مرزا صاحب کے دعاوی وخیالات بھی اسی قسم کے تھے

پس جب شریعت حقہ کی روشنی میں ان مدعیوں کو
کاذب قرار دیا گیا ہے۔ تو مرزا صاحب
کو حق پر کیونکر تسلیم کیا
جا سکتا ہے؟

دوسری فصل

مرزا صاحب کی روحانی و جسمانی ترقیوں کی دس منازل

پیر ما امسال دعوائے نبوت کردہ است
سال دیگر گر خدا خواہد۔ خدا خواہد شدن

(۱) ابتداءً مرزا صاحب ایک **معمولی محرّر** کے طور پر عدالت ضلع سیالکوٹ میں ملازم تھے۔ تنخواہ کی کمی کے باعث مختاری کے امتحان میں شامل ہوئے مگر فیل ہو گئے۔ غالباً اسکے بعد ان کو مذہبی راستہ میں بطور ایک پیر کے گامزن ہونے کا خیال سوجھا۔ اس امر کے لئے کسی ثبوت و حوالہ کی ضرورت نہیں۔ مخالف موافق سب جانتے ہیں۔

(۲) **مجدّد**۔ اشتہار کتاب براہین احمدیہ میں جو بہ تعداد (۱۰۰۰) چھپا۔ مجددیت کا دعوے ان لفظوں میں ہے۔ کہ :۔ "مصنّف کو اسبات کا بھی علم دیا گیا ہے۔ کہ وہ مجدّد وقت ہے"۔

(۳) **محدّث**۔ مرزا صاحب سے سوال ہوا۔ کہ آپ نے فتح اسلام میں نبوت کا دعوےٰ کیا ہے۔ جواب دیا۔ کہ نبوّت کا نہیں بلکہ محدثیت کا دعوےٰ ہے۔ جو خدا کے حکم سے کیا گیا ہے۔ ازالہ اوہام صہ۴۲۱ و تحفہ غزنویہ صہ۲۰ و توضیح مرام وغیرہ۔

(۴) **مسیح و مہدی موعود**۔ براہین احمدیہ۔ صہ۴۹۸ میں صاف اقرار تھا کہ حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے۔ اور ان کے ہاتھ سے دین اسلام پھیلے گا۔ اس کتاب براہین کی نسبت دعوے تھا۔ کہ الہامی ہے۔ بعد میں خود مسیح بن گئے۔ اور کتاب ازالہ اوہام محض اس غرض کو ثابت کرنے کے لئے لکھی گئی ہے۔ اور ایک قول

وضعی المہدی العیسیٰ کی آڑ لیکر خود ہی مہدیٔ آخر الزمان بھی بن بیٹھے۔

(۵) **امام الزمان**۔ رسالہ ضرورۃ الامام میں پہلے امام الزمان کا ہونا لازمی اور ضروری جتلا کر ص۲۳ تک اسکی علامات وصفات بیان کیں۔ اور ص۲۴ پر جلی قلم سے لکھا۔ کہ وہ "امام الزمان میں ہوں"

(۶) **نبی** — لکھتے ہیں۔ کہ "اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا۔ تو بتلاؤ کہ کس نام سے اسکو پکارا جاوے۔ اگر کہو کہ اسکا نام محدث رکھنا چاہیئے۔ تو میں کہتا ہوں۔ کہ تحدیث[۱] کے معنے لغت کی کسی کتاب میں اظہار غیب نہیں۔ (اشتہار ایک غلطی کا ازالہ) نیز دیکھو اخبار بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء جسمیں نہایت صفائی سے نبوت کا دعوے ہے۔

(۷) **خدا کا بیٹا**۔ الہامات ذیل سے مرزا صاحب نے خود کو خدا کا بیٹا ٹھیرایا۔

انت منی بمنزلہ ولدی (حقیقۃ الوحی ص۸۶) انت منی بمنزلۃ اولادی (الحکم ۱۰ دسمبر ۱۹۰۶ء) اسمع ولدی (البشریٰ جلد ا ص۴۹)

(۸) **خدا کی بیوی**۔ اور اس کے لوازمات۔ الہامات ذیل پر غور کرو۔

(الف) مرزا صاحب کا حیض اور بچہ۔ یریدون ان یروا طمثک۔ اس الہام کی تشریح مرزا صاحب یوں بیان کرتے ہیں۔ کہ:۔

"بابو الٰہی بخش چاہتا ہے۔ کہ تیرا حیض دیکھے۔ یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے۔ مگر خدا تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھلائے گا۔ جو متواتر ہونگے۔ اور تجھ میں حیض نہیں۔ بلکہ وہ بچہ ہو گیا ہے۔ بمنزلہ اطفال اللہ کے ہے"۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی ص۱۴۳)

(ب) **اللہ تعالیٰ کا نطفہ** انت من مائنا وھم من فشل۔ یعنے اے مرزا تو ہمارے پانی (نطفہ) سے ہے۔ اور دوسرے لوگ خشکی سے (اربعین نمبر ۴ ص۳۴)

---

۱ یہ مرزا صاحب کے خدا کی کوتاہی ہے۔ جسنے پہلے مرزا صاحب کو محدثیت کا دعوے کرنے کا حکم دیا۔ دیکھو فقرہ ۲ فصل ہذا

۲ خدا کہتا ہے۔ اے مرزا تو میرے بیٹے کی جگہ ہے۔ ۳ اے مرزا تو میرے بیٹوں کی جگہ ہے۔ ۴ اے میرے بیٹے سُن ا

(ج) **اللہ تعالیٰ سے ہم بستری**۔ زناشوئی کے فعل کا وقوع۔ مرزا صاحب کے ایک خاص مرید قاضی یار محمد صاحب بی۔ او۔ ایل پلیڈر اپنے ٹریکٹ ۳۴ موسوم بہ اسلامی قربانی مطبوعہ ریاض ہند پریس امرت سر میں لکھتے ہیں۔ کہ:۔

"جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے ایک موقعہ پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے۔ کہ کشف کی حالت آپ پر اسطرح طاری ہوئی۔ کہ گویا آپ عورت ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا سمجھنے والے کے واسطے اشارہ کافی ہے"

(د) **استقرار حمل**۔ مرزا صاحب کشتی نوح کے ص۴۷ پر کہتے ہیں۔ کہ:۔

"مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی۔ اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ[1] ٹھیرایا گیا۔ اور کئی ماہ بعد جو ۱۰ ماہ سے زیادہ نہیں۔ بذریعہ الہام مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا"[2]

ماں بنے! بچے بنے! پھر باپ بچے کے بنے!!!

(ھ) **دردزہ** کشتی نوح ص۴۷ پر لکھتے ہیں۔ کہ:۔

"پھر مریم کو جو مراد اس عاجز سے ہے۔ دردزہ تنہ کھجور کیطرف لے آئی"

مرزائی دوستو! یہی حقائق و معارف ہیں۔ جن پر تمکو ناز ہے؟ یہ تمہارا اچھا عشق باز خدا ہے۔ کبھی مرزا صاحب کو اولاد کہے۔ اور کبھی بیوی بنا کر اس سے ہم صحبت ہو کہیں تو شرم چاہیئے۔ کیا انہی رموز و نکات کی اسلام میں کمی تھی۔ جس کو مرزا صاحب نے آکر پورا کیا؟ اور یہی وہ باتیں ہیں؟ جن سے شوکت اسلام بڑھ رہی ہے۔ اگر اسکو استعارہ و مجاز کہو۔ تو میں پوچھتا ہوں۔ کہ الہامی اور کشفی طریق پر ایسے گندے استعاروں کی کونسی ضرورت آپڑی تھی۔

ف۱ واجد علی شاہ بن گئے۔
ف۲ خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ۔

(۹) خود خدا ہونے کا دعوے :- کتاب البریہ ص۸۵ میں لکھتے ہیں۔ کہ :-

"رایت انی عین اللہ (یعنے دیکھا کہ میں بالکل خدا ہوں)"

اور آئینہ کمالات اسلام ص۵۶۴ پر یوں رقمطراز ہیں۔ کہ :-

"میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ ہوبہو اللہ ہوں۔ اور یقین کیا۔ کہ میں وہی ہوں"

(۱۰) خدا کے باپ ہونے کا دعوے :- (الف) انت منی وانا منک (حقیقۃ الوحی ص۷۴)

یعنے خدا کہتا ہے۔ کہ اے مرزا تو مجھ سے ہے۔ اور میں تجھ سے ہوں۔ (عوض معاوضہ گلہ ندارد!)

(ب) اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں ایک لڑکے کے پیدا ہونے کی پیشگوئی کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ :-

"فرزند دلبند۔ گرامی ارجمند۔ مظہر الاول والآخر۔ مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء (یعنے وہ لڑکا ایسا ہوگا۔ جیسا کہ خدا خود آسمان سے اتر آیا)

تِلْکَ عَشَرَۃٌ کَامِلَۃٌ

مرزائی دوستو! یہ ہیں آپ کے پیغمبر کی ترقی کے منازل۔ کہو کچھ کسر ہے؟

ان الہامات وکشوف کے ساتھ مرزا صاحب کے یہ شعر بھی پڑھو۔

آنچہ من بشنوم ز حکم خدا ۔۔۔ بخدا پاک دانمش ز خطا

ہمچو قرآن منزہ اش دانم ۔۔۔ از خطاہا ہمیں است ایمانم

کیا یہ خرافات قرآن کے ہم مرتبہ ہیں؟

یاد رکھو! وہ دن قریب ہے۔ جبکہ ہر شخص اپنے اعمال و اعتقادات کا جوابدہ ہوگا۔ مرزا صاحب اپنے مسلمات کی رو سے خود ہی اپنا کاذب اور خارج از اسلام ہونا ثابت کر گئے (کما مر آنفاً) تم ہی کہو اگر ایسے شخص کے ہاتھ ایمان جیسی جنس بیچکر اللہ تعالیٰ کو کیا منہ دکھاؤ گے۔

تیسری فصل

مرزا صاحب کے دس غلط الہام

هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّیٰطِیْنُ ۝ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِیْمٍ ۝ یُّلْقُوْنَ السَّمْعَ وَاَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ ۝ الشعراء ع ۱۱ [۵۱]

ہر سبز قول ترا اے بُتِ خود کام غلط ؛ دن غلط رات غلط صبح غلط شام غلط

قول جھوٹا ہو تو ہو خیر نہیں کچھ پرواہ ؛ یاں غضب یہ ہے کہ ہیں آپ کے الہام غلط

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک کاذب مدعی وحی و الہام ابن صیاد تھا۔ جو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کو بھی نبی و رسول مانتا تھا۔ ابن صیاد نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک میں اقرار کیا تھا۔ کہ میرے پاس کچھ سچے اور کچھ جھوٹے خبر رساں آتے ہیں۔ اس کے اصل الفاظ یہ ہیں۔ یَاْتِیْنِیْ[۵۲] صَادِقٌ وَكَاذِبٌ دوسری حدیث میں یہ الفاظ ہیں۔ اَرٰی[۵۳] صَادِقِیْنَ وَكَاذِبًا اَوْ كَاذِبِیْنَ وَصَادِقًا۔ اس پر حضور رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خُلِطَ عَلَیْكَ الْاَمْرُ (تجھ پر بات خلط ملط ہو گئی)

مرزا صاحب کے سینکڑوں ہزاروں الہاموں میں سے اگر بالفرض ایک دو فیصدی صحیح نکلے ہیں۔ تو باقی سب غلط ہیں جیسا کہ معمولی رمالوں اور پانڈوں کا حال ہے۔ جوگی کو جو

[۵۱] کیا میں تجھے بتاؤں کہ شیطان کس پر اترا کرتے ہیں۔ وہ ہر جھوٹے بدکردار پر اترا کرتے ہیں۔ اور سنی سنائی بات ان پر القا کر دیتے ہیں۔ اور انمیں اکثر جھوٹے ہوتے ہیں (قرآن شریف سورۂ شعراء رکوع ۱۱) [۵۲] میرے پاس ایک سچا اور ایک جھوٹا خبر رساں آتا ہے۔ [۵۳] میرے پاس دو سچے اور ایک جھوٹا خبر رساں آتے ہیں یا دو جھوٹے اور ایک سچا۔

ہیں لوگوں کے ہاتھ دیکھکر فال وشگون بتاتے پھرا کرتے ہیں۔ اس فصل میں مرزا صاحب کے غلط الہاموں کا نمونہ دکھایا جاتا ہے۔ اور نہایت عظیم الشان اور متحدیانہ پیشگوئیوں کا جو انجام ہوا اس کے لئے دسویں فصل کتاب ہذا قابل ملاحظہ ہے۔

اس سے ناظرین اندازہ کرسکتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب اور ابن صیاد میں کیسی صاف مماثلت ہے۔ اور قرآن شریف کی آیت مندرجہ عنوان کے معیار پر وہ کیسے اترتے ہیں۔ اور باوجود ان غلط الہاموں کے اگر مرزا صاحب نبی ورسول ہوسکتے ہیں۔ تو ابن صیاد کو اسی اصول پر مرزائی صاحبان کیوں سچا نبی نہیں مانتے۔

مرزا صاحب کو اپنے کل مکاشفات۔ الہامات اور پیشگوئیوں کے سچا ہونے پر بڑا ناز ا... دعوے تہا۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔ کہ سچے الہام بعض دفعہ کنجروں۔ ڈوموں اور رنڈیوں کو بھی ہوجاتے ہیں مگر سچا وہی ہے جس کے سب الہام سچے ہوں۔ اور یہ کہ فاسقہ عورت کنجری بار بہ بر اور بادہ بہ دست حرامکاری کی حالت میں سچی خواب دیکھ لیتی ہے۔ (توضیح مرام)

اور اپنے الہاموں کی نسبت یوں لکھتے ہیں۔ کہ:۔

"یہ مکالمہ الٰہیہ جو مجھ سے ہوتا ہے یقینی ہے۔ اگر میں ایک دم کے لئے بھی اسمیں شک کروں تو کافر[١] ہوجاؤں۔ اور میری آخرت تباہ ہوجاوے۔ وہ کلام جو میرے پر نازل ہوا قطعی اور یقینی اور جیسا کہ آفتاب اور اسکی روشنی کو دیکھکر کوئی شک نہیں کرسکتا۔ کہ یہ آفتاب اور اسکی روشنی ایسا ہی میں اس کلام میں شک نہیں کرسکتا۔ جو خدا کی طرف سے میرے پر نازل ہوتا ہے اور میں ا... ایسا ہی ایمان لاتا ہوں۔ جیسا کہ خدا کی کتاب پر۔ اور چونکہ میرے نزدیک نبی اسکو کہتے ہیں۔ جس خدا کا کلام یقینی وقطعی بکثرت نازل ہو۔ جو غیب پر مشتمل ہو۔ اس لئے خدا نے میرا نام نبی رکھا۔ مگر بلا شریعت کے۔" تجلیات الٰہیہ ص ٢٥و٢٦

---

١ حمامۃ البشریٰ ص٤٧ میں لکھتے ہیں۔ کہ مسیح کی وفات عدم نزول اور اپنی مسیحیت کے الہامات کو میں دس سال تک ملتوی رکھا۔ بلکہ رد کردیا۔" گویا دس سال تک آپ حسب قول خود کافر بنے رہے۔

بہرحال مرزا صاحب کے غلط الہاموں کا نمونہ درج ذیل ہے۔

(۱) **مرزا صاحب کا الہام انکی عمر کے متعلق**۔ یہ الہام کئی رنگ میں بیان ہوا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

(الف) **لنحیینک حیوٰۃً طیبۃً ثمانین حولاً او قریباً من ذالک** ازالہ اوہام طبع ثانی صفحہ ۳۱۸ ترجمہ۔ خدا کہتا ہے۔ کہ:۔ ہم تجھکو اسی سال کی عمر دینگے یا اس کے قریب۔

(ب) اس نے (خدا نے) مجھے مخاطب کرکے فرمایا۔ کہ میں ان کاموں کے لئے تجھے ۸۰ برس یا کچھ تھوڑا کم یا چند سال ۸۰ برس سے زیادہ عمر دونگا۔ (اشتہار للانصار ۴۔ اکتوبر ۱۸۹۹ء مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیاں و تریاق القلوب حاشیہ صفحہ ۱۳)

(ج) خدا نے صریح لفظوں میں مجھے اطلاع دی تھی۔ کہ تیری عمر ۸۰ برس کی ہوگی اور یا یہ کہ پانچ چھ سال زیادہ یا پانچ چھ سال کم (براہین احمدیہ حصہ پنجم اور اسکا ضمیمہ صفحہ ۹۷ سطر ۸)

(د) ولنحیینک حیوٰۃ طیبۃ ثمانین حولاً او قریباً من ذالک او نزید علیہ (اربعین ۲ صفحہ ۳ سطر ۱۸) اس کا ترجمہ مرزا صاحب نے اربعین نمبر ۳ کے صفحہ ۹ سطر ۲ میں اسطرح کیا ہے کہ خدا نے مجھے وعدہ دیا ہے۔ کہ میں اسی برس یا دو تین برس کم یا زیادہ تیری عمر کرونگا۔

(ھ) اسی برس یا اس پر پانچ چار زیادہ یا پانچ چار کم۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۶

اس پانچ میل (یا پانچ مختلف) بیانات سے اصل الہام کی کیفیت ظاہر ہوتی ہے۔ ان سب کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ مرزا صاحب کی عمر بقول ان کے ۷۴ سال سے کم اور ۸۶ سال[1] سے زیادہ نہ

---

[1] بلکہ اس سے بھی زیادہ چنانچہ لکھتے ہیں۔ کہ:۔ ایکروز کشفی حالت میں ایک بزرگ صاحب کی قبر پر میں دعا مانگ رہا تھا۔ اور وہ (بزرگ) ہر ایک دعا پر آمین کہتے جاتے تھے۔ اسوقت خیال ہوا۔ کہ اپنی عمر بھی بڑھوالوں تب میں نے دعا کی کہ میری عمر پندرہ سال (اسی برس سے) اور بڑھ جائے۔ اس پر اس بزرگ نے آمین نہ کہی۔ تب میں صاحب قبر سے بہت کشتم کشتا ہوا۔ تب اسنے کہا۔ کہ مجھے چھوڑ دو۔ میں آمین کہتا ہوں۔ اسپر میں نے اسکو چھوڑ دیا۔ اور دعا مانگی کہ میری عمر پندرہ سال اور بڑھ جائے۔ تب اس بزرگ نے آمین کہی۔ اب میری عمر پچانوے سال ہے۔ (ملفوظ الحکم ۱۶، ۲۴ دسمبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۵ کالم اول) مولوی مرزا علی حیدرآبادی نے مرزا صاحب کو خط لکھا کہ ۵ سال میں اپنی عمر سے کاٹ کر آپکو دیتا ہوں۔ مرزا صاحب نے قبول کیا (ازالہ اوہام طبع ثانی صفحہ ۴۷۷) اس لئے مرزا صاحب کی عمر پوری ۱۰۰ سال ہونا چاہئے تھی۔

ہونی چاہیئے تھی۔ مرزا صاحب ۱۳۲۶ھ میں ۶۵ سال اور چند ماہ کی عمر میں فوت ہو گئے۔ اور ان سب الہاموں کو جھوٹا ثابت کر گئے۔ ان کے مریدوں خصوصاً خلیفہ نورالدین اور ایڈیٹر اخبار بدر نے اٹکل پچّو بہتیرا ٹانک ٹوئیے مارے۔ اور ان کی عمر کو ربڑ کے تسمہ کی طرح خوب بڑھایا۔ پھر بھی ۷۴ تک نہ پہنچ سکے۔ حالانکہ ان کی تحریرات بمقابلہ تحریر مرزا صاحب بالکل غلط۔ لچر اور ناکارہ[1] ہیں۔ چنانچہ ذیل میں مرزا صاحب کے اقوال صحیح انکی عمر کے بابت درج کئے جاتے ہیں جس سے انہوں نے ایک مذہبی نشان کو بھی تقویت دی تھی۔ لکھتے ہیں کہ:۔

"جب میری عمر ۴۰ برس تک پہنچی۔ تو خدا تعالیٰ نے اپنے الہام اور کلام سے مجھے مشرف کیا۔ اور یہ عجیب اتفاق ہوا۔ کہ میری عمر کے ۴۰ سال پورے ہونے پر صدی کا سر بھی آپہنچا۔ تب خدا تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ سے مجھ پر ظاہر کیا۔ کہ تو اس صدی کا مجدد ہے۔" (تریاق القلوب ص ۶۸)

گویا چودھویں صدی کے شروع ہونے کے وقت (۱۳۰۰ھ میں) مرزا صاحب کی عمر پورے[2] ۴۰ سال کی

---

[1] مفتی محمد صادق اور خلیفہ صاحب اول لکھتے ہیں۔ سب سے زیادہ صحیح قول مرزا سلطان احمد صاحب (پسر کلاں مرزا صاحب) کا معلوم ہوتا ہے۔ جو انہوں نے نماز جنازہ کے شامل ہونے کے واسطے تشریف لانے پر فرمایا تھا کہ میرے پاس جو یادداشت ہے۔ اس کے مطابق آپ کی پیدائش ۱۸۳۶ء یا ۱۸۳۷ء میں ہوئی تھی (میگزین ص ۳)۔ مرزا صاحب تو لکھتے ہیں۔ کہ ہمارے پاس کوئی یادداشت نہیں۔ کیونکہ اس زمانہ میں بچوں کی عمر کے لکھنے کا کوئی طریق نہ تھا۔ مگر ان کے بیٹے کے پاس یادداشت نکل آئی۔ اور وہی سب سے صحیح بھی بتائی جاتی ہے۔

[2] حساب جمل اور ابجد کے مرزا صاحب بڑے شائق تھے۔ چنانچہ اپنی عمر کے متعلق ایک لطیفہ لکھتے ہیں کہ:۔ چند روز کا ذکر ہے۔ کہ اس عاجز نے اس طرف توجہ کی۔ کہ کیا اس حدیث کا جو الآیات بعد المائتین ہے ایک یہ بھی منشاء ہے۔ کہ تیرھویں صدی کے اواخر میں مسیح موعود کا ظہور ہوگا۔ اور کیا اس حدیث کے مفہوم میں یہ عاجز بھی داخل ہے۔ تو مجھے کشفی طور پر اس مندرجہ ذیل نام کے اعداد حروف کی طرف توجہ دلائی گئی کہ دیکھو یہی مسیح ہے۔ جو تیرھویں صدی کے پورے ہونے پر ظاہر ہونے والا تھا پہلے ہی تاریخ ہم نے نام میں مقرر کر رکھی تھی۔ اور وہ نام یہ ہے غلام احمد قادیانی اس نام کے عدد پورے تیرہ سو ہیں۔ اور اس قصبہ قادیان

حاشیہ در حاشیہ [1] مرزا صاحب کو بمقابلہ ڈاکٹر عبد الحکیم خان صاحب الہام ہوا تھا۔ اور تیری عمر کو بڑھا دونگا۔ تا معلوم ہو کہ میں خدا ہوں (دیکھو اشتہار تبصرہ) اس الہام کی رو سے مرزا صاحب کی عمر سو سال سے بھی زیادہ ہونی چاہیئے تھی۔ لیکن ۶۵ سالہ عمر میں فوت ہونے سے یہ الہام بھی باطل اور جھوٹا ثابت ہوا۔

تھی۔ یہاں تخمیناً کا لفظ نہیں بولا۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت دکہلانی تہی۔ چونکہ یہ ایک خاص شرعی امر تہا۔ اس لئے اسمیں شک وشبہ کو دخل نہیں ہوسکتا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے الہام کا بہی حوالہ موجود ہے۔

پس جب حسب اقرار خود چودہویں صدی کے شروع میں آپ پورے ۴۰ سال کے تہے۔ تو بوقت انتقال ماہ ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ میں پینسٹھ (۶۵) سال چار ماہ کے ہوئے جس سے عمر کے متعلق الہامات کا مجموعہ اور کشتم کشتا والا کشف اور مردان علی کا نذرانہ اور الہام مندرجہ تبصرہ بالکل غلط۔ جہوٹ اور ڈہکوسلہ ثابت ہوا۔ **ایک اور نہایت صاف ثبوت** لہ

(۲) **اَرِیْکَ زَلْزَلَةَ السَّاعَة** (ریویو اف ریلیجنز ۱۹۔ اپریل ۱۹۰۶ء) یعنے میں تجہکو قیامت خیز زلزلہ دکہاؤنگا۔ اس الہام کے بعد مرزا صاحب مکان چہوڑکر میدان میں جا بیٹھے۔ اور مریدوں کے لئے بہی اشتہار جاری کیا۔ کہ وہ بہی خیموں میں رہیں۔ تہوڑے دنوں بعد جب زلزلہ نہ آیا تو مکان میں واپس آگئے۔

بقایا حاشیہ صفحہ نمبر ۳۷۔ نوٹ نمبر ۲ میں بجز اس عاجز کے اور کسی شخص کا نام غلام احمد نہیں ہے۔ بلکہ میرے دل میں ڈالا گیا ہے۔ کہ اسوقت بجز اس عاجز کے تمام دنیا میں غلام احمد قادیانی کسی کا بہی نام نہیں۔ ازالہ اوہام ص ۱۸۶ طبع اول وطبع ثانی ص ۹۰۔ غلام احمد قادیانی سے ۱۳۰۰ کا عدد نکال کر اور اپنا ۴۰ سال کی عمر میں مبعوث ہونا ظاہر کرکے مرزا صاحب نے اپنی عمر ۶۵ سال ۴ ماہ کا مزید ثبوت دیدیا۔ جو ان کے الہامات عمر ۸۰ سال کو باطل کرتا ہے۔ لیکن اس کشف یا الہام میں جو آپ نے دعوے کیا ہے۔ کہ

"اس وقت تمام دنیا میں غلام احمد قادیانی کسی کا بہی نام نہیں"۔

یہ بہی محض باطل اور ڈہکوسلہ ثابت ہوا۔ مرزا صاحب کو کنوئیں کے مینڈک کی طرح اپنی قادیاں کے سوا دنیا میں اور کوئی قادیاں نظر نہ آیا۔ حالانکہ ان کے قادیاں کے علاوہ خاص ضلع گورداسپور میں ہی دو گاؤں قادیاں نام کے موجود ہیں۔ جنمیں سے ایک میں غلام احمد قریشی مرزا صاحب کا ایک ہم عمر اسوقت موجود تہا۔ اس کے علاوہ ایک قادیاں ضلع لودہیانہ میں ہے۔ وہاں بہی غلام احمد نام ایک شخص اسوقت موجود تہا۔ جو نمبردار بہی تہا۔ پس جسوقت مرزا صاحب کو یہ کشف یا الہام ہوا۔ عین اسوقت کم از کم مذکورہ بالا دو اشخاص غلام احمد قادیانی دنیا پر (بلکہ پنجاب میں ہی) موجود تہے۔ (دیکہو کلمہ فضل رحمانی اور مضمون کیا مرزا قادیانی مسلمان تہا؟ از قاضی فضل احمد صاحب لودہیانوی) اگر ابجد کے حساب سے سند لیجانی درست ہے۔ تو غلام قادیانی دجال ہے اور آیت مندرجہ عنوان فصل ہذا کے فقرہ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ کے بہی ۱۳۰۰ اعداد ہی ہوتے ہیں۔ کیا مرزا صاحب کے استدلال کے موجب ہم نہیں کہہ سکتے کہ مرزا صاحب کے دعوے کا کذب مذکورہ بالا فقرہ اور آیت قرآنی میں پوشیدہ رکہا گیا تہا۔

لہ تحفہ گولڑویہ ایڈیشن دوم صفحہ ۱۵۵ و ۱۵۵ پر بحوالہ ایک کشف رحمانی کے مرزا صاحب نے ابتدائے دنیا سے وفات شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک جو ۱۱ھ میں ہوئی۔ دنیا کی عمر ۴۷۳۹ قمری سال بیان کی ہے۔ اور مرزا صاحب کا انتقال اس سے ۱۳۱۵ سال بعد یعنے ۱۳۲۶ھ میں ہوا۔ گویا اسوقت دنیا کی عمر [illegible] یعنے دنیا کی عمر کے ۵۹۸۹ میں۔ پس نتیجہ صاف ہے۔ کہ مرزا صاحب

الہام کے الفاظ اور مرزا صاحب کی تفہیم سے یہ قیامت خیز زلزلہ مرزا صاحب کی زندگی میں آنا چاہیئے تھا۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔ کہ:۔

"اب ذرا کان[1] کھول کر سنو۔ کہ آئندہ زلزلہ کی نسبت جو میری پیشگوئی ہے۔ اسکو ایسا خیال کرنا۔ کہ اس کے ظہور کی کوئی حد مقرر نہیں کی گئی۔ یہ خیال سراسر غلط ہے۔ کیونکہ بار بار وحی الٰہی نے مجھے اطلاع دی ہے۔ کہ وہ پیشگوئی میری زندگی میں میرے ہی ملک میں اور میرے ہی فائدہ کیلئے ظہور میں آئے گی۔ کیونکہ ضروری ہے۔ کہ یہ حادثہ میری زندگی میں ہی ظہور میں آئے" (ضمیمہ براہین احمدیہ ص۹۵)

چونکہ مرزا صاحب کے حیات میں کوئی زلزلہ ایسا نہیں آیا۔ لہذا یہ پیشگوئی اور الہام قطعاً غلط ثابت ہوا۔

(۳) "میرا دشمن ہلاک ہو گیا" (میگزین ۲۸ مارچ ۱۹۰۷ء) یہ بھی بالکل غلط نکلا۔ کیونکہ ان ایام میں مرزا جی کے بڑے دشمن ڈاکٹر عبد الحکیم خاں اور مولوی ثناء اللہ صاحبان تھے جنکی زندگی میں خود مرزا صاحب ہی ہلاک ہو گئے۔

(۴) "ریاست کابل[2] میں ۸۵ ہزار آدمی مرینگے" (میگزین ۲۸ مارچ ۱۹۰۷ء) کابل میں اتنی اموات نہیں ہوئیں۔ نہ یہ پتہ ہے۔ کہ کتنے سال کے اندر۔ اور کتنے دنوں تک کیسی لڑائی میں یہ اموات ہونگی؟ یا وبا سے؟ غرض عجیب گول مول الہام ہے۔ جو اب تک تو غلط ثابت ہوا ہے۔

(۵) مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے قادیان آنے کی بابت۔ رسالہ اعجاز احمدی ص۳۷ میں لکھا۔ کہ:۔ "وہ ہرگز قادیان نہیں آئیں گے"۔ مگر مولوی صاحب نے ۱۰ جنوری ۱۹۰۳ء کو قادیان پہنچکر یہ پیشگوئی غلط ثابت کر دی۔

(۶) "ہم مکہ میں مرینگے یا مدینہ میں" (میگزین ۱۴ جنوری ۱۹۰۶ء)

---

[1] مسلمانوں نے تو کان کھول کر سن لیا۔ اور اس معیار کی رو سے بھی مرزا صاحب کو دروغ گو سمجھ لیا۔ مگر افسوس! کہ ان کے مرید "صمٌ بکمٌ عمیٌ" کے مصداق ہو رہے ہیں۔

[2] ضیاء الملۃ والدین امیر صاحب کابل نے مرزا صاحب کے ایک مرید عبد اللطیف کو اس کے خلاف شریعت حقہ عقاید کی وجہ سے سنگسار کرا دیا تھا اسلئے مریدوں کے خوش کرنے کو یہ الہام دے مارا جو محض جھوٹ نکلا۔

یہ الہام بھی سراسر غلط ثابت ہوا۔ مرزا صاحب کو مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کی ہوا بھی نصیب[1] نہ ہوئی۔ لاہور میں مرے۔ اور خر دجال پر بار ہو کر[2] قادیاں لے جائے گئے۔ اور وہیں دفن ہوئے

(۷) ترد علیک انوار الشباب۔ سیاتی علیک زمن الشباب۔ وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بشفاء من مثلہ۔ رد علیہما روحہا وریحانہا۔

یعنے تیری طرف نوجوانی کی قوتیں رد کی جائینگی۔ اور تیرے پر زمانہ جوانی کا[3] آئے گا۔ یعنے جوانی کی قوتیں دیجائینگی۔ تا خدمت دین میں ہرج[4] نہ ہو۔ اور اگر تم اے لوگو ہمارے اس نشان سے شک میں ہو تو اسکی نظیر پیش کرو۔ اور تیری بیوی کی طرف بھی تر و تازگی واپس کی جاویگی

(الہام ۲۲ مئی ۱۹۰۶ء مندرجہ بدر ۲۴ مئی ۱۹۰۶ء)

اسکی تشریح میں کہتے ہیں۔ کہ:۔

"میری صحت تین چار ماہ سے بہت بگڑ گئی ہے۔ صرف دو وقت ظہر و عصر کی نماز کے لئے جا سکتا ہوں۔ اور نماز بھی بیٹھ کر پڑھتا ہوں۔ ایک سطر لکھنے سے دوران سر شروع ہو جاتا ہے۔ اور دل ڈوبنے لگتا ہے۔ حالت خطرناک اور مسلوب القوے ہوں۔ ایسا ہی میری بیوی دائم المریض امراض رحم و جگر میں مبتلا ہے۔ پس میں نے اپنی اور اپنی بیوی کی صحت کے لئے دعا کی تھی جس پر یہ الہام ہوا۔ ان کے معنے خدا تعالے بہتر جانتا ہے۔ صرف اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ ہمیں صحت عطا فرمائے گا۔ اور مجھے قوتیں عطا کریگا۔ جن سے میں خدمت دین کر سکوں"

مرزا صاحب کی یہ حالت ان کی موت کا پیش خیمہ تھی۔ مگر وہ تو سو سال کی امید باندھے بیٹھے تھے۔ ابھی محمدی بیگم کے نکاح کی لو لگی ہوئی تھی۔ اس لئے بڑھاپے میں جوانی کے خواب

---

[1] مولانا قاضی محمد سلیمان صاحب پٹیالوی نے اپنے رسالہ غایت المرام مطبوعہ ۱۸۹۱ء میں پیشگوئی کی تھی کہ زیارت بیت المعمور مرزا صاحب کے نصیب نہیں ہوگی۔ ان کی یہ پیشگوئی بالکل صحیح نکلی۔ [2] مرزا صاحب ریل کو خر دجال بتایا کرتے تھے۔ جس پر زندگی میں بھی سوار ہوتے رہے اور مرنے پر بھی باز نہ آئے۔ [3] آئے کا جوانی! وقت پیری شباب کی باتیں ایسی ہیں جیسی خواب کی باتیں۔ [4] ہمیں اسمیں شبہ ہے۔ البتہ محمدی بیگم کے نکاح کے لئے عود جوانی کے خواہاں ہونگے۔

نظر آتے تھے۔ مگر اس الہام سے ٹھیک دو سال بعد چل بسے۔

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ!

(۸) اور خواتین مبارکہ سے جن میں سے تو بعض کو اس (نصرت جہاں بیگم) کے بعد پائیگا۔ تیری نسل بہت ہو گی۔" اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء۔ اس الہام کے بعد نہ کوئی نکاح ہوا۔ نہ خواتین مبارکہ یا نامبارکہ حاصل ہوئیں۔ اور نہ اولاد ہوئی۔ محمدی بیگم والا نکاح شاید اس الہام کو سچ کر دیتا۔ مگر اللہ نے نہ چاہا۔ کہ جھوٹ کو سچ کر دکھائے۔

(۹) ڈائری ۲۷ اگست ۱۹۰۷ء۔ صاحبزادہ مبارک احمد صاحب سخت تپ سے بیمار ہیں۔ اور بعض دفعہ بیہوشی تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ انکی نسبت آج الہام ہوا۔ "قبول ہو گئی۔ نو دن کا بخار ٹوٹ گیا۔" یعنے دعا قبول ہو گئی۔ کہ اللہ تعالیٰ میاں موصوف کو شفا دے۔ (میگزین ستمبر ۱۹۰۷ء) یہ لڑکا ۱۶ ستمبر کو صبح کے وقت فوت ہو گیا (دیکھو میگزین اکتوبر ۱۹۰۷ء) اسلئے صحت کا الہام غلط ہوا

(۱۰) "آپ کے لڑکا ہوا ہے۔ یعنی لڑکا ہوا ہے۔ یعنی منزل المبارک" (میگزین ۱۴ اکتوبر ۱۹۰۷ء) "ایک حلیم لڑکے کی ہم تجکو خوشخبری دیتے ہیں۔ جو بمنزلہ مبارک احمد کے ہو گا۔ اور اسکا قائمقام اور اسکا شبیہ ہو گا۔" (اشتہار نمبرہ ۵ نومبر ۱۹۰۷ء) ان الہامات کے بعد کوئی لڑکا نہ ہوا۔ اور مرزا صاحب چل دیئے۔ اسلئے یہ دونوں الہام بھی غلط ثابت ہوئے۔

تِلْکَ عَشَرَۃٌ کَامِلَۃٌ

ناظرین! یہ دس الہام بطور نمونہ درج کئے گئے ہیں۔ جو قطعاً غلط ثابت ہوئے۔ بہت سے الہام فٹ بال کی طرح گول مول ہوتے تھے۔ جن کا سر نہ پیر۔ جہاں چاہو چسپاں کر لو۔ اور جو چاہو معنی لگا لو۔ مثلاً

(۱) "پہلے غشی پھر بیہوشی پھر موت۔"

(۲) "پچیس دن یا پچیس دن تک۔"

مریضوں کی حالت عموماً ایسی ہوا ہی کرتی ہے اسمیں الہام کی کیا بات ہے

نتیجہ نامعلوم۔

(۳) "ایک ہفتہ تک کوئی باقی نہ رہیگا"	نتیجہ ندارد!!
(۴) "ایسوسی ایشن"	کچھ پتہ نہیں الہام گولائی میں مزدور یکتا ہے۔
(۵) "موت ۱۳ ر ماہ حال کو"	ماہ حال کی نسبت کہا "نہیں معلوم یہی شعبان مراد ہے یا کوئی اور شعبان"۔ ۳۰ شعبان کو صاحب [illegible] کا انتقال ہو گیا۔ تو جھٹ کہدیا۔ کہ الہام میں ۱۳ تھا یا ۲۳ یا ۳۰ ر ٹھیک یاد نہیں۔

ان غلط اور جھوٹے الہاموں کا مرزا صاحب کی عبارت (تجلیات الہیہ ص ۲۵-۲۶ مندرجہ بالا) سے مقابلہ کرکے مرزائی صاحبان سے التماس ہے۔ کیا وہ ان الہاموں کو صحیح مانتے ہیں۔ اگر صحیح مانتے ہیں۔ تو یہ غلط کیوں نکلے؟ اور اگر غلط مانتے ہیں۔ تو مرزا صاحب پر ان کا ایمان کیوں ہے؟ اور کیوں بحکم آیت مندرجہ عنوان یہ جھوٹے الہامات القائے شیطانی نہیں سمجھے جاتے؟۔ اور ابن صیاد کی طرح مرزا صاحب کو کیوں مدعی کاذب تصور نہیں کیا جاتا؟

دوستو! ان الہامات کو دل کی آنکھوں سے دیکھو۔ اسمیں کچھ شک نہیں۔ کہ حبک الشیئ یعمی ویصم۔ یعنی کسی چیز کی محبت آدمی کو اندھا اور بہرا کردیتی ہے۔ جو اسکی برائیوں کو دیکھ اور سن نہیں سکتا۔ لیکن سمجھ کا مادہ اور عقل کا نور انسان کو اسی لئے عطا ہوا ہے۔ کہ اندھا دھند کام نہ کرے۔ خصوصاً دینی معاملات میں۔ مولانا روم فرماتے ہیں ؎

اے بسا ابلیس آدم روے ہست
پس بہر دستے نباید داد دست

چوتھی فصل

دس خلاف شرع کشوف و الہام

اصل دیں آمد کلام اللہ معظم داشتن
پس حدیث مصطفےٰ برجاں مسلم داشتن

تمام سلف صالحین۔ اولیائے کرام وصلحائے عظام کا اس پر اتفاق ہے۔ کہ الہام و کشف حجت شرعی نہیں ہے یعنے الہام وکشف کو قرآن وحدیث پر پیش کرنا چاہیئے۔ اگر موافق شریعت ہو تو درست ہے ورنہ اسے رد کردینا چاہیئے۔ کیونکہ وہ وسوسہ شیطانی ہے۔ چنانچہ . . . .

(۱) ایک بار غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر صاحب جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو شیطان نے دھوکا دیا۔ اور ایک نورانی شکل میں متشکل ہو کر نظر آیا۔ اور آپ سے کہا۔ کہ تیری عبادت قبول ہوگئی۔ تکلیفات شرعی تجھ سے اٹھالی گئیں۔ اور بعض حرام چیزیں تیرے لئے حلال کیگئیں۔ نماز سے بھی اب تجھے فراغت ہے۔ آپ نے فوراً سمجھ لیا۔ کہ یہ شیطان ہے۔ اور لاحول پڑھکر اسے دفع کیا۔ (طبقات کبریٰ امام شعرانی ص۱۰۹) مرزا صاحب نے بھی رسالہ ضرورۃ الامام ص۱۷ پر اسکو نقل کیا ہے۔

(۲) علامہ سید محمد بن اسمٰعیل فرماتے ہیں۔ کہ کشف والہام احکام میں لائق استدلال نہیں۔

(۳) شیخ الاسلام ابن تیمیہ منہاج الاعتدال میں فرماتے ہیں۔ کہ کشف والہام کا دین واحکام میں کچھ اعتبار نہیں اور نہ لائق التفات ہے۔

(۴) مجالس الابرار میں لکھا ہے۔ کہ جو شخص یہ گمان کرے۔ کہ جو الہامات دل میں پیدا ہوں۔ ان سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت سے استغنا کی جاتی ہے۔ وہ اشد کافروں میں سے ہے۔

غرض مطلب یہ ہے۔ کہ الہام و کشف جب تک کتاب وسنت کے موافق نہ ہو۔ لائق اعتبار نہیں۔

خود مرزا صاحب نے بھی اس اصول کو تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ آئینہ کمالات اسلام ص۲۱ پر لکھتے ہیں۔ کہ:۔
وَمَنْ تَفَوَّہَ بِکَلِمَۃٍ لَیْسَ لَہٗ اَصْلٌ صَحِیْحٌ فِی الشَّرْعِ مُلْہَمًا کَانَ اَوْ مُجْتَہِدًا فَبِہِ الشَّیْطٰنُ مُتَلَاعِبٌ۔ یعنے جو شخص ایسی بات کہے جسکی شرع میں کوئی اصل نہو خواہ وہ شخص ملہم یا مجتہد ہی کیوں نہ ہو۔ سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ شیطان اس سے کھیلتا ہے۔ آگے چلکر اس صفحہ پر لکھتے ہیں۔ کہ:۔

"اس پر علمائے اسلام۔ صوفیائے کرام۔ اور اولیائے عظام کا اتفاق ہے۔ کہ جو الہام و کشف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق کے برخلاف ہو۔ وہ شیطانی القاء ہے۔" لیکن مرزا صاحب کو اپنے الہامات و کشوف کی صحت پر اتنا اعتبار اور دعوے تھا۔ کہ ان میں شک و شبہ کی بالکل گنجائش نہیں دیکھتے تھے۔ چنانچہ عبارت محولہ بالا سے آگے اسی صفحہ پر لکھتے ہیں۔ کہ:۔
وَقَدْ کُشِفَ عَلَیَّ اَنَّہٗ صَحِیْحٌ خَالِصٌ مُوَافِقُ الشَّرِیْعَۃِ لَا رَیْبَ فِیْہِ وَلَا لَبْسَ وَلَا شَکَّ وَلَا شُبْہَۃَ یعنے مجھپر یہ امر منکشف ہوا ہے۔ کہ میرے تمام الہام صحیح خالص اور موافق شریعت ہیں۔ جن میں کسی شک و شبہ کو دخل نہیں ہے۔"

آپکے الہام و کشف جیسے کچھ ہوتے تھے۔ اسے سب جانتے ہیں۔ کچھ نمونہ یہاں دیا جاتا ہے اس سے معلوم ہو جائیگا۔ کہ مرزا صاحب شریعت کو کیا سمجھتے تھے۔

(۱)، قرآن کریم میں **عقیدہ ابنیت** (اللہ تعالیٰ کی اولاد) کی پورے زور سے تردید فرمائی گئی ہے۔ کیونکہ یہود و نصارے اس زمانہ میں اس باطل اعتقاد کے معتقد تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

تَکَادُ السَّمٰوٰتُ یَتَفَطَّرْنَ مِنْہُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ ھَدًّا اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا۔ یعنے قریب ہے۔ کہ آسمان پھٹ جائیں۔ زمین شق ہو جائے۔ اور پہاڑوں کے ٹکڑے اڑ جائیں جب کہ اللہ تعالیٰ کے لئے بیٹا پکارا جاوے۔ دوسری جگہ ارشاد ہے۔ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا سُبْحَانَہٗ۔ یعنے اللہ تعالےٰ پاک ہے کسی کو بیٹا نہیں بناتا۔ ایسا ہی پڑھو سورۂ اخلاص

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ہ لَمْ یَلِدْ ہ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ ہ

اللہ ایک ہے۔ پاک ہے۔ اس نے کسی کو نہیں جنا۔ اور نہ اسکو کسی نے جنا۔ اور نہ اسکا کوئی کفو ہونا ممکن ہے" وغیرہ۔ ان سب آیات میں توحید الٰہی کو نہ صرف ابنیت و ولدیت سے بلکہ ابن اور ولد کو لفظ سے بھی پاک صاف کر دیا گیا ہے۔ کیونکہ پہلی آیت میں لفظ دَعَوْا فرمایا ہے۔ جس کے معنے صرف پکارنے اور کہنے کے ہیں۔ اعتقاد رکھنا شرط نہیں۔ اس سے بھی زیادہ تشریح اللہ تعالےٰ نے یوں فرما دی۔ کہ حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے کفار کو کہلوا دیا۔ کہ:۔

قُلْ اِنْ کَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِیْنَ۔ یعنے اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کفار سے کہدو۔ کہ اگر اللہ تعالیٰ کے بیٹا ہوتا تو پہلے میں اسکی عبادت کرتا۔

لیکن اس صاف اور مصفا تعلیم کے خلاف مرزا صاحب کو حسب ذیل الہام ہوتے ہیں۔

انت منی بمنزلۃ ولدی (حقیقۃ الوحی ص۸۶) انت منی بمنزلۃ اولادی (الحکم ۱۰ دسمبر ۱۹۰۶ء)

اسمع ولدی (البشریٰ جلد ا ص۴۹)

ان ہر سہ الہامات میں مرزا صاحب نے ظاہر کیا ہے۔ کہ اللہ نے ان کو ولد (بیٹا) کہکر مخاطب کیا ہے لیکن نص قرآنی اس لفظ کے قطعاً خلاف ہے۔ اگر مرزائی اسکو استعارہ و مجاز سمجھتے ہیں۔ تو مرزا صاحب کم از کم سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے استعاری یا مجازی معبود تو ثابت ہوتے ہیں۔ جیسا کہ آیت قرانی محولہ بالا سے واضح ہے۔ ایسا ہی مرزا صاحب توضیح مرام ص۲۷ پر لکھتے ہیں۔ کہ:۔

مسیح اور اس عاجز کا مقام ایسا ہے۔ کہ اسکو استعارہ کے طور پر ابنیت کے لفظ سے تعبیر کر سکتے ہیں" مرزا صاحب نے اسجگہ عیسائیوں کے باطل عقیدہ کی کیسی صاف تائید کی ہے۔ جو قرآن کریم کے بالکل خلاف ہے۔

(۲) الہام "ہے رودّر گوپال تیری مہما گیتا میں لکھی گئی ہے"۔ اس الہام کی تشریح مرزا صاحب لیکچر سیالکوٹ ۱۲ دسمبر ۱۹۰۴ء میں اسطرح کرتے ہیں۔ کہ:۔

ایسا ہی میں (غلام احمد) راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں۔ جو ہندو مذہب کے تمام اوتاروں میں بڑا تھا۔ یا یوں کہنا چاہیئے کہ حقیقت روحانی کی رُو سے میں وہی ہوں۔ یہ میرے قیاس سے نہیں بلکہ وہ خدا جو زمین و آسمان کا خدا ہے۔ اس نے یہ میرے پر ظاہر کیا۔ خدا کا وعدہ تھا۔ کہ آخر زمانہ میں اسکا یعنے کرشن کا بروز یعنے اوتار پیدا کرے۔ سو یہ وعدہ میرے ظہور سے پورا ہوا۔"

جب مرزا صاحب حقیقت روحانی کی رو سے کرشن ہے۔ تو ضروری اور لازمی ہے۔ کہ ان کے عقائد بھی کرشنیہ ہی تھے۔ بروز کا مسئلہ بھی انہوں نے کرشن جی کی تعلیم سے ہی لیا ہے۔ کہیں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز بنتے ہیں۔ (حقیقۃ الوحی ص۷۲) اور اپنا وجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود بتلاتے ہیں۔ (اشتہار ایک غلطی کا ازالہ) کہیں حضرت مسیح علیہ السلام کے جسم کا اپنے جسم کے اندر حلول کر جانا بیان کرتے ہیں۔ (التبلیغ ص۷۹-۸۰) یہاں کرشن کہنیا جی بن بیٹھے ہیں۔ یہ شلث مختلف الاضلاع اسلام کے سیدھے سادے اصولوں کی رو سے ناقابل تسلیم ہے۔ کرشن جی مہاراج ہندوؤں کے اعتقاد میں پرمیشور کا اوتار تھے۔ چنانچہ ان کو کرشن بھگوان کہا جاتا ہے۔ وہ تناسخ کے قائل۔ قیامت کے منکر اور بہشت دوزخ سے انکاری تھے۔ چنانچہ ان کی کتاب گیتا میں لکھا ہے۔

(الف) بقید تناسخ کند داورش باانواع قالب دردل آردش

برنہائے معبود درمیرو ند بجسم سگ و خوک درمیروند گیتا ترجمہ فیضی ص۱۳۶ وغیرہ

(ب) ایک قالب سے دوسرے قالب میں جانا دیکھو گیتا۔ اشلوک ۱۲ - ۱۳ و ۲۲ - ادھیائے ۲ - ترجمہ دوارکا پرشاد افق وا شلوک ۱۵ - ادھیائے ۴ - و اشلوک ۱۹ ادھیائے ۷ - و اشلوک ۱۹ - ادھیائے ۹ و اشلوک ۱۵ ادھیائے ۱۴ وغیرہ۔

غرض یہ مسلمہ ہے۔ کہ کرشن جی کا مذہب تناسخ تھا جب مرزا جی بالکل کرشن بن گئے۔ تو تو ان عقائد کے ساتھ وہ **مسلمان** کسطرح رہے۔ دعوے ایسے لچر! اور پھر لکھتے ہیں۔ کہ

ف آپ کو تو غرض بڑائی سے تھی۔ خواہ کہیں ملے۔

میرے وجود میں سوائے نورِ محمد کے کچھ نہیں۔ (حقیقۃ الوحی ص۷۱) ایسے ہی ان کے یہ الہام ہیں
تُو ہے آریوں کا بادشاہ۔" (حقیقۃ الوحی ص۸۵) برہمن اوتار سے مقابلہ اچھا نہیں۔
(حقیقۃ الوحی ص۹۶) کیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام کے لئے شایاں ہے کہ قرآن وحدیث
کو چھوڑ کر اور اسلام کے چشمہ صافی سے منہ موڑ کر مشرکوں اور تناسخ کے قائلوں کے پیچھے پیچھے
جوتیاں چٹخاتا پھرے۔ اور مکہ شریف کو چھوڑ کر متھرا جی کا رخ کرے ؎

ترسم نہ رسی بکعبہ اے تاتاری[1]
کایں راہ۔ کہ تو میروی بہ کفرستان است

ان باطل الہاموں سے صاف ظاہر ہے۔ کہ مرزا صاحب اسلام اور اسکی تعلیم پر کامل ایمان نہیں رکھتے تھے
(۳) یحمدک اللہ من عرشہ ویمشی الیک۔ ترجمہ۔ خدا عرش
پر سے تیری حمد کرتا ہے۔ اور تیری طرف آتا ہے۔ (الہام مندرجہ انجام آتھم ص۵۵)
قرآن مجید کی پہلی آیت ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ (سب تعریفیں اللہ
کے ہی لئے سزاوار ہیں۔ جو جہانوں کو پالنے والا ہے) اُدھر سردار انبیا (حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ
علیہ وسلم کو حکم ہوتا ہے۔ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ یعنے (اپنے خدا کی حمد کر)
کیا مرزا صاحب کے الہام سے بموجب آیاتِ قرآنی اللہ تعالیٰ کا مقابلہ اور اشرف المخلوقات
وخیر البشر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک متصوّر نہیں؟ اور کیا خدا سے اپنی حمد
کرا کر مرزا صاحب نے صریح طور پر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی فضیلت کا
اظہار نہیں کیا؟
(۴) اخترتک لنفسی۔ الارض والسماء معک کما ھو معی[2] (الہام مندرجہ حقیقۃ الوحی
ص۷۵) یعنے میں نے تجھے اپنے نفس کیلئے پسند کیا۔ زمین و آسمان تیرے ساتھ ہیں۔ جیسا کہ وہ میرے ساتھ ہیں۔

---

[1] مرزا صاحب اپنے آپ کو تاتاری النسل بتاتے ہیں۔
[2] مرزا صاحب کے ملہم کی عربی دانی لفظ ھو سے ظاہر ہوتی ہے۔ یہاں ھما چاہیئے۔

(۵) ان اللہ معک۔ ان اللہ یقوم این ما قمت"۔ الہام مندرجہ ضمیمہ انجام آتھم ص۱۵

یعنے خدا تیرے ساتھ ہے اور وہیں کھڑا ہوتا ہے۔ جہاں تو کھڑا ہو۔

(۶) کل لک ولامرک (بدر ۲ مارچ ۱۹۰۷ء) ارید ماتریدون۔ انما امرک

یعنے سب کچھ تیرے لئے اور تیرے حکم کیلئے ہے۔ (اے مرزا) میں وہی ارادہ کرتا ہوں جو تو ارادہ کرے۔ اب تیرا

اذا اردت شیئا ان تقول لہ کن فیکون (الہام مندرجہ الحکم ۲۴ فروری ۱۹۰۵ء حقیقۃ الوحی ص۱۰۵)

مرتبہ یہ ہے۔ کہ جس چیز کا تو ارادہ کرے۔ اور کہدے کہ ہو جا۔ وہ ہو جائیگی۔

(۷) انت منی وانا منک۔ (الہام مندرجہ حقیقۃ الوحی صفحہ نمبر ۷۴)

یعنے اے مرزا تو مجھ سے ہے۔ اور میں تجھ سے ہوں۔

(۸) انت منی بمنزلۃ توحیدی وتفریدی (الہام مندرجہ اربعین ۲ ص۳)

یعنے تو میرے نزدیک بمنزلہ میری توحید وتفرید کے ہے۔ انت منی بمنزلۃ بروزی

یعنے تو ہمارا بروز یا اوتار ہے (تجلیات الٰہیہ ص۶۴)

الہامات نمبر ۴ تا ۸ پر مکرر غور کرو۔ کیا مرزا صاحب اللہ تعالیٰ کے حکم و قدرت میں شریک ہیں؟ (الہام ۴) اور کیا خداوند کریم کو مرزا صاحب نے کوئی باولا اردلی مقرر کر رکھا ہے۔ جو ہر وقت پیچھے پیچھے ہی رہتا ہے۔ (الہام ۵) کیا خداوند کریم مرزا صاحب کی دانست میں ضعیف العمر ہو گئے ہیں۔ جو سب کچھ مرزا صاحب کے حکم و ارادہ کے ماتحت کر دیا ہے (الہامات ۶) بعض ہمہ اوست کے عقیدہ والوں کے نزدیک مرزا صاحب تو خدا سے ہو سکتے ہیں۔ لیکن خدا مرزا صاحب سے کیسے ہو سکتا ہے؟ اگر ایسا ہونا ممکن ہے۔ تو مرزائیوں کو چاہئیے۔ کہ اللہ میاں اور مرزا صاحب کا ایک شجرہ نسب پیش کریں (الہام ۷)

جب اللہ تعالےٰ بے مثل وبے مانند ہے۔ تو اس کی توحید وتفرید بھی بے مثل ہے لیکن جب مرزا صاحب اللہ کی توحید وتفرید و بروز کی مانند ٹھیرے۔ تو توحید وتفرید کہاں رہی (الہام ۸)۔ غرض یہ سارے الہامات ایک دیوانہ کی بڑ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے

مرزائی ایسے الہامات کو متشابہات کہکر پیچھا چھڑانا چاہا کرتے ہیں۔ مگر ہم پوچھتے ہیں۔ کہ متشابہات کے یہ معنے کس نے کئے ہیں۔ کہ وہ اصول اسلام کے مخالف ہوتے ہیں۔ مرزا صاحب تو قرآن شریف کو ثریا سے دوبارہ لاکر اس کے اسرار و رموز منکشف کرنے کے مدعی تھے مگر بجائے انکشاف کے لوگوں کو اور بھی چکر میں ڈالدیا۔ اور یہ چند الہام تو بطور نمونہ از خروارے درج کئے گئے ہیں۔ ورنہ اس قسم کے اور بیسیوں الہام ہیں۔ مثلاً۔

"سِرُّکَ سِرِّی (یعنے اے مرزا تیرا بھید میرا بھید ہے) ظُهُوْرُکَ ظُهُوْرِی (تیرا ظہور میرا ظہور ہے) لولاک لما خلقت الافلاک (اگر تو نہوتا۔ تو میں آسمانوں کو پیدا نکرتا) جس سے تو راضی اس سے خدا راضی۔ جس سے تو ناخوش اس سے خدا ناخوش۔ رب سلطنی علی النار (اے اللہ مجھے دوزخ کا اختیار دیدے) وغیرہ وغیرہ"

یہ جھوٹی تعلیاں۔ یہ بیہودہ شیخیاں اور یہ فضول بڑائیاں۔ نبی معصوم حضرت محمد مصطفٰے احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی سچے متبع کے منہ سے ہرگز نہیں نکل سکیں۔ جنکو اللہ تعالٰی نے حکم دیکر ان سے کہلوایا تھا۔

"قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ (یعنے اے محمد کہدے کہ میں تو تمہارے ہی جیسا ایک بشر ہوں۔ ہاں! مجھپر وحی نازل ہوئی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی ہے)"

اس مضمون کو مولانا حالی مرحوم نے اسطرح نظم کیا ہے۔

نصاریٰ نے جسطرح کھایا ہی دہوکا — کہ سمجھے ہیں عیسٰی کو بیٹا خدا کا
مجھے تم سمجھنا نہ زنہار ایسا — میری حد سے رتبہ بڑھانا نہ میرا
مجھے تم پہ ہے صرف اتنی بزرگی
کہ بندہ بھی ہوں اسکا اور ایلچی بھی

اسی مضمون کو ایک اور صاحب اسطرح ادا کرتے ہیں۔

مری قبر کو تم نہ مسجد بنانا — نہ تربت پہ میرے کبھی سر جھکانا
مری منزلت سے نہ مجھکو بڑھانا — خدا سے نہ ہرگز کہیں جا بھڑانا
کہ مجھ میں نہیں کوئی شان خدائی
بشر ہوں تمہاری طرح ایک میں بھی
مجھے تم پہ ہے صرف اتنی مزیت — کہ بخشی خدا نے ہے مجھکو رسالت
دکھاتا ہوں لوگوں کو شمع ہدایت — مٹاتا ہوں دنیا سے آثار ظلمت
عرب اور عجم کو میں سمجھا رہا ہوں؛
پیام خدا سب کو پہنچا رہا ہوں؛

منہاج نبوت کی رُو سے مرزا صاحب کو صادق ماننے والے مرزائیو! ذرا ایمان سے کہنا۔ کہ کسی نبی کو اس قسم کے الہام ہوئے ہیں۔ ہاں جواب قرآن و حدیث سے ہو۔ کہیں کرشن جی کی گیتا کو نہ لے بیٹھنا!۔

(۹) مرزا صاحب حقیقت روحانی کی رُو سے چونکہ کرشن ہونے کے مدعی تھے جیسا کہ ص۲ فصل ہذا میں مذکور ہوا۔ اور کرشن جی کی گیتا میں لکھا ہے۔ کہ:۔

من از ہر سہ عالم جدا گشتہ ام
تہی گشتہ از خود خدا گشتہ ام (گیتا ترجمہ فیضی)

اسلئے کرشن جی کی کرپا سے مرزا صاحب نے بھی خدائی کا دعوےٰ کر ہی دیا چنانچہ لکھتے ہیں۔ کہ:۔

(الف) میں نے ایک کشف میں دیکھا۔ کہ خود خدا ہوں۔ اور یقین کیا۔ کہ وہی ہوں (کتاب البریہ ص۷۹)

(ب) خدا تعالےٰ میرے وجود میں داخل ہوگیا۔ اور تیرا غضب میرا حلم اور تلخی و شیرینی و حرکت و سکون سب اُسی

اُسی کا ہوگیا۔ اور اسی حالت میں مَیں یوں کہ رہا تہا۔ کہ ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں۔ سو مَیں[۵۲] نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا جس میں کوئی ترتیب و تفریق نہ تہی۔ (خدائے کاذب جو ہوئے! - من مولف) پھر میں[۵۱] نے منشائے حق[۵۲] کے موافق اس کی ترتیب و تفریق کی۔ اور میں[۵۱] دیکہتا تہا۔ کہ میں[۵۱] اس کے خلق پر قادر ہوں۔ پھر میں[۵۱] نے آسمان دنیا کو پیدا کیا۔ اور کہا۔ انا زینا السماء الدنیا بمصابیح۔ پھر میں[۵۱] نے کہا۔ ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کرینگے۔" آئینہ کمالات اسلام ص۵۶۴ - ۵۶۵

معاذ اللہ من ھذہ الھفوات

عبارت مندرجہ بالا کسی شرح کی محتاج نہیں۔ اگر مرزا صاحب اس کشف کو شیطانی مان لیتے تو کوئی اعتراض نہ ہوتا۔ مگر وہ تو اسکو رحمانی مان کر متعدد کتابوں میں ذکر کرتے ہیں۔ اور باطل اور رکیک تاویلوں سے کام لیتے ہیں۔ فرعون نے بھی تو انا ربکم الاعلیٰ ہی کہا تہا جسکی وجہ سے کافر اور مردود ہوا۔ پھر مرزا صاحب اور فرعون میں کیا تفاوت ہے۔

(۱۰) درثمین ص۳۳ اور حقیقۃ الوحی ص۲۰۰ میں ایک کشف یا خواب کا یوں ذکر کرتے ہیں۔ کہ:- ایک دفعہ تمثیلی طور پر مجھے خدا تعالےٰ کی زیارت ہوئی۔ اور میں نے اپنے ہاتھ سے کئی پیشگوئیاں لکھیں۔ جنکا یہ مطلب تہا۔ کہ ایسے ایسے واقعات ہونے چاہئیں۔ تب میں نے وہ کاغذات دستخط کرانے کے لئے خدا تعالےٰ کے سامنے پیش کئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی تامل کے سرخی کے قلم سے اس پر دستخط کئے۔ اور دستخط کرتے وقت قلم کو چھڑکا جیسا کہ قلم پر زیادہ سیاہی آجاتی ہے۔ تو اسی طرح پر جہاڑ دیتے ہیں۔ اور پھر دستخط کر دیئے۔ اور میرے پر اُس

---

۵۱ جب مرزا صاحب اسطرح سے خدا میں فنا ہو چکے تہے۔ تو پھر یہ بار بار مَیں مَیں کہاں سے آگئی۔

۵۲ آپ تو خدا میں فنا ہو چکے تہے۔ اور علیحدہ وجود نہ تہے۔ پھر اپنی منشاء سے کیوں کام نہ کیا۔ اگر اللہ کی منشاء سے ترتیب و تفریق کی تو آپ اسوقت کون ہے۔ نائب خدا یا کچھ اور۔ اور خدا تو آپ کے وجود میں داخل ہو چکا تہا۔ اس لئے آپ کا اور اسکا منشا ایک ہی ہونا چاہیئے تہا۔ لہذا اسجگہ لفظ منشائے حق بے معنی ٹھہرتا ہے۔

وقت نہایت رقت کا عالم تہا۔ اس خیال سے کہ کسقدر خدا تعالےٰ کا میرے پر فضل اور کرم ہے۔ کہ جو کچھ میں نے چاہا۔ بلا توقف اللہ تعالیٰ نے اس پر دستخط کر دیئے۔ اور اسی وقت میری آنکھ کھل گئی۔ اور اسوقت میاں عبد اللہ سنوری مسجد کے حجرے میں میرے پیر دبا رہا تہا۔ کہ اس کے روبرو غیب سے سرخی کے قطرے میرے کرتے اور اُسکی ٹوپی پر بھی گرے اور عجیب بات یہ ہے۔ کہ اس سرخی کے قطرے گرنے اور قلم کے جہاڑنے کا ایک ہی وقت تھا۔ ایک سیکنڈ کا بھی فرق نہ تہا۔ ایک غیر آدمی اس راز کو نہیں سمجھیگا۔ اور شک کریگا۔ کیونکہ اسکو ایک خواب کا معاملہ محسوس ہوگا۔ مگر جسکو روحانی امور کا علم ہو۔ وہ اسمیں شک نہیں کر سکتا۔ اسیطرح خدا نیست سے ہست کر سکتا ہے۔ غرض میں نے یہ سارا قصہ عبد اللہ کو سنایا۔ اور اُسوقت میری آنکھوں سے آنسو جاری تہے۔ عبد اللہ جو ایک رویت کا گواہ ہے۔ اسپر بہت اثر ہوا۔ اور اس نے میرا کرتہ بطور تبرک اپنے پاس رکھ لیا۔ جو اب تک اس کے پاس موجود ہے۔" اس کشف سے کئی باتیں ظاہر ہوئیں۔

(الف) اللہ تعالےٰ کا جسم۔ جو میز۔ کرسی یا گاؤ تکیہ لگائے کچہری کا کام کر رہا تہا

(ب) سرخ روشنائی کا وجود۔ جو کپڑوں پر گری ہوئی اب تک موجود ہے۔

(ج) مرزا صاحب کی شیخی اور تعلّی۔ کہ خدا محض ایک کٹھ پتلی کی طرح مرزا صاحب کے منشاء کے مطابق کام کرتا ہے۔ اور مرزا صاحب جو چاہیں۔ اس سے کرا سکتے ہیں۔ اس سے مریدوں پر تو خوب رعب جما ہوگا۔ مگر مرزا صاحب کے خدا کا کسی ان ٹرینڈ (ناواقفکار) افسر کی طرح منشی کے لکھے ہوئے حکم پر محض دستخط کر دینا۔

(د) مرزا صاحب کے خدا کی لکھنے کے طریقہ سے ناواقفیت کہ قلم کو سیاہی لگانی بھی نہیں آئی۔ اور زیادہ سیاہی لگا کر ناحق خراب کی۔

(ھ) مرزا صاحب کے خدا کی بینائی کا فتور۔ کہ پاس بیٹھے آدمیوں کو سرخی سے رنگ دیا۔[1]

[1] مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بوقت نزول زرد چادروں میں ملبوس ہونگے۔ اس پر مرزا صاحب پھبتیاں اڑایا کرتے تھے۔ (باقی صفحہ ۵۳ پر دیکھو)

لاحول ولا قوة الا بالله

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ

مرزائیو! اس فصل کو پھر پڑھو۔ اور آئینہ کمالات اسلام کی ص۲۱ والی عبارت سے مقابلہ کرکے عقل سلیم اور نور ایمان سے فتوے طلب کرو۔ کہ اگر یہ الہامات وکشوف شیطانی نہیں ہیں۔ تو پھر شیطانی الہام اور کشف کیسے ہوتے ہیں؟ خدا آپ کو ہدایت نصیب کرے۔ آمین۔

بقایا نوٹ صفحہ ۵۲ ملاحظہ ہو

کہ وہ چادریں کس کارخانہ میں بنی ہونگی؟ رنگ کہاں سے رنگا گیا ہوگا؟ وغیرہ وغیرہ۔ مگر اُن کے اس کشف نے ثابت کردیا۔ کہ اللہ میاں کے یہاں کوئی بساطی کی دوکان بھی ہے۔ جہاں سے کاغذ قلم۔ دوات۔ سیاہی سرخی وغیرہ مہیا کی جاتی ہے۔ جو مرزائی اپنے پیر کی تقلید میں مسلمانوں پر اعتراض کرتے ہیں۔ انہیں واضح رہے۔ کہ جہاں سے مرزا صاحب سرخ روشنائی اور قلم دوات دستخط کرانے کو لے گئے تھے۔ وہیں سے ان چادروں کے لئے رنگ بھی مل جائے گا۔ انہیں ناحق فکر ہے۔

—:—

پانچویں فصل

دس اختلاف بیانیاں

وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا

یعنے یہ کلام اگر اللہ کے سوائے ورکسی کیطرف سے ہوتا۔ تو ضرور اسمیں بہت سے اختلاف پائے جاتے (قرآن شریف)

ہے مرد سخن ساز بھی دنیا میں عجب چیز ✽ پاؤگے کسی فن میں کہیں بند نہ اُسکو

موجود سخن گو ہیں جہاں وہاں ہیں طبیب آپ ✽ اور جاتے ہیں بن آپ طبیبوں میں سخنگو

دونوں میں سے کوئی نہو تو آپ ہیں سب کچھ ✽ پر ہیچ ہیں جسوقت کہ موجود ہوں دو

آیہ وافی ہدایہ مندرجہ عنوان میں اللہ تعالےٰ نے سچے اور جھوٹے مدعیان الہام کی شناخت کا ایک عظیم الشان معیار بتایا ہے۔ اور ارشاد فرمایا ہے۔ کہ اگر کوئی شخص مدعی الہام ہو۔ اور اپنے کام اور اپنے کلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیان کرتا ہو۔ مگر دراصل وہ جھوٹا ہو۔ تو ضروری ہے۔ کہ اس کے اقوال میں بہت کچھ اختلاف پائے جائیں گے۔ چنانچہ اس تیرہ سو برس کے عرصہ میں ایسے بہت لوگ گذرے ہیں۔ جنہوں نے جھوٹے دعوے کئے۔ اور جھوٹے الہام سنائے۔ لیکن سنت الہی کے مطابق۔ بعض جلد اور بعض کچھ عارضی فروغ کے بعد انجام کار خائب وخاسر اس جہاں سے رخصت ہوئے۔ ایسے چند مدعیان کاذب کا حال فصل اول میں مذکور ہو چکا ہے۔

مرزا صاحب کی تصانیف کو دیکھو۔ اوران کے اقوال پر ایک سطحی نظر ڈالو۔ تو بظاہر

کسی قدر خوشنما اور خوش آئند معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے نور بصیرت سے بہرہ ور فرمایا ہے۔ انہوں نے اس مصنوعی سونے کو حق کی کسوٹی پر رکھکر صدق وکذب میں فرق دکھلا دیا جس سے وہ نہ صرف خود ہی اس فتنہ سے بچے۔ بلکہ خلق اللہ کو ہدائیت کا راستہ دکھاکر عند اللہ ماجور و عند الناس مشکور ہوئے (جزاھم اللہ احسن الجزاء)

مرزا صاحب کی تصانیف و تالیفات کا ایک خاص پہلو یہ ہے۔ کہ وہ ہمیشہ وقت اور موقعہ کی مناسبت دیکھکر لکھتے اور کہتے رہے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ ان کے کلام میں بہت اختلافات پائے جاتے ہیں۔ اور اختلافات بھی معمولی نہیں۔ بلکہ اصولی۔ اس سخن آرائی کی بدولت مرزا صاحب کی حالت اس ضرب المثل کی مصداق ہی۔ کہ:۔

"پیش ملاّ طبیب۔ و پیش طبیب ملاّ۔ و پیش ہر دو ہیچ۔ و پیش ہیچ ہر دو"

(جس کا اردو ترجمہ عنوان میں تحریر ہو چکا ہے)

پس جب ان کی حالت یہ ہے۔ اور قرآنی کسوٹی ہمارے ہاتھ میں ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ مرزا صاحب کی تعلیم کو بھی دوسرے کاذب مدعیان الہام و رسالت کی طرح کذب نہ کہا جائے اس بارہ میں مرزا صاحب کے ساتھ اگر حسب قول ان کے حسن ظن وغیرہ کی بناء پر کوئی نرمی کا سلوک کیا جا سکتا ہے تو پھر گذشتہ کذابوں کو کیوں اس حسن ظن سے محروم رکھا جائے

بہرحال اسکا فیصلہ ہم ناظرین پر چھوڑتے ہیں۔ اور مرزا صاحب کی تصانیف و الہامات کے بے شمار اختلافات میں سے کتاب ہذا کی مناسبت کے لحاظ سے صرف دس اختلاف بیانیاں یہاں درج کرتے ہیں۔ اور مرزائی صاحبان کو **چیلنج** دیتے ہیں۔ کہ وہ ان اختلافات میں تطبیق کر کے دکھلا دیں۔ اور اگر ایسا نہ کر سکیں۔ تو نص قرآنی کو مدنظر رکھکر اور نور ایمان سے اس پر غور کر کے فیصلہ کریں۔ کہ ایسی حالت میں انہیں کیا کرنا چاہیئے۔

(۱) دعوائے محدثیت و نبوت کا نفی اثبات۔

(الف) مرزا صاحب سے سوال ہوا۔ کہ آپ نے فتح اسلام میں دعوائے نبوت کیا ہے

جواب دیا کہ نبوّت کا دعوے نہیں۔ بلکہ محدثیت کا دعوے ہے۔ جو خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے۔ (ازالہ اوہام صہ ۴۲۱)

(ب) توضیح مرام میں بھی جو الہامی کتاب ہے۔ اپنا محدث ہونا ہی درج کیا ہے۔

برخلاف اس کے

جب نبی بننے کی ضرورت پڑی۔ تو مذکورہ بالا تحریروں کو بھلا کر لکھتے ہیں۔ کہ:۔

(ج) "اگر خدا تعالےٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا۔ تو پھر تبلاؤ کہ کس نام سے اسکو پکارا جاوے۔ اگر کہو کہ اسکا نام محدث رکھنا چاہیئے تو میں کہتا ہوں۔ کہ تحدیث کے معنے لغت کی کسی کتاب میں اظہار غیب نہیں"۔ (اشتہار ایک غلطی کا ازالہ)

حوالہ الف میں محدثیت کا اقرار ہے۔ اور نبوت کا انکار مگر حوالہ ج میں نبوت کا دعوے ہے۔ اور محدثیت سے انکار۔ پس بقول خود نہ آپ محدث ہیں۔ نہ نبی۔

(۲) **متعلق کفر و اسلام محمّدیاں۔** عبارات ذیل قابل غور ہیں۔

(الف) یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے۔ کہ اپنے دعوے سے انکار کرنے والے کو کافر کہنا۔ ان نبیوں کی شان ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں لیکن صاحب شریعت کے سوائے جسقدر ملہم اور محدث ہیں۔ خواہ وہ کیسے ہی جناب الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں۔ اور خلعت مکالمہ الہیہ سے سرافراز ہوں ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا۔ (تریاق القلوب حاشیہ صہ ۱۳۰)

(ب) جو شخص ایک نبی علیہ السلام کا متبع ہے۔ اور اس کے فرمودہ اور کتاب اللہ پر ایمان لاتا ہے۔ اسکی آزمائش انبیاء کی آزمائش کی طرح کرنا ایک قسم کی ناسمجھی ہے کیونکہ انبیاء اسلئے آتے ہیں۔ کہ تا ایک دین سے دوسرے دین میں داخل کریں۔ اور ایک قبلہ سے دوسرا قبلہ مقرر کرائیں۔ بعض احکام کو منسوخ کریں۔ اور بعض نئے احکام لا دیں۔ لیکن اسجگہ تو ایسے انقلاب کا دعوے نہیں۔ وہی اسلام ہے۔ جو پہلے تھا۔ وہی نمازیں ہیں

جو پہلے تھیں۔ اس دین میں سے کوئی بات چھوڑنی نہیں پڑی جس سے اسقدر حیرانی ہو۔ مسیح موعود کا دعوے اس حالت میں گراں اور قابل احتیاط ہوتا۔ کہ جبکہ اس کے ساتھ نعوذ باللہ کوئی دین کے احکام کی کمی بیشی ہوتی۔ اور ہماری عملی حالت دوسرے مسلمانوں سے کچھ فرق[۱] رکھتی"۔ (آئینہ کمالات اسلام ص۳۳۹)

مذکورہ بالا رسموں کو دیکھو۔ جو ایک نئے دوکاندار کیلئے لازمی ہوتی ہیں۔ بعد میں جب ذرا دوکان جمی اور خریداروں کی تعداد بڑھی۔ پھر تو وہ گرم مزاجیاں ہوئیں جو دیکھنے کے قابل ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔ کہ :-

(ج) "جو شخص تیری پیروی نکرے گا۔ اور بیعت میں داخل نہو گا۔ اور تیرا مخالف رہیگا۔ وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے"۔ (الہام مندرجہ معیار الاخیار ص۸)

(د) خطاب بہ علمائے انجمن حمائیت اسلام لاہور" تم میرے منکر ہو۔ تمہاری دعائیں طاعون کے بارہ میں قبول نہ ہونگی۔ کیونکہ تمہارے حسب حال اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وما دعاء الکافرین الا فی ضلال (دافع البلا ص۱۱ مطبوعہ اپریل سنہ ۱۹۰۲ء)

(ھ) لعنۃ اللہ علی من تخلف عنا وابی"۔ خدا کی لعنت ہو اس پر جو ہمارا خلاف یا انکار کرے"۔ (خط بنام پیر مہر علیشاہ ۲۰ر جولائی سنہ ۱۹۰۶ء)

(و) قطع دابر القوم الذین لا یومنون۔ یعنے۔ جو قوم مرزا پر ایمان نہ لائے گی۔ اسکی جڑ بنیاد کاٹ دی جاویگی"۔ (الہام مندرجہ بدر ۱۹ر جنوری سنہ ۱۹۰۶ء)

(ز) مرزا کا الہام نص صریح ہے۔ اور نص صریح کا منکر کافر ہے۔ (الحکم ۲۴ر اکتوبر سنہ ۱۸۹۹ء) آج چودھویں صدی کے سر پر اللہ تعالیٰ کا رسول اسکی طرف سے خلقت کے لئے رحمت اور برکت ہے۔ ہاں جو اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کو نہ مانے گا وہ جہنم میں اوندھا گریگا۔ (حوالہ ایضاً)

۱؎ یہ فرق بھی آگے بیان ہونا ہے۔ جو آپنے خود ہی تجویز کیا۔

(ح) خدا نے میرے پر ایمان لانے کیواسطے تاکید کی ہے۔ میرا دشمن جہنمی ہے (انجام آتھم ص۶۲)

(ط) تم پر حرام اور قطعی حرام ہے۔ کہ کسی مکفر۔ مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو (اربعین ص۲۸ مطبوعہ دسمبر ۱۹۰۰ء)

(ی) بہرحال خدا نے مجھپر ظاہر کیا ہے۔ کہ ہر ایک شخص جسکو میری دعوت پہنچتی ہے۔ اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا۔ وہ مسلمان نہیں۔ اور خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہے۔ (مرزا صاحب کا خط مندرجہ الذکر الحکیم نمبر۴ ص۲۳)

(ک) اسم او اسم مبارک ابن مریم مے نہند   آن غلام احمد است و میرزائے قادیاں
گر کسے آرد شکے در شان او آں کافر است   جائے او باشد جہنم بے شک و ریب و گماں

(خلیفہ اول مولوی نور الدین۔ الحکم ۱۷ر اگست ۱۹۰۸ء)

(ل) مرزا صاحب مسیح موعود ہیں۔ ان کا منکر کافر ہے۔ (نیز) مرزا صاحب رسول ہیں۔ ان کا منکر کافر ہے۔" (تقریر مولوی نور الدین مقام لاہور احمدیہ بلڈنگس)

ناظرین! حوالہ جات الف و ب کو پھر پڑھیں۔ اور اس کے بعد ان دس الہامات و اقوال پر غور کریں۔ کیا یہ دونوں باتیں ایک ہی چشمہ سے نکلی ہیں؟ ہرگز نہیں! آخری دو حوالجات مرزا صاحب کی تعلیم کے نتائج کو ظاہر کرتے ہیں۔ جو ان کی امت نے اخذ کئے تھے۔ بلکہ مولوی نور الدین صاحب نے ایک جگہ تو بالکل یک رخہ فیصلہ کر دیا تھا۔ کہ:- "میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر اعلان کرتا ہوں۔ کہ میں مرزا صاحب کے تمام دعاوی کو دل سے مانتا اور یقین کرتا ہوں۔ اور ان کے معتقدات کو مدار نجات ماننا میرا ایمان ہے"
(بدر ۴۔ مئی ۱۹۱۲ء)

خلیفہ موجودہ مرزا محمود احمد صاحب خلف مرزا غلام احمد صاحب نے تو بمقتضائے پدر اگر نتواند پسر تمام کند۔ بالکل صاف لفظوں میں فیصلہ کر دیا۔ کہ مرزائیوں کے سوائے دنیا بھر کے سب مسلمان خواہ ان کو مرزا صاحب کی خبر ہوئی یا نہیں۔ سب کافر ہیں۔ (دیکھو

تشحیذ الاذہان اپریل سنہ ۱۹۱۱ء صفحہ ۱۳۹ و انوار خلافت صفحہ ۹)

گویا قرآن شریف اور توحید و رسالت کو جو ۱۳۰۰ برس سے مسلمانوں نے مدار نجات ٹھیرا رکھا ہے۔ اور وہ اسلام جسپر سواد اعظم کا عمل درآمد ہے۔ کوئی چیز نہیں تا وقتیکہ اس کے ساتھ مرزا اور اسکی ہفوات کو نہ مانا جاوے۔ بہرحال مرزا صاحب کے پہلے اور پچھلے اقوال میں زمین آسمان کا اختلاف ہے۔

(۳) **ختم نبوت** ۔ کے متعلق آپ کا پہلے جو عقیدہ تہا۔ وہ حوالہ جات ذیل سے ظاہر ہے

(۱) بعد ختم المرسلین میں کسی دوسرے مدعی رسالت و نبوت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی

(اشتہار ۲ اکتوبر سنہ ۱۸۹۰ء مقام دہلی)

(۲) "مجھے کب جائز ہے۔ کہ نبوت کا دعوے کرکے اسلام سے خارج ہوکر کافروں کی جماعت میں جاملوں" (حمامۃ البشریٰ عربی صفحہ ۷۹ مطبوعہ سنہ ۱۳۱۱ھ)

لیکن ۔ بعد میں نبی بننے کے لئے عجیب عجیب رنگ ظل۔ بروز۔ مظہر۔ مثیل وغیرہ کے اختیار کئے۔ اور بالآخر صاف لکھدیا۔ کہ :۔

"ہمارا مذہب تو یہ ہے۔ کہ جس دین میں نبوت کا سلسلہ نہو۔ وہ مردہ ہے۔ یہودیوں۔ عیسائیوں۔ ہندؤں کے دین کو جو ہم مردہ کہتے ہیں تو اسی لئے۔ کہ ان میں کوئی نبی نہیں ہوتا۔ اگر اسلام کا بھی یہی حال ہوتا تو پھر ہم بھی قصہ گو ٹھہرے۔ کس لئے اسکو دوسرے دینوں سے بڑہکر کہتے ہیں۔ ہم پر کئی سال سے وحی نازل ہورہی ہے۔ اور اللہ تعالے کے کئی نشان اس کے صدق کی گواہی دے چکے ہیں۔ اسلئے **ہم نبی ہیں**۔ امر حق کے پہنچانے میں کسی قسم کا اخفاء نہ رکھنا چاہیئے۔ (بدر ۵ مارچ سنہ ۱۹۰۸ء)

(۴) **حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر** کے متعلق لکھتے ہیں۔ کہ :۔

(الف) اس بات کو عقل قبول کرتی ہے۔ کہ انہوں نے (حواریوں نے) فقط ندامت کا

کلنک اپنے منہ پر سے اُتارنے کی غرض سے فرور یہ حیلہ بازی کی ہوگی۔ کہ رات کے وقت جیسا کہ ان پر الزام لگا تہا۔ یسوع کی نعش کو اسکی قبر میں سے نکال کر کسی دوسری قبر میں رکھدیا ہوگا اور پھر حسب مثل مشہور کہ : خواجہ کا گواہ ڈڈو۔ کہدیا ہوگا۔ کہ وہ جیسا تم درخواست کرتے تھے یسوع زندہ ہو گیا (ست بچن ۱۶۳) (بقول مرزا صاحب) یہ قبر یروشلم میں ہے۔ جہاں حضرت یسوع مسیح کو صلیب ہوئی۔

(ب) یہ تو سچ ہے۔ کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہوگیا لیکن یہ ہرگز سچ نہیں کہ وہی جسم جو دفن ہو چکا تہا۔ پھر زندہ ہو گیا۔ (ازالہ اوہام مطبوعہ بار دوم ۱۹۷)

(ج) ہاں بلاد شام میں حضرت عیسیٰ کی قبر کی پرستش ہوتی ہے۔ اور مقررہ تاریخوں پر ہزارہا عیسائی سال بہ سال اس قبر پر جمع ہوتے ہیں۔ ست بچن حاشیہ ۱۶۴ ط

(د) اور حضرت مسیح اپنے ملک سے نکل گئے۔ اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ کشمیر میں جا کر وفات پائی۔ اور اب تک کشمیر میں ان کی قبر موجود ہے (ست بچن حاشیہ ۱۶۴ ز)

اب ناظرین ہر چہار اقوال پر غور کر کے خود ہی نتیجہ نکال لیں۔ کہ مرزا صاحب کی کونسی بات کو سچ مانا جاوے۔ پہلے مسیح کی قبر یروشلم میں بتلاتے ہیں۔ پھر ان کے اپنے وطن گلیل میں۔ پھر بلاد شام میں۔ اور پھر ان تینوں مقامات کو چھوڑ کر سرینگر کشمیر میں۔

کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام چار جگہ مرے؟ اور چار مقامات پر مدفون ہوئے؟ یہ مختلف باتیں الہامی دماغ سے منسوب ہو سکتی ہیں۔ یا خلل دماغ سے؟

(۵) مدت صلیب حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔

(الف) ازالہ اوہام ۴۹ میں تین گھنٹہ لکھی ہے۔ مگر:۔

(ب) ازالہ اوہام ۳۴۲ میں دو گھنٹہ سے بہی کم۔ اور:۔

(ج) ازالہ اوہام ۳۸۱ پر چند منٹ ہی درج ہے۔

ایک ہی کتاب ہے۔ جسمیں یہ تین مختلف اوقات درج ہیں۔ اور کتاب بہی الہامی ہی

اور دعوے یہ ہے۔ کہ مرزا صاحب سلطان القلم تھے۔

(۶) نزول حضرت مسیح علیہ السّلام۔

(الف) هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ۔

"یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے۔ اور جس غلبہ دین کاملہ اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے۔ وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ ظہور میں آئیگا۔ اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے۔ تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق و اقطار میں پھیل جاویگا" (براہین احمدیہ صہ ۴۹۸)

(ب) مسیح کی وفات اس کے عدم نزول اور اپنے مسیح ہونے کے الہام کو میں نے دس سال تک ملتوی رکھا۔ بلکہ اسکو رد کر دیا۔ اور حکم واضح اور صریح کا منتظر رہا۔ (حمامۃ البشریٰ صہ ۶)

(ج) "میرا یہ دعوے نہیں کہ دمشق میں کوئی مثیل مسیح پیدا نہ ہوگا۔ ممکن ہے۔ کسی آئیندہ زمانہ میں خاص کر دمشق میں بھی کوئی مثیل مسیح پیدا ہو جائے۔ میں نے صرف مثیل ہونے کا دعوے کیا ہے۔ میرا یہ بھی دعوے نہیں کہ صرف مثیل ہونا میرے پر ختم ہو گیا۔ بلکہ ممکن ہے۔ کہ آئیندہ زمانوں میں میرے جیسے اور دس ہزار مثیل مسیح آجائیں۔ (ازالہ صہ ۱۹۹-۲۰۰)

(د) بالکل ممکن ہے۔ کہ کسی زمانہ میں کوئی ایسا مسیح بھی آجائے جس پر حدیثوں کے بعض ظاہری الفاظ صادق آسکیں۔ کیونکہ یہ عاجز اس دنیا میں حکومت و بادشاہت کے ساتھ نہیں آیا۔ درویشی اور غربت کے لباس میں آیا ہے۔ اور جبکہ یہ حال ہے۔ تو علماء کے لئے اشکال ہی کیا ہے۔ ممکن ہے۔ کسی وقت ان کی مراد بھی پوری ہو جاوے (ازالہ اوہام صہ ۲۰۰)

جب یہ بات ہے تو پھر اپنے نہ ماننے والوں پر جگہ جگہ بے فائدہ زہر کیوں اُگلا ہے (ملاحظہ ہو اسی فصل کا ۲ فقرہ ج تا ل)۔ اور مولوی نور الدین کا فتوے کہ جسطرح موسوی مسیح کا منکر کافر ہے اسی طرح محمدی مسیح کا منکر کافر ہے۔ اس سے تو سارا مرزائی گورکھ دھندا بگڑ جاتا ہے

(۷) ڈاکٹر عبدالحکیم خانصاحب نے ایک تفسیر لکھی تھی۔ جسکا نام تھا **تفسیر القرآن بالقرآن**۔ مرزا صاحب نے اس کی نسبت پہلے اپنی یہ رائے شائع کی۔ کہ:۔

"نہایت عمدہ ہے۔ شیریں بیان ہے۔ نکات قرآنی خوب بیان کئے ہیں۔ دل سے نکلی اور دلوں پر اثر کرنے والی ہے"[له]

لیکن جب ڈاکٹر صاحب نے مرزا صاحب کو جھوٹا سمجھکر سلسلہ ارادت توڑ دیا۔ تو اس تفسیر کی نسبت اخبار بدر مورخہ ۲ جون ۱۹۰۶ء میں لکھا۔ کہ:۔

"ڈاکٹر عبدالحکیم کا تقوےٰ صحیح ہوتا۔ تو وہ کبھی تفسیر لکھنے کا نام نہ لیتا۔ کیونکہ وہ اسکا اہل نہیں ہے۔ اسکی تفسیر میں ایک ذرہ روحانیت نہیں۔ اور نہ ظاہری علم کا کچھ حصہ ہے"

اس اخبار کے صفحہ ۳ پر لکھتے ہیں کہ:۔ "میں نے اُسکی تفسیر کو کبھی نہیں پڑھا"

اگر کبھی نہیں پڑھا۔ تو پہلی اور پچھلی رائے کسطرح قائم کر دی۔ غرض تینوں باتیں ایک دوسری کے خلاف ہیں۔

(۸) **حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق**۔ مرزا صاحب کی جو روش تھی وہ ان کے حسب ذیل متضاد اقوال سے ظاہر ہے۔

(الف) "اور میں یہ بھی دیکھتا ہوں۔ کہ ابن مریم آخری خلیفہ موسےٰ علیہ السلام کا ہے۔ اور میں آخری خلیفہ اس نبی کا ہوں۔ جو خیر الرسل ہے۔ اس لئے خدا نے چاہا۔ کہ مجھے اس سے کم نہ رکھے" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۰)

(ب) "اسجگہ کسی کو یہ وہم نہ گذرے۔ کہ اس تقریر میں اپنے نفس کو حضرت مسیح پر فضیلت دی ہے۔ کیونکہ یہ ایک جزئی فضیلت ہے۔ جو ایک غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے" (تریاق القلوب صفحہ ۱۵)

له یہ تعریفیں اسلئے کی گئیں تھیں۔ کہ پہلے اس تفسیر میں مرزا صاحب کا مسیح ہونا ہی ثابت کیا گیا تھا۔ بعد میں ڈاکٹر صاحب نے مرزا صاحب کا ذکر اسمیں سے نکال دیا۔ تو ہجو گوئی شروع کر دی۔

(ج) "خدا نے اس اُمّت میں سے مسیح موعود بھیجا۔ جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھکر ہے"۔ ریویو آف ریلیجز صفحہ ۲۵۷ جلد اول۔

پہلے حوالہ میں آپ حضرت مسیح علیہ السلام کے برابر بنتے ہیں۔ دوسرے میں اُن پر جزئی فضیلت کے مدعی ہیں۔ اور تیسرے میں ہر طرح سے افضل بن گئے ہیں۔ اور جب ان اختلافات کی وجہ دریافت کی گئی۔ تو لکھدیا۔ کہ :۔ میں نے یہ سب کچھ خدا کے حکم سے کہا ہے اسکی وجہ خدا سے ہی پوچھو۔ کہ کیوں اس نے مجھے مسیح پر فضیلت دیدی ..... الخ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۹ تا ۱۵۰

کیا اچھا جواب ہے۔! کلام متناقض آپ کریں۔ اور اس کا جوابدہ ہو خدا تعالےٰ !! خدا تعالےٰ نے تو فرمادیا ہے۔ کہ :۔ لو کان من عند غیر اللہ ..... الخ (آیت مندرجہ عنوان)

(۹) مرض طاعون کے متعلق جو پہلا اشتہار شائع ہوا۔ اسمیں طاعون کی وجہ عام بدکاری اور بے ایمانی ظاہر کیگئی۔ اور الہام بھی تبلایا گیا۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ۔ مگر :۔

بعد میں بار بار اسکو اپنی تکذیب کا نتیجہ ظاہر کیا۔ چنانچہ اسی مضمون کو مولوی قاسم علی مرزائی نے یوں نظم کیا ہے۔

زلزلہ آتش فشانی سیل اور طاعون کا
ہوگئے باعث غلام احمد کے جھٹلانے کے دن

(۱۰) دجال کے متعلق مرزا صاحب کی تحقیقات۔

(الف) علماء (مخالفین مرزا) دجال ہیں۔ (فتح الاسلام صفحہ ۱۴)

(ب) با اقبال قومیں دجال ہیں۔ (ازالہ صفحہ ۱۴۶)

(ج) پادری دجّال ہیں۔ (ازالہ صفحہ ۲۳)

(د) ابن صیاد دجّال تھا۔ (ازالہ صفحہ ۲۲۲)

چاروں اقوال جداگانہ ہیں۔ پھر اس انوکھی تحقیقات پر لکھتے ہیں۔ کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کاملہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونہ کے موبمو منکشف نہ ہوئی ہو تو کچھ تعجب کی بات نہیں؟

آپ پر موبمو جو انکشاف ہوا۔ وہ ان چار مختلف حوالوں سے ظاہر ہے۔ اس لغو انکشاف پر تین حرف جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاف و صریح ارشادات کے مقابل پیش کیا جاتا ہے۔

لطیفہ ۔ (مرزا صاحب کی روح سے سوال) کیوں جناب! دجال تو مسیح موعود کے زمانہ میں ہونا تھا جس کے لئے آپ نے بھی پادریوں اور با اقبال (یورپین) قوموں کو دجال بناکر خود مسیح بننا چاہا ہے۔ لیکن بقول آپ کے دجال تھا ابن صیاد تو پھر آپ مسیح کسطرح ہوئے۔ جبکہ آپ کا دجال ابن صیاد ۱۳۰۰ برس ہوئے گذر چکا۔

تِلْکَ عَشَرَۃٌ کَامِلَۃٌ

یہ نمونہ ہے مرزا صاحب کی مختلف تحریرات کا۔ کیا اللہ کے مرسل اور پیغمبروں کی زبان اور اقوال ایسے ہی متزلزل ہوتے تھے۔ کہ گنگا گئے تو گنگا رام اور جمنا گئے تو جمنا داس۔

مرزائی صاحبان اس اصول نص قرآنی مندرجہ عنوان فصل ہذا کو مد نظر رکھکر غور کریں۔ اگر اُن کے دل میں نور ایمان کا ایک ذرّہ بھی باقی ہے۔ تو وہ اپنے اسلام کو محفوظ کر سکتے ہیں ہاں! ڈھیٹھ کا کوئی علاج نہیں۔

چھٹی فصل

دس افتراء

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَلَمْ یُوْحَ اِلَیْہِ شَیْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ ط وَلَوْ تَرٰٓی اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ بَاسِطُوْٓا اَیْدِیْھِمْ ج اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَکُمْ اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْھُوْنِ بِمَا کُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰہِ غَیْرَ الْحَقِّ وَکُنْتُمْ عَنْ اٰیٰتِہٖ تَسْتَکْبِرُوْنَ ہ (سورہ انعام رکوع ۱۰)

(ترجمہ) اُس سے زیادہ ظالم کون ہو سکتا ہے۔ جسنے خدا پر جھوٹ باندھا۔ یا یہ کہا کہ مجھپر وحی آئی ہے۔ حالانکہ اسپر کوئی وحی نہیں آئی۔ یا کوئی (اپنے کمال کے غرہ پر) یہ کہے۔ کہ جیسی کتاب رسول پر اتری ہے۔ ہم بھی ایسی کتاب بنا سکتے ہیں۔ (اے مخاطب! ایسے لوگ اپنی زندگی میں جو چاہیں کہیں۔ مگر) ان ظالموں کا مرتے وقت کا حال اگر تو دیکھے۔ کہ موت کی ان پر کیسی سختی ہو گی۔ اور فرشتے انکی طرف ہاتھ بڑھا کر (تیزی سے) کہینگے۔ کہ اپنی جانوں کو نکالو۔ (اب تک تو تم نے من مانی باتیں کہیں اور کیں۔ مگر) آج وہ دن ہے۔ کہ تمہارے اعمال کی سزا میں تمہیں ذلت کا عذاب دیا جائیگا۔ تم خدا کی نشانیوں کو حقیر سمجھتے تھے۔ اور (اللہ اور اس کے رسول کے مقابلہ میں) اپنے آپ کو بڑا جانتے تھے"۔

اس آیت شریف میں تین قسم کے لوگوں کو بہت بڑا ظالم فرمایا گیا ہے۔ اوّل جو خدا پر افترا کرے۔ دوم جو وحی کا جھوٹا دعوے کرے۔ سوم۔ جو اپنے علم و فضل کے کمال پر غرور کر کے کلام الٰہی کے مثال بنانے کا مدعی ہو۔ آیت کے آخری حصہ میں ان لوگوں

کے انجام کا ذکر ہے۔

آیت اپنے معنی اور مطلب کے لحاظ سے بہت بڑے مضمون پر حاوی ہے۔ جس کا بیان کتب تفسیر میں دیکھنا چاہیئے۔ ہم نے اس آیت کی رُو سے بلحاظ عنوان فصل مرزائی تسلیم کا کچھ نمونہ دکہانا ہے۔

اس فصل میں مرزا صاحب کے مفتریانہ اقوال دکہائے جائیں گے۔ گویا یہ بتایا جائیگا کہ آیت میں جن تین قسم کے مفتریوں۔ ظالموں اور کاذبوں کا ذکر ہے۔ مرزا صاحب اپنے اقوال کی رو سے ان میں سے پہلی قسم میں آتے ہیں۔ لیکن اس سے پہلے یہ امر ظاہر کرنا بہی ضروری ہے۔ کہ مرزا صاحب نہ صرف یہ کہ مفتری علی اللہ ہیں۔ بلکہ وہ دوم اور سوم قسم کے ظالموں اور کاذبوں میں بہی داخل ہیں۔

مرزا صاحب کو قسم دوم میں داخل کرنے کے لئے اس کتاب کی تیسری اور آخری فصل دیکھ لینی کافی ہوگی۔ کتب آسمانی اس حقیقت پر متفق ہیں۔ کہ جو شخص ایسی باتیں اللہ کی طرف سے بیان کرے۔ جو غلط نکلیں اور پوری نہ اتریں۔ وہ جہوٹا اور مفتری ہے۔ عام طور پر عقلمند اور شائستہ لوگوں میں اس شخص کی سچی باتوں کو بہی فروغ نہیں ہو سکتا۔ جو جہوٹ بولنے کا عادی ہو۔ قانون مروجہ عدالتہائے موجود الوقت کی رُو سے بہی جس گواہ کے بیان میں کوئی بات غلط اور جہوٹ آجائے۔ اسکی گواہی مجروح۔ ناقابل ادخال شہادت۔ اور پایۂ اعتبار سے ساقط تصور ہوتی ہے۔

پس جب مرزا صاحب کے الہامات (دیکھو فصل ۳) خصوصًا وہ تحدی کی پیشگوئیاں جو اُن کے صدق و کذب کا معیار تھیں۔ (دیکھو فصل ۱۰) غلط نکلیں اور جہوٹی ثابت ہوئیں۔ تو وہ صاف طور پر قسم دوم میں آتے ہیں۔ کیونکہ وہ ان باتوں کو وحی و الہام کہتے تہے۔ جو دراصل انکے دلی وساوس تہے۔

تیسری قسم کے متعلق بہی مرزا صاحب کو دعوے تہا۔ جسے ذرا تفصیل سے لکہنے کی

ضرورت ہے۔ گو یہ مضمون عنوان فصل سے تعلق نہیں رکھتا۔ لیکن مضمون آئت کی تکمیل کے لحاظ
سے اس موقعہ پر درج کرنا ضروری خیال کیا گیا ہے۔
مرزا صاحب کے ایک معتقد مولوی عبدالمجید صاحب بی۔ اے حسین پوری۔ ٹرنسلیٹر
گورنمنٹ بنگال نے ۲۰ رجون سنہ ۱۹۱۲ء کو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
مرزا صاحب کی تعلیم کے متعلق ایک خط اپنے برادر خورد مولوی عبدالحمید صاحب بی۔ اے
ایل۔ ایل۔ بی کو لکھا تھا۔ جسے مولوی عبدالماجد صاحب مرزائی بھاگلپوری نے چھپوایا تھا۔ اس خط
میں وہ مرزا صاحب کی نسبت لکھتے ہیں۔ کہ:۔
قرآنی تحدی کے ساتھ کتاب لکھکر پیش کرتا ہے۔ کہ ہندوستان کے علماء سے اگر نہو سکے
تو عرب۔ شام۔ مصر۔ بیروت سے مددگار منگا کر جواب دو۔ کم سے کم ہمارے اس الہام کو غلط کرو
کہ کوئی جواب دینے کے لئے کھڑا نہو سکیگا۔ اُدھر سے وہی جواب دیرینہ دیا جاتا ہے۔ کہ کتاب
فصیح نہیں ہے۔ بلیغ نہیں ہے۔ صرفی نحوی غلطیاں ہیں۔ سب کچھ تو ہے۔ مگر کوئی فصیح بلیغ
سحبانِ وقت ان الہامات کو جھوٹا کرنے کے لئے آگے نہیں آتا ہے"۔
خود مرزا صاحب حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۷۹ میں تحریر کرتے ہیں۔ کہ رسالہ اعجاز المسیح جب فصیح بلیغ عربی
میں میں نے لکھا۔ تو خدا تعالیٰ سے الہام پاکر میں نے یہ اعلان شائع کیا۔ کہ اس رسالہ کی نظیر اس
فصاحت و بلاغت کے ساتھ کوئی مولوی پیش نہیں کر سکیگا۔ تب ایک شخص پیر مہر علی نام
ساکن گولڑہ نے یہ لاف و گزاف مشہور کی۔ کہ گویا وہ ایسا ہی رسالہ لکھکر دکھلائیگا۔ اسوقت خدا
کی طرف سے مجھے یہ الہام ہوا۔ منعہ مانع من السماء یعنے ایک مانع نے آسمان سے
اسکو نظیر پیش کرنے سے منع کر دیا۔ تب وہ ایسا ساکت اور لاجواب ہو گیا"۔
اس کے مقابلہ میں مرزائی آرگن اخبار الحکم ۱۷ر جنوری سنہ ۱۹۰۲ء میں لکھا ہے۔ کہ:۔
"ناظرین کو اسکی حالت اور کوائف پر پوری اطلاع پانے کے لئے یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اعجاز
المسیح حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عربی تصنیف ہے۔ جو ستر دن

کے اندر باوجودیکہ چار جز کا وعدہ تہا۔ ساڑہے بارہ جز پر شائع ہوگئی۔ اور ۲۳ فروری ۱۹۰۱ء [۵۱] کو پیر گولڑی کو بعینہ رجسٹری بہیجی گئی۔ اور بالمقابل پیر صاحب کی طرف سے ستر دن کے اندر چار جز اور ساڑہے بارہ [۵۲] جز تو کجا۔ ایک آدھ صفحہ بہی اعجازی عربی تفسیر کا شائع نہیں ہوا۔ اور اسطرح پر الہام منع مانع من السماء پورا ہوگیا۔ پیر گولڑی کی علمیت عربی دانی و قرآن دانی کا راز طشت از بام ہوگیا"۔

الحکم کی یہ تحریر حقیقۃ الوحی کی محولہ بالا تحریر سے بہت پہلے کی ہے۔ لیکن دونوں میں بہاری اختلاف ہے۔ اور من چہ مے سرایم و طنبورہ من چہ مے سراید کی مصداق ملاحظہ ہو۔

(الف) الحکم لکہتا ہے۔ کہ اس رسالہ کا مخاطب پیر گولڑی تہا۔

مرزا صاحب کہتے ہیں۔ کہ اللہ تعالی سے الہام پاکر پہلے شائع کردیا تہا۔ کہ کوئی مولوی اسکی نظیر پیش نہیں کرسکیگا۔ یہہ کوئی مولوی والی شرط کہاں سے حقیقۃ الوحی میں آگئی۔ کیا کوئی الہام۔ علمائے شام بیروت وغیرہ کو مخاطب کرنے کا موجود ہے؟ ہرگز نہیں۔

۵۱ ۲۳ فروری ۱۹۰۱ء کو تفسیر کی رجسٹری کرائی گئی۔ اور جیسا کہ آگے ذکر آتا ہے۔ ۲۵ فروری ۱۹۰۱ء کو اسکا جواب لکہنے کی میعاد ختم ہوگئی۔ تو جواب پیر صاحب کب دیتے؟ جواب کی میعاد پوری ہونے تک تو تفسیر ان کے ہاتھ میں پہنچی بہی نہیں تہی۔ اعجاز کا کچھ ٹہکانا ہے!!!

۵۲ اس تفسیر کو دیکھو تو معلوم ہوگا۔ کہ یہ مضمون معمولی طریق پر لکہنے سے غایت درجہ تین جز میں سما سکتا تہا۔ مگر بناوٹ کے لئے اسکو موٹے موٹے حروف میں بافشاں چہپوا کر ساڑہے بارہ جز بنایا گیا ہے۔ گہر کا روپیہ ہوتا۔ تو ایسا اسراف و تبذیر نہ کرتے۔ مگر یہاں تو مال مفت دل بے رحم والا معاملہ تہا۔

(ب) الحکم کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ فریقین میں پہلے سے یہ قرار پایا تھا۔ کہ ستر دن کے اندر چار چار جز کی تفسیر فریقین لکھیں

(ج) الحکم کی تحریر سے پایا جاتا ہے کہ تفسیر شائع ہونے سے پہلے ہی الہام منع مانع من السماء ہوچکا تہا۔ جو کتاب کی اشاعت کی تاریخ ۲۳ر فروری سنہ ۱۹۰۱ء کو پورا ہو گیا۔

حقیقۃ الوحی سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ تفسیر لکھنے کے بعد مرزا صاحب نے اعلان کیا۔ تب پیر گولڑی تفسیر لکھنے کے لئے کھڑے ہوئے۔

حقیقۃ الوحی کا بیان ہے۔ کہ جب پیر گولڑی نے تفسیر لکھنے کا ارادہ کیا۔ تب الہام منع مانع من السماء ہوا۔

یہ حالت تو مرزائی تحریرات کی ہے۔ اور ادہر قصہ یہ ہے۔ کہ نہ پیر صاحب گولڑی سے تفسیر لکھنے کا مقابلہ قرار پایا۔ نہ انہوں نے اسے منظور کیا۔ نہ کوئی میعاد ان کے ساتھ مقرر ہوئی۔ نہ انہوں نے کبھی اس تفسیر کا جواب لکھنے کا وعدہ کیا۔ نہ تفسیر لکھنے سے پہلے علمائے عرب و شام و بیروت و مصر تو کجا۔ علمائے ہند کو ہی خبر دی گئی۔ اور دعوے اعجاز کا ہے!

اصلیت اسکی یہ ہے۔ کہ مرزا صاحب نے پیر مہر علیشاہ صاحب کو لکھا تہا۔ کہ میرے دعوے کو تسلیم کرو۔ یا مجھ سے مناظرہ کر لو۔ اور خود ہی صورت مناظرہ یہ تجویز کی تہی۔ کہ لاہور میں ایک عام جلسہ کے اندر قرآن شریف کی منتخبہ ۴۰ آیات کی تفسیر مرزا صاحب اور پیر صاحب دونو کریں جسکا فیصلہ تین عالموں سے کرایا جائے۔ جو پہلے سے حکم مقرر کر دیئے جائیں گے جسکی تفسیر کو اچھا کہا جائے گا۔ وہی حق پر سمجھا جائیگا۔" پیر صاحب نے اس مناظرہ کو منظور کر لیا۔ اور ۲۵۔ اگست سنہ ۱۹۰۰ء تاریخ مقرر ہوئی۔ مرزا صاحب نے یہ بہی لکھا تہا۔ کہ اگر میں جلسہ میں نہ آیا۔ تو جھوٹا[1] اور ملعون ہوں۔" ۲۴ر اگست کو پیر صاحب لاہور پہنچ گئے۔ اور ۲۹۔ اگست تک وہاں رہے۔ مگر مرزا صاحب نے نہ آنا تہا۔ اور نہ آئے۔ آخر سب علماء نے جو اس مناظرہ کو دیکھنے کے لئے جمع ہو گئے تہے۔ متفق ہو کر قرار دیا۔ کہ اس قسم کے اشتہاروں سے مرزا کو سوائے اپنی شہرت

---

[1] بیشک !

اور علماء کو تنگ کرنے کے اور کچھ مقصود نہیں۔ اسلئے آئندہ کوئی ذی علم ان سے خطاب نہ کرے۔

(دیکھو روئداد جلسہ اسلامیہ لاہور)

اس شرمندگی اور بدنامی کو مٹانے کے لئے مرزا صاحب نے پیر صاحب کو لکھا۔ کہ سورۂ فاتحہ کی تفسیر چار جز ستر دن میں مَیں بھی لکھتا ہوں۔ تم بھی لکھو۔ مگر پیر صاحب بوجہ اقرار جلسہ مذکور مخاطب نہیں ہوئے۔ مرزا صاحب نے خود ہی تفسیر لکھکر ان کے پاس بھیجدی۔ اور لطف یہ کہ ۲۳۔ فروری سنہ ۱۹۰۱ء کو تفسیر پیر صاحب کے نام رجسٹری کرائی گئی۔ اور اسی دن ستر دن کی میعاد بھی ختم ہوگئی کتنی زبردست چالاکی ہے۔ جو خاص دوکانداروں کا خاصہ ہے۔

ایسا ہی ایک قصیدہ اعجازیہ مرزا صاحب نے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے مقابلہ میں لکھکر ۲۰ دن کے اندر اسکا مطبوعہ جواب مانگا۔ جو ۹۰ صفحہ کی کتاب نظم و نثر میں ہے چونکہ مرزا صاحب کو اعجاز کے باطل ہو جانے کا اندیشہ تھا۔ اسلئے ۲۰ یوم کی قید لگادی۔

قصیدہ مذکور کا مولیصاحب کے پاس پہنچنا۔ اور مولیصاحب کا اسکا جواب قلمبند کرنا اور پھر اسکو صاف کراکر مطبع میں بھیجنا۔ اور مطبع والے کا اس میعاد کے اندر اندر چھاپ کر مصنف کے پاس بھیجدینا۔ اور پھر مصنف کا اُسے بصیغہ رجسٹری مرزا صاحب کے نام روانہ کرنا۔ اور ڈاک والوں کا اسے مرزا صاحب کے ہاتھ میں پہنچانا۔ یہ سب مرحلے اس بیس دن میں ہی طے ہونے لازمی تھے۔ اب جاننے والے جانتے ہیں۔ کہ ان ساری باتوں کا اس تھوڑی سی میعاد میں پورا ہونا کسطرح ممکن تھا۔

اور پھر اگر یہ دور دراز اختیار کیا بھی جاتا۔ تو کیا مرزا اور مرزائیوں نے اپنی لن ترانیوں سے باز آجانا تھا۔ بس میعاد کے اندر جواب نہ ملا۔ تو اعجاز۔ اعجاز کا غل مچادیا۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کے پاس یہ قصیدہ پہنچا۔ تو انہوں نے مرزا صاحب کو لکھا۔ کہ قصیدہ کا فصیح و بلیغ ہونا تو بڑی بات ہے۔ اس کے اندر انواع و اقسام کی غلطیاں ہیں۔ آپ ان غلطیوں کو جو میں پیش کروں۔ پہلے صاف کردیں۔ پھر میں آپ کے زانو بزانو

بیٹھکر عربی نویسی کرونگا۔ (یعنے جواب دونگا) یہ کیا بات ہے۔ کہ آپ گھر سے سارا زور خرچ کرکے ایک مضمون اچھی خاصی مدت میں لکھیں۔ جسکا مخاطب کو علم نہیں۔ مگر مخاطب کو محدود وقت کا پابند کریں"۔ لیکن مرزا صاحب نے مولویصاحب کی اس تحریر کا کوئی جواب نہیں دیا۔

یہہ قصہ ہے۔ مرزا صاحب کی اعجازی تصانیف کا جنہیں قرآنی تحدی کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ اور اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ خداوند کریم نے جسطرح قرآن شریف کو بے مثل و بے نظیر بنایا ہے۔ ویسے ہی اعجاز المسیح اور قصیدہ اعجازیہ کو بھی بے مثل و بے نظیر ہونے کا مرتبہ بخشا ہے۔ اب غور طلب یہ بات ہے۔ کہ قرآن مجید تو افضل الرسل حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ اور ایسے وقت میں نازل ہوا۔ جبکہ بڑے بڑے فصحائے عرب عربی قصیدے لکھکر خانہ کعبہ پر چسپاں کیا کرتے تھے۔ مگر قرآن مجید کے نزول پر حالانکہ وہ صرف نثر میں ہی نازل ہوا تھا۔ ان تمام فصحا نے اپنے قصائد کو اس کلام پاک کے مقابلہ میں ہیچ اور ذلیل سمجھکر خانہ کعبہ سے علیحدہ کر لیا۔ اور اپنے آپ کو اس کلام ربانی کے روبرو عاجز مانا۔ مگر مرزا صاحب اپنی نبوت و رسالت ثابت کرنے کے زعم میں اپنی نظم و نثر کو بطور قرآنی تحدی کے پیش کرکے نہایت صاف طور سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی فضیلت ثابت کرنا چاہتے تھے۔ کیونکہ وہ کلام پاک صرف نثر تھا۔ اور مرزا صاحب کا کلام نظم و نثر دونو۔ دوسرے اپنے اس فعل سے مرزا صاحب نے قرآن مجید کے اعجاز کو بھی باطل ثابت کرنا چاہا تھا۔ کیونکہ یہ بات غیر مذاہب والوں کے لئے بڑے اعتراض کی ہے۔ کہ ۱۳۰۰ برس میں تو قرآن مجید کا مثل نہ ہو سکا۔ آج مسلمانوں میں سے ہی ایک شخص اپنے ہی کلام کو قرآنی تحدی کے طور پر پیش کرتا ہے۔ گویا قرآن مجید کا نظیر ممکن ہو گیا۔ کیونکہ جب مرزا صاحب نے اپنے کلام کو ویسا ہی سمجھا۔ اور اُسے قرآن شریف کی طرح بے نظیر بتایا۔ تو بالضرور کمال درجہ فصیح و بلیغ اور بے نظیر ہونے میں اپنے کلام کو ویسا ہی سمجھا۔ اسلئے قرآن شریف بے نظیر نہ رہا۔ ان کے اس دعوے سے روز روشن کیطرح ظاہر ہے کہ وہ اسلام کی تخریب کے درپے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ وعدہ فرما چکا ہے۔ کہ:۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ ۝

اس لئے اگر ایسے ایسے دس ہزار مرزا صاحب بھی پیدا ہوں۔ تو بھی اس کلام مقدس کو نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ لا یضرھم من خالفھم ارشاد نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے۔

شاید مرزائی صاحبان مرزا صاحب کی اس تحدی کو جائز اور درست سمجھتے ہوں۔ اسلئے انکی تشفی کیلئے خود مرزا صاحب کا ہی فتوے پیش کیا جاتا ہے چنانچہ لکھتے ہیں۔ کہ:۔

جسکو ذرا بھی عقل ہے۔ وہ خوب جانتا ہے۔ کہ جس چیز کو قوائے بشریہ نے بنایا ہے۔ اسکا بنانا بشری طاقت سے باہر نہیں ہے۔ ورنہ کوئی بشر اس کے بنانے پر قادر نہ ہو سکتا جب تم نے ایک کلام کو بشری کلام کہا۔ تو اس ضمن میں تم نے آپ ہی قبول کر لیا۔ کہ بشری طاقتیں اُس کلام کو بنا سکتی ہیں اور جس صورت میں بشری طاقتیں اسکو بنا سکتی ہیں۔ تو پھر وہ بےنظیر کیونکر ہوا۔ پس یہ خیال سراسر **سودائیوں[۱] اور مخبوط الحواسوں کا سا ہے**"

اس سے آگے ایسے خیال والوں کو "نادان[۲]۔ عقل و ایمان کی بیخکنی کرنے والا۔ غافل عقل کا اندھا۔ مگس طینت۔ ناقص الفہم۔ مغرور۔ کور باطن۔ منکر وغیرہ وغیرہ کلمات سے یاد کیا ہے۔ (دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۱۵۹ سے صفحہ ۱۹۵ تک)

نیز صفحہ ۳۹۵ بقیہ حاشیہ در حاشیہ ۳ میں یوں لکھتے ہیں۔

"پھر خدا[۳] نہ کرے۔ کہ کسی پڑھے لکھے آدمی کو ایسی عقل ہو"

اب میرزائی صاحبان کو اختیار ہے۔ کہ اپنے پیر کے فتوے کو رد کر دیں۔ یا انکی تصانیف کے اعجاز سے انکار کریں۔ ایک جگہ مرزا صاحب کا جھوٹ ضرور ماننا پڑیگا۔

باوجود اس کے کہ مرزا صاحب کی ہر دو تصانیف اس قابل نہ تھیں۔ کہ علمائے کرام اُدھر توجہ کرتے۔ تاہم بمقتضائے "در دروغگو را بخانہ باید رسانید" مولانا محمد عصمت اللہ صاحب نے سوپول ضلع بھاگلپور سے ۲۲ نومبر سنہ ۱۹۱۲ء کو خلیفہ اول یعنے حکیم نور الدین صاحب سے بذریعہ

---

[۱] [۲] [۳] ہمارا بھی اس پر صاد ہے۔

خط دریافت کیا۔ کہ اعجاز المسیح و قصیدہ اعجازیہ کے جواب دینے کی مدت ختم ہو گئی۔ یا ابھی باقی ہے۔ تو انکی جانب سے میر محمد صادق صاحب نے ۱۲ دسمبر سنہ ۱۹۱۲ء کو جواب دیا۔ کہ اعجاز احمدی کا جواب لکھنے کی میعاد ۱۰ دسمبر سنہ ۱۹۰۲ء تک تھی۔ اور اعجاز المسیح کی ۲۵ فروری سنہ ۱۹۰۱ء تک تھی۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ ان ہر دو اعجازی کتابوں کے جواب کی میعاد ۲۰ یوم اور ۷۰ یوم کے اندر ہی محدود وقتی اس کے بعد اعجاز باطل ہو گیا۔

اَب مرزا صاحب کے کلام سے اُن کی افترا پردازیوں کے چند نمونے محض دو امور کے متعلق دیئے جاتے ہیں۔ جب دو باتوں میں اتنے افتراء موجود ہیں۔ تو باقی کا قیاس بھی اسی نمونہ سے کر لینا چاہیئے۔ ع

قیاس کن زگلستانِ من بہارِ مرا

اوّل ۔ جب مرزا صاحب کو ان کے غلط الہامات اور جھوٹی پیشگوئیوں کی وجہ سے مفتری کہا گیا۔ تو آپ لکھتے ہیں۔ کہ:۔

(۱) "قرآن شریف کے نصوص قطعیہ سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسا مفتری دنیا میں دست بدست سزا پا لیتا ہے۔ خدائے قادر و غیور اسکو امن میں نہیں چھوڑتا۔ اُسکی غیرت اُسکو جلد ہلاک کرتی ہے" (انجام آتھم ص ۴۹)

(۲) "خدائے تعالیٰ پر افترا کرنے والا جلد مارا جاتا ہے"۔ (انجام آتھم ص ۵)

(۳) "ہم نہایت کامل تحقیقات سے کہتے ہیں کہ ایسا افترا کبھی کسی زمانہ میں چل نہیں سکا۔ اور خدا کی پاک کتاب صاف گواہی دیتی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ پر افترا کرنے والے جلد ہلاک کئے گئے ہیں"

(انجام آتھم حاشیہ ص ۶۳)

یہ ہر سہ اقوال بالکل غلط اور بے بنیاد ہیں۔ قرآن شریف میں کہیں ذکر نہیں۔ کہ مفتری جلد ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ خدا پر افترا کرنے والے بعض جلدی مارے گئے۔ بعض پہلے نہایت غریب تھے۔ مگر افتراء علی اللہ کرنے کے بعد بادشاہ بن گئے۔ اور عرصہ تک بادشاہت کے ساتھ اپنے افتراء کی بھی اشاعت

کرتے رہے۔ یہی حال سچے نبیوں کا ہوا ہے۔ کہ بعض کو دشمنوں نے جلد ہی شہید کر دیا۔ جیسے حضرت یحییٰ۔ حضرت زکریا علیہما السلام۔ اور بعض زیادہ عرصہ تک ہدایت پھیلاتے رہے۔ عبداللہ صاحب افریقہ۔ ابن تومرت۔ صالح بن طریف نے نبوت اور نزول وحی کے دعوے کئے۔ اور تینوں بادشاہ ہوئے اور عرصہ تک بادشاہت کرتے رہے۔ انکی اولاد اور امت میں بھی عرصہ دراز تک حکومت و سلطنت رہی۔ (مفصل دیکھو فصل اول کتاب ہذا)

اب یہ کہنا کہ قرآن شریف کے نصوص قطعیہ سے ثابت ہے۔ کہ ایسا مفتری جلد ہلاک ہو جاتا ہے۔ یہ ظاہر کرتا ہے۔ کہ قرآن شریف میں ایسی بے سروپا باتیں بھی ہیں۔ جو واقعات کی رُو سے غلط ہو سکتی ہیں۔ حالانکہ قرآن مجید کی کسی ایک آیت سے بھی ایسا ظاہر نہیں ہوتا۔ نصوص جمع کثرت ہے۔ عربی کے قاعدہ کے بموجب ایسی گیارہ آیتیں۔ یا گیارہ جملے اس کے ثبوت میں ہونے چاہئیں مگر قرآن مجید میں ایک جگہ بھی ایسی خلاف واقعہ بات نہیں ہے۔ کیونکہ یہ خدا کا کلام ہے۔ بلکہ قرآن شریف سے تو ایسے لوگوں کو مہلت دیئے جانیکا ثبوت ملتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔ [1]وَاُمْلِیْ لَهُمْ اِنَّ كَيْدِیْ مَتِيْنٌ ○ ان کذابوں اور مفتریوں کا ذکر نہایت معتبر کتب تاریخ کامل ابن اثیر اور تاریخ ابن خلدون وغیرہ میں درج ہے۔ جو مشہور کتابیں ہیں۔ ممکن نہیں کہ مرزا صاحب نے ان کو نہ دیکھا ہو۔ بلکہ وہ ایسی کتابوں کے دیکھنے کا اقرار کر چکے ہیں۔ (دیکھو شروع فصل اول کتاب ہذا) پھر یہ کہنا۔ کہ ہم نہایت کامل تحقیقات سے کہتے ہیں۔ کہ مفتری فوراً سزا پاتا ہے۔ کیا صریح جھوٹ نہیں۔ اور اس جھوٹ کو قرآن شریف کے حوالہ سے بیان کرنا صاف طور پر افتراء علی اللہ نہیں تو اور کیا ہے؟

تین افترا تو یہ ہوئے۔

دوم۔ محمدی بیگم کے نکاح کے متعلق مرزا صاحب نے بڑے پرزور صاف و صریح دعوے کئے تھے۔ ان دعووں کی بنیاد متعدد الہامات پر رکھی تھی۔ مگر مرزا صاحب اس حسرت

---

[1] ہم ان کو ڈھیل دیتے ہیں۔ لیکن (اس مہلت کے بعد) ہماری گرفت بہت سخت ہے۔

کو دل میں ہی لیکر اس دنیا سے چلدیئے۔ اور محمدی بیگم بفضلہٖ تعالیٰ اپنے خاوند کے گھر میں اب تک موجود ہے۔ اس پیشگوئی کے متعلق چند افترا علی اللہ یہاں نقل کئے جاتے ہیں۔

(۴) "اس خدائے قادر و حکیم مطلق نے مجھے فرمایا۔ کہ اس شخص (احمد بیگ) کی دختر کلاں کے نکاح کے لئے سلسلہ جنبانی کر۔" (اشتہار ۱۰ر جولائی ۱۸۸۸ء)

چونکہ نکاح نہیں ہوا۔ اسلئے معلوم ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مرزا صاحب سے ایسا نہیں کہا تھا۔ اگر کہا ہوتا۔ تو پورا ہی کرتا۔ لہٰذا یہ افترا ہے۔

(۵) ان دنوں جو زیادہ تصریح کیلئے بار بار توجہ کیگئی۔ تو معلوم ہوا۔ کہ خدا تعالیٰ نے مقرر کر رکھا ہے۔ کہ وہ مکتوب الیہ کی دختر کلاں کو جسکی نسبت درخواست کی گئی تھی۔ ہر ایک مانع دور کرنیکے **بعد انجام کار اس عاجز کے نکاح میں لاویگا**۔" (اشتہار مذکور)

یہ الہام بھی افترا علی اللہ ثابت ہوا۔ خدا نے ہرگز ایسا مقرر نہیں کیا تھا۔ بلکہ یہ مرزا صاحب کی خواہش نفسانی کے اثرات تھے۔

(۶) **بلکہ** اصل امر برحال خود قایم است و ہیچکس باحیلۂ خود اورا رد نتواں کرد۔ و ایں تقدیر از خدائے بزرگ **تقدیر مبرم** است و عنقریب وقت آں خواہد آمد۔ پس قسم آں خدائیکہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم را برائے ما مبعوث فرمود۔ و اورا بہترین مخلوقات گردانید۔ کہ ایں حق است۔ و عنقریب خواہی دید۔ و من ایں را برائے **صدق خود یا کذب خود معیار مے گردانم**۔ و من نگفتم الا بعد ازانکہ از رب خود خبر دادہ شدہ

(انجام آتھم صفحہ ۲۲۳)

(ترجمہ بروئے شرح مرزا صاحب) اصل بات اپنے حال پر قائم ہے۔ (یعنی احمد بیگ کے داماد کا مرزا صاحب کے سامنے مرنا اور محمدی کا مرزا صاحب کے نکاح میں آنا) کوئی شخص کسی تدبیر سے اسے ہٹا نہیں سکتا۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ **تقدیر مبرم** ہے۔ جو بغیر پوری ہوئے ٹل ہی نہیں سکتی۔ اور اس کے پورا ہونے کا وقت عنقریب ہے۔ اس خدا کی قسم ہے

جس نے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارا ہی کیا - اور ساری مخلوقات سے انہیں بہتر بنایا جو میں کہہ رہا ہوں - وہ حق ہے - عنقریب تو اسے دیکھ لیگا - یعنے احمد بیگ کے داماد کے مرنے میں جو کچھ تاخیر ہوئی - وہ ایک وجہ سے ہوئی - مگر میرے سامنے اس کا مرجانا اسمیں شبہ نہیں ہے - عنقریب تو دیکھ لیگا - کہ وہ میرے سامنے مرگیا - اور میں اپنے سچے یا جھوٹے ہونے کی کسوٹی اسے ٹھیراتا ہوں - اگر وہ میرے سامنے مرگیا تو میں سچا ہوں - اور اگر ایسا نہ ہوا - اور میں اس کے سامنے مرگیا تو میں جھوٹا ہوں[لہ] - اور جس امر کی اطلاع اللہ تعالیٰ نے دی ہے - وہی میں نے کہا ہے - اس کے سوائے کچھ نہیں کہا؟

مندرجہ بالا عبارت کی کسی تشریح کی ضرورت نہیں - مرزا صاحب کی یہ ساری الہامی عبارت جسمیں اللہ تعالیٰ کی قسم ہی شامل ہے - بالکل غلط نکلی - پس یہ محض افترا و علی اللہ تھا - اور اسکی کچھ اصلیت نہ تھی - احمد بیگ کا داماد اب تک زندہ ہے - محض مرزا صاحب کا نفس اسکی موت چاہتا تھا - جو مرزا صاحب پر ہی وارد ہوئی -

(۷) كَذَّبُوا بِآيَاتِي وَكَانُوا بِهَا يَسْتَهْزِؤُنَ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَيَرُدُّهَا إِلَيْكَ أَمْرٌ مِنْ لَدُنَّا ـ إِنَّا كُنَّا فَاعِلِيْنَ ـ زَوَّجْنَاكَهَا ـ

ترجمہ :- انہوں نے میری نشانیوں کی تکذیب کی - اور ٹھٹھا کیا - سو خدا ان کو تیری طرف سے کفایت کریگا - اور اس عورت کو تیری طرف واپس لائیگا - یہ امر واپس لانا ہماری طرف سے ہے - اور ہم ہی اس کے کرنیوالے ہیں - واپسی کے بعد ہم نے نکاح کر دیا - (الہام ازا نجام آتھم صفحہ ۶۰-۶۱)

ان الہامات کی عبارت صاف ہے جسکا مطلب ایک ہی ہے - کہ محمدی بیگم کا نکاح ضرور مرزا صاحب سے ہوگا - بلکہ مرزا صاحب کا خدا کہتا ہے - کہ میں نے خود تیرا نکاح محمدی بیگم سے کر دیا -

---

[لہ] مرزائی صاحبان - دیکھتے ہو - کس صفائی سے معیار صدق کذب قائم ہوا تھا فرمائیے - کون مرگیا؟ اور کس کے سامنے اس بیان پر تو تصدیق بھی اللہ تعالیٰ کی ہے -

چونکہ مرزا صاحب سے نکاح نہیں ہوا۔ اسلئے یہ سب الہامات بھی افترا علے اللہ ثابت ہوئے
ہیں یہ امر دریافت طلب ہے۔ کہ یہ آسمانی نکاح محمدی بیگم کے نکاح (ہمراہ مرزا سلطان محمد بیگ)
سے پہلے ہوا تہا۔ یا بعد۔ اگر پہلے ہوا تھا۔ تو مرزا صاحب کی وہ زوجہ مکرمہ معظمہ جسکا نکاح خود رب العزت
نے پڑہایا۔ اور الہام میں صاف فرمادیا۔ کہ زَوَّجْنَا کَهَا۔ (یعنی ہم نے نکاح کرکے محمدی بیگم
کو تیری بیوی بنا دیا) وہ بیوی مرزا صاحب کی خدمت میں ایکدن بہی نہ آئی۔ تمام عمر دوسرا شخص
ہی بقول مولانا ثناء اللہ صاحب مرزا صاحب کی چہاتی پر مونگ دلتا رہا۔ یہ مرزا صاحب جیسے رسول
اور اسکی امت کے لئے بڑی شرم اور غیرت کا مقام ہے۔ اور اگر محمدی بیگم کے نکاح سے بعد یہ آسمانی
نکاح پڑہا گیا۔ تو کس شریعت و قانون کی رُو سے کسی کی منکوحہ بیوی سے نکاح جائز ہو سکتا ہے۔
کوئی مذہب بہی اسکی اجازت نہیں دیتا۔ پہر مرزا صاحب کا خدا ایک فعل عبث کا مرتکب ہوتا ہے
جس کے نتیجہ سے وہ لاعلم تہا۔ سچے خدا کے تو یہ افعال نہیں ہو سکتے۔ کہ اپنے رسول کو ساری عمر
ایک عورت کے نکاح کا منتظر رکہکر اخیر میں بے نیل مرام اسکا خاتمہ کردے۔ اور وہ رسول
یہ شعر پڑہتا ہوا دنیا سے بصد حسرت و یاس سدہارے۔ ؎

ہیں منتظر وصال وہ آغوش غیر میں
قدرت خدا کی درد کہیں اور دوا کہیں!

(۸) ازالہ اوہام صفحہ ۳۹۶ میں اس پیشگوئی (نکاح والی) کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ
جب یہ پیشگوئی معلوم ہوئی اور ابہی پوری نہیں ہوئی تہی۔ تو اسکے بعد اس عاجز کو ایک
سخت بیماری آئی۔ یہاں تک کہ قریب موت کے نوبت پہنچگئی۔ بلکہ موت کو سامنے دیکہکر وصیت
بہی کردیگئی۔ اسوقت گویا یہ پیشگوئی[۱] آنکہوں کے سامنے آگئی۔ اور معلوم ہوتا تہا۔ کہ اب آخری دم ہے
اور کل جنازہ نکلنے والا ہے۔ تب میں نے اس پیشگوئی کی نسبت خیال کیا۔ کہ شاید اس کے اور معنے
ہوں گے۔ جو میں سمجھ نہیں سکا۔ تب اسی حالت قریب الموت میں مجہے الہام ہوا۔

[۱] محمدی بیگم کے نکاح کی حسرت مرزا صاحب کا کوئی قصور نہیں۔ شخص اپنی مطلوبہ کا مرتے وقت اسیطرح خیال کیا کرتا ہے

اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۔ یعنے یہ بات تیرے رب کی طرف سے سچ ہے تو کیوں شک کرتا ہے۔[1]" سو اسوقت مجھپر یہ بھید کھلا۔ کہ کیوں خدا تعالےٰ نے اپنے رسول کریم کو قرآن کریم میں کہا۔ کہ تو شک مت کر۔ سو میں نے سمجھ لیا۔ کہ درحقیقت یہ آیت ایسے ہی نازک وقت سے خاص ہے۔ جیسے یہ وقت تنگی اور ناامیدی کا میرے پر ہے۔" الخ۔

اس واقعہ سے ثابت ہے۔ کہ مرزا صاحب کو اس نزع کے عالم میں بھی آیت قرآنی الہام ہو کر اس پیشگوئی کا یہی مطلب بتلایا گیا۔ جو مرزا صاحب پہلے بار بار لکھ چکے تھے۔ یعنے مرزا سلطان محمد بیگ کا مرنا اور اسکی بیوہ محمدی بیگم کا مرزا صاحب کے نکاح میں آنا۔

لیکن جب نکاح نہیں ہوا۔ تو یہ الہام بھی افتراء علی اللہ ثابت ہوا۔

(۹) اسی نکاح کے متعلق ضمیمہ انجام آتھم ص۵۲ میں لکھتے ہیں۔ کہ:۔

"براہین احمدیہ میں بھی اس وقت سے ۱۷ برس پہلے اس پیشگوئی کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے جو اسوقت میرے پر کھولا گیا۔ وہ الہام یہ ہے۔ یا آدم اسکن انت وزوجک الجنۃ یا مریم اسکن انت وزوجک الجنۃ۔ یا احمد اسکن انت وزوجک الجنۃ اسجگہ تین جگہ زوج کا لفظ آیا۔ اور تین نام اس عاجز کے رکھے گئے۔ پہلا نام آدم یہ وہ ابتدائی نام ہے جبکہ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے اس عاجز کو روحانی وجود بخشا۔ اسوقت پہلی زوجہ کا ذکر فرمایا پھر دوسری زوجہ کے وقت میں مریم نام رکھا۔ کیونکہ اسوقت مبارک اولاد دی گئی۔ جسکو حضرت مسیح[2] سے مشابہت ملی۔ تیسری زوجہ جسکا انتظار ہے۔ اسکے ساتھ احمد کا لفظ شامل کیا گیا۔ لفظ احمد اس بات کی طرف اشارہ ہے۔ کہ اسوقت حمد اور تعریف ہو گی۔ یہ ایک چھپی ہوئی پیشگوئی ہے۔ جسکا سر اسوقت اللہ تعالیٰ نے مجھپر کھول دیا۔"

---

[1] مرزائی جو اس پیشگوئی میں مرزا صاحب کی اجتہادی غلطی مانتے ہیں۔ وہ اس آیت قرآنی کے الہام پر غور کریں۔ کہ اس کے بعد کونسی کسر رہی۔ کیا اس الہام کی رو سے مرزا صاحب کا اجتہاد صحیح نہیں ٹھیرتا؟

[2] مثیل مسیح کا دعوے تو آپ نے خود کیا۔ یہاں اولاد کو مثیل مسیح بتاتے ہیں۔ یا للعجب!

دیکھیئے مرزا صاحب اپنے خیال خام اور خواہش نفس کو کن کن رنگ آمیزیوں اور عظمت وشوکت سے بیان کرتے ہیں۔ لیکن اصل حالت کیا ہے؟ پہلی بیوی جس کے ساتھ جنت میں رہنے کا الہام تہا۔ اُس سے تو آپنے قطع تعلق کر لیا۔ بلکہ اس کے بیٹوں مرزا سلطان احمد او فضل احمد کو بھی عاق کر دیا۔ کیونکہ یہ لوگ محمدی بیگم کے حصول میں مرزا صاحب کے ممد ومعاون نہ بنے۔ بلکہ سدِ راہ ہوگئے۔ (دیکھو اشتہار نصرت دین وقطع تعلق از اقارب مخالف دین)۔ جب یہ بیوی بقول مرزا صاحب بے دینی کی وجہ سے مطلقہ ہو چکی۔ تو الہام اول غلط ہوگیا۔ کیونکہ اب مرزا صاحب سے اسکی معیت نہیں ہو سکتی۔ اسکی بیدینی کی وجہ سے رسول نے اسکو مطلقہ ٹہیرا کر علیحدہ کر دیا تو جنت میں وہ مرزا صاحب کے ساتھ کسطرح رہ سکتی ہے۔

تیسری منتظرہ بیوی نے تو مرزا صاحب کو ایسا رسوا اور بدنام کیا۔ جسکی انتہا نہیں۔ دنیا کو معلوم ہے۔ کہ وہ اس بیوی کے ملنے سے محروم رہے۔ پس اس الہام ۳۱ کی غلطی میں بہی کیا شبہ رہ اور اسکی تشریح میں جو الہام کی عظمت بڑہانے کو لکہدیا تہا۔ کہ:۔

"یہ ایک چھپی ہوئی پیشگوئی ہے۔ جسکا بھید اسوقت خدا تعالیٰ نے مجھپر کھولدیا" - یہ بھی غلط اور افترا علے اللہ ثابت ہوا۔ گویا دو الہام اور ایک قول سراسر افترا علی اللہ ثابت ہوئے۔ اور بجائے حمد ہونے کے چاروں طرف سے وہ لے دے ہوئی۔ اور ہو رہی ہے۔ کہ الاماں - اس پیشگوئی کا بیان سننے سے بھی مرزائی صاحبان کی روح پر صدمہ[۵۱] ہوتا ہے۔ جب نکاح نہ ہوا تو آپ احمد بھی نہ ہوئے جسکا دعوے تہا۔

[۵۲] (۱۰) اس ایک ہی پیشگوئی کے متعلق اور بھی کئی جھوٹے الہام اور افترا علی اللہ ہیں

---

[۵۱] جیسا کہ ۲۵ بہادوں ۱۹۷۸ (مرزائی اشتہار میں بکرمی تاریخ ہی درج تہی) کو مقام پٹیالہ بھر جلسہ میں مولوی غلام رسول آف راجیکے اور مولوی ابراہیم بقاپوری مبلغین مرزائیت اور انکے حواریوں نے شور وغوغا کرکے ہمیں اس پیشگوئی کا بیان کرنے سے روکدیا۔ کیونکہ ڈہول کی پول کہلتی تہی۔ (مولف)

[۵۲] یہ خیال نہ کیا جاوے۔ کہ دس افتراؤں کی تعداد پوری نہیں ہوتی تہی۔ نمبر ۷ میں کئی الہام یکجا درج کردئے گئے ہیں اور بہت بہم چھوڑ دیئے ہیں۔ جو سب افترا علی اللہ ہیں۔ اور دیگر امور کے متعلق بھی بہت سے افترا بیان کئے جا سکتے ہیں۔

جنہیں مناسبت کتاب ہذا کے خیال سے نظرانداز کر کے ایک افترا علی الرسول (صلی اللہ علیہ وسلم)
ہی درج کیا جاتا ہے۔ چنانچہ مرزا صاحب ضمیمہ انجام آتھم صہ۵۳ میں لکھتے ہیں۔ کہ:۔
"۔اس پیشگوئی کی تصدیق کیلئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پہلے سے ایک پیشگوئی فرمائی ہے۔ کہ یَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُ لَہٗ یعنے وہ مسیح موعود بیوی کریگا۔ اور نیز وہ صاحب اولاد ہوگا"۔ اب ظاہر ہے۔ کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں۔ کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے۔ اولاد بھی ہوتی ہے۔ اسمیں کچھ خوبی نہیں۔ بلکہ تزوج سے مراد خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہوگا۔ اور اولاد سے مراد وہ خاص اولاد ہے۔ جسکی نسبت اس عاجز کی پیشگوئی موجود ہے گویا اسجگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سیاہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں۔ اور فرما رہے ہیں۔ کہ یہ باتیں ضرور پوری ہونگی"۔

جسطرح ساون کے مہینہ میں پیدا ہونے والے کو چاروںطرف سبزہ ہی سبزہ نظر آنے کی مثل مشہور ہے۔ مرزا صاحب بھی ایسے فنافی محمدی بیگم ہو گئے تھے۔ کہ ان کو ہر ایک طرف سے سوائے اس نکاح کے اور کچھہ دکھائی نہیں دیتا تھا۔ ؎

سیاہ پوش جو کعبہ کو قیس نے دیکھا
ہوا نہ ضبط وہ چلا اٹھا کہ آ لیلےٰ

اس حدیث میں سے بھی محمدی بیگم کی بشارت نکال ہی لی۔ اور الہامات متواترہ کیساتھ اس پیشگوئی کو حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مزید مصدق و مستند کردیا۔ لیکن الہامات کی طرح یہ بیان بھی غلط اور محض غلط ثابت ہوا۔ محمدی بیگم سے نکاح ہونا بھی جھوٹ نکلا۔ اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے استدلال بھی افترا علی الرسول ہے۔

مرزائی صاحبان بتلائیں۔ کہ کیا یہ مرزا صاحب کا عظیم الشان کذب اور افترا نہیں ہے؟ اگر کذب ہے۔ تو تسلیم کریں۔ کہ مرزا صاحب مسیح موعود نہ تھے۔ اور ان کا دعوےٰ غلط تھا۔ اور نیز وہ سیاہ دل بھی تھے۔

دوسرے۔ مرزا صاحب کے کلام سے ذات والا صفات حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر کیسا صریح الزام عائد ہوتا ہے۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیشگوئی فرمائی اور وہ جھوٹ نکلی۔ کیونکہ اگر مرزا صاحب کو مسیح مانا جاوے۔ تو دشمنان اسلام علانیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو جھوٹا کہہ سکتے ہیں۔ جسکا جماعت مرزائیہ کے پاس کوئی جواب نہیں۔ مگر افسوس ہے کہ یہ لوگ مرزا صاحب کو الزام سے بچانے کیلیئے حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی الزام لگانے سے نہیں چوکتے۔ ناظرین کتاب ہذا کی تقویت ایمان کے لئے اصل حدیث بیان کر کے اس سے مرزا صاحب کا کاذب ہونا بھی ظاہر کیا جاتا ہے۔ اصل حدیث یوں ہے۔

عن عبد اللہ ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ وسلم۔ ینزل عیسی ابن مریم الی الارض[1] فیتزوج ویولد لہ ویمکث خمسًا واربعین سنۃ ثم یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا وعیسی ابن مریم من قبر واحد بین ابوبکر وعمر۔

(رواہ ابن جوزی فی کتاب الوفاء)

ترجمہ:۔ روایت ہے۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا۔ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ اتریں گے عیسٰی بیٹے مریم کے زمین کی طرف پس نکاح کرینگے۔ اور پیدا کی جاویگی ان کے لیئے اولاد اور ٹھیرینگے زمین پر پنتالیس سال۔ پھر مرینگے۔ اور میرے مقبرہ میں دفن کیئے جائیں گے۔ پس اٹھونگا میں اور عیسٰی ایک مقبرہ میں سے درمیان ابوبکر و عمر کے"۔

حضرت عیسٰی علیہ السلام نے اپنی نبوت کے زمانہ میں کوئی سامان دنیوی نہیں کیا تھا۔ نہ نکاح کیا۔ اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ جب دوسری مرتبہ وہ دنیا میں آئینگے تو نکاح کریں گے۔ کیونکہ شریعت محمدیہ کے پیرو ہونگے۔ بعض لوگ جیسے کہ مرزا صاحب اور ان کے مرید معترض ہیں۔ کہ اتنا لمبا عرصہ گذر جانے پر وہ نہایت ضعیف العمر ہو جائیں گے۔ اس حدیث میں ان لوگوں کا بھی جواب آگیا ہے۔ کہ انحطاط اور تغیر حالت عالم دنیا کا خاصہ ہے حضرت عیسٰی علیہ السلام

[1] الی الارض کا لفظ صاف ظاہر کرتا ہے۔ کہ نزول من السماء ہوگا۔ منکرین حیات مسیح غور کریں!

دوسرے عالم میں ہیں۔ وہاں ان تغیرات کا کچھ پتہ نہیں۔ جو یہاں شب و روز دیکھے جاتے ہیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام جس حالت میں اٹھائے گئے تھے۔ اسی حالت میں نازل ہوں گے۔ یہ نہ سمجھو۔ کہ کبر سنی کی وجہ سے وہ بڈھے اور کمزور ہو گئے ہونگے۔ بلکہ نکاح کرینگے اور ان کے اولاد بھی ہوگی۔ یہ اشارہ ہے۔ یتزوج ویولد لہ میں۔

پھر ارشاد ہوا۔ کہ بعد فوت ہونے کے وہ میرے مقبرہ میں دفن ہونگے۔ اور قیامت کو ہم دو نو اسطرح اٹھیں گے۔ کہ ابوبکر و عمر ہمارے دائیں اور بائیں ہونگے۔

مرزا صاحب نے اس حدیث کا ایک ٹکڑہ بیان کر کے حدیث کی صداقت کو مان لیا ہے پھر مرزائی بتائیں۔ کہ حدیث کی باقی باتوں سے کیوں انکار ہے۔ اگر کہیں محمدی بیگم سے نکاح ہو جاتا۔ تو حدیث کی معلوم نہیں کیا کیا تاویلیں کیجاتیں۔ لیکن اب جبکہ مرزا صاحب کا یہ نکاح بھی نہ ہوا۔ اور مرزا صاحب کو قادیاں کی ہی مٹی نصیب ہوئی۔ مدینہ طیبہ تک جانا بھی نصیب نہ ہوا۔ تو اس حدیث کی رُو سے وہ دجّال کذّاب ثابت ہوئے۔

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ

مرزائی دوستو! مرزا صاحب کی افتراء پردازیوں کے انبار میں سے صرف دو باتوں کے متعلق یہ دس کھلے کھلے افتراء بیان کئے گئے ہیں۔ ان پر غور کرو۔ اور آیت مندرجہ عنوان فصل ہذا کی دوبارہ تلاوت کرو اور پھر سوچو۔ کہ مضمون آیت کی رُو سے مرزا صاحب کتنے بڑے ظالم ثابت ہوتے ہیں۔ اور ظالموں کی جو سزا اللہ تعالیٰ نے مقرر کی ہے۔ اس سے بھی تم بے خبر نہیں ہو۔ پھر ایسے ظالم کی معیت سے تم کیا نفع حاصل کر سکتے ہو؟

آیت کے آخری حصہ میں ظالموں کے حسرتناک انجام کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ مرزا صاحب بمقام لاہور سفر کی حالت میں بمقتضائے ع " مارا دیار غیر میں مجھکو وطن سے دور"

خلاف توقع اور دفعتاً نہایت حسرت و یاس کے عالم میں صرف ۱۱ گھنٹہ بیمار رہکر چل بسے۔ اور جو آسمانی بلائیں ہیضہ طاعون وغیرہ اپنے مخالفین کیلئے مطلب کیا کرتے تھے۔ اسمیں خود گرفتار ہو گئے۔ کیونکہ مرض ہیضہ انکی موت کا باعث ہوا کسی نے تاریخ وفات لکھی ہے۔ ؎

اُس کے بیماروں کا ہو گا کیا علاج ؛ کالرہ سے خود مسیحا مر گیا۔

۱۳۲۶ھ

ساتویں فصل

دس جھوٹ اور دھوکے

(۱) جھوٹ جو بولیگا وہ پچتائے گا
سچ بھی اسکا جھوٹ سمجھا جائیگا

(۲) دروغ اے برادر مگو زینہار
کہ کاذب بود خوار و بے اعتبار

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے جھوٹوں پر لعنت فرمائی ہے۔ چنانچہ۔ فرمایا۔ کہ:۔
لَعْنَتُ اللّٰہِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ۔ ہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جھوٹے کو منافق فرمایا ہے۔ اور منافقوں کی سزا قرآن شریف میں اسطرح بیان فرمائی گئی ہے۔ اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ۔ (منافق لوگ دوزخ کے سب سے نیچے کے طبقہ میں ہوں گے) یعنے جہاں عذاب سب سے زیادہ ہوگا۔

مرزا صاحب نے بھی جھوٹ کی بہت مذمت کی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔ کہ:۔
"جھوٹ بولنے سے بدتر دنیا میں اور کوئی برا کام نہیں۔ تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۲۶
لیکن جسطرح ہاتھی کے دانت کھانے کے اور ہوتے ہیں۔ دکھانے کے اور۔ مرزا صاحب کی تحریرات میں جھوٹ کی بہت ملاوٹ پائی جاتی ہے۔ اور اس کے علاوہ نہائیت بے باکی سے مرزا صاحب نے کتب آسمانی کے حوالجات دینے میں بھی کئی جگہ دھوکے دیئے ہیں۔ فصل ہذا میں اسکی کچھ مثالیں درج کی جاتی ہیں۔

(۱) اعجاز احمدی ص ۱ سطر ۱۰ میں مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ کہ اگر میری ان پیشگوئیوں کے پورا ہونے کے تمام گواہ اکھٹے کئے جاویں۔ تو میں خیال کرتا ہوں۔ کہ وہ ساٹھ لاکھ سے بھی زیادہ ہو

آپ کی پیشگوئیوں کا حال جو ہوا ہے۔ وہ فصل ہذا کتاب ہذا سے ظاہر ہے۔ اور صدق وکذب کے معیار اور تحدی کی تو ایک پیشگوئی بھی پوری نہیں ہوئی۔ اول تو یہی جھوٹ ہے کہ غلط پیشگوئیوں کو پورا ہونا کہتے ہیں۔ دوسرے یہ ساٹھ لاکھ کی گپ بھی قابل داد ہے خود اپنی کتاب نزول مسیح میں لکھتے ہیں۔ کہ میرے مریدوں کی تعداد ستر ہزار ہے۔ اب ظاہر ہے۔ کہ مرید ہی گواہ ہو سکتے ہیں۔ جب ساٹھ لاکھ مرید نہیں تو ساٹھ لاکھ گواہ کہاں سے ہو گئے۔ پھر یہ کراماتی جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے؟

(۲) شہادۃ القرآن کے صہ ۴۱ پر لکھتے ہیں۔ کہ:۔

"مثلاً بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے۔ کہ آسمان سے آواز آئیگی۔ کہ ہذا خلیفۃ المہدی۔ اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے۔ جو ایسی کتاب میں درج ہے۔ جو اصح الکتاب بعد کتاب اللہ ہے"

مرزا صاحب نے یہ بالکل جھوٹ لکھا ہے۔ کہ ہذا خلیفۃ المہدی۔ بخاری کی حدیث ہے کوئی مرزائی صاحب ہمت کر کے بخاری میں یہ دکھائیں۔ اور اپنے مرشد کے سر سے جھوٹ کا الزام اتار دیں۔ یہ فقرہ محض عوام کو دھوکہ دیکر گمراہ کرنے کے لئے لکھا گیا ہے۔ مرزائی صاحبان بھی اس موقعہ پر لعنۃ اللہ علی الکاذبین پڑھ لیں۔

(۳) اربعین ۳ صہ ۱ میں مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ کہ:۔

"مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری نے اپنی کتاب میں اور اسمٰعیل صاحب علی گڑھ والے نے میری نسبت قطعی حکم لگایا تھا۔ کہ اگر وہ کاذب ہے تو ہم سے پہلے مرے گا۔

یہ بھی محض جھوٹ ہے۔ ہر دو مولوی صاحبان کی تصانیف میں یہ بات کہیں درج نہیں ہے۔ کوئی مرزائی ثابت کرے!

(۴) حقیقۃ الوحی صہ ۲۹ میں لکھتے ہیں۔ کہ:۔

"یہ غیر معقول ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی آنیوالا ہے

کہ لوگ نماز کیلئے مساجد کیطرف دوڑینگے تو وہ کلیسا کی طرف بھاگیگا۔ اور جب لوگ قرآن شریف پڑھیں گے تو وہ انجیل کھول بیٹھے گا۔ اور جب عبادت کے وقت بیت اللہ کی طرف منہ کرینگے تو وہ بیت المقدس کی طرف متوجہ ہوگا۔ اور شراب پیے گا۔ اور سؤر کھائیگا۔ اور اسلام کے حلال و حرام کی کچھ پرواہ نہ کریگا"۔

اس عبارت میں چھ فقرے ہیں جو سب کے سب جھوٹے ہیں مسلمانوں کا عقیدہ ۱۳۰۰ برس سے یہ چلا آتا ہے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام مکرر نزول کے بعد شریعت محمدی پر عمل کریں گے پھر معلوم نہیں۔ کہ اس کے خلاف مرزا صاحب نے کس کتاب سے یہ فقرے نقل کردیئے۔ کیا کوئی مرزائی بتا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ پس یہ سب جھوٹ باتوں کا مجموعہ اور محض ہرزہ سرائی ہے۔ اور ایجاد بندہ اگرچہ گندہ کی مصداق!

(۵) مسٹر عبداللہ آتھم عیسائی کی موت کے متعلق ان الفاظ میں پیشگوئی تھی۔

(۱) جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے۔ اور سچے خدا کو چھوڑ رہا ہے۔ اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے۔ وہ انہی دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنے فی دن ایک مہینہ لیکر یعنے ۱۵ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جاویگا۔ اور اسکو سخت ذلت پہنچیگی۔ بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے"۔ جنگ مقدس ص۱۸۸

(۲) آتھم کی بابت پیشگوئی کے لفظ یہ تھے۔ کہ وہ ۱۵ مہینے میں ہلاک ہوگا"۔ حقیقۃ الوحی ص۱۸۵۔

ان دونو حوالوں کا مطلب یہ ہے۔ کہ آتھم ۱۵ ماہ کے اندر مر جائیگا۔ لیکن اس صاف صاف بیان کے برخلاف کشتی نوح کے ص۶ پر تحریر کرتے ہیں۔ کہ پیشگوئی میں یہ بیان تھا۔ کہ جو شخص اپنے عقیدے کی رو سے جھوٹا ہے۔ وہ پہلے مرے گا"۔

اب دیکھ لیجیئے کہاں ۱۵ ماہ کا تعین۔ اور کہاں جھوٹے کا سچے سے پہلے مرنا۔ یہ پچھلا فقرہ بالکل جھوٹ اسلئے تراشا گیا ہے۔ کہ آتھم میعاد مقررہ میں فوت نہیں ہوا تھا۔

(۶) جن دنوں مولوی عبد الکریم۔ مرزا صاحب کے فاروق ثانی مرض الموت میں مبتلا ہوئے انکی صحت کیلئے مرزا صاحب نے بیحد دعائیں کیں۔ جنکا حال الحکم ۳۰ اگست ۱۹۰۵ء۔ ۵ ستمبر ۱۰ ستمبر۔ ۲۴ ستمبر۔ ۳۰ ستمبر وغیرہ سے ظاہر ہے۔ ان دعاؤں میں مرزا صاحب کو دعا کی قبولیت اور انکی صحت کی بشارت بھی دو بار ملی۔ (مفصل دیکھو فصل ہشتم کتاب ہذا) و الحکم ۱۰ ستمبر ۱۹۰۵ء ص ۱۲ و ۲۴ ستمبر ۱۹۰۵ء جنمیں بشارات صحت درج ہیں۔ لیکن مولوی عبد الکریم ۱۱ اکتوبر ۱۹۰۵ء کو مرگئے۔ اور قبولیت دعا کی بشارات غلط ثابت ہوئیں۔

ان بشارات کے مقابلہ میں مرزا صاحب کا سفید جھوٹ ملاحظہ ہو۔ حقیقۃ الوحی کے ص ۳۲۶ میں لکھتے ہیں۔ کہ :۔

"ایک مخلص دوست یعنے مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم اس بیماری کاربنکل یعنے سرطان سے فوت ہو گئے تھے۔ ان کے لئے میں نے بہت دعا کی تھی۔ مگر ایک الہام بھی ان کے لئے تسلی بخش نہ تھا" اوپر بجائے ایک کے دو الہاموں کے حوالے درج کر دیئے گئے ہیں۔ ان کے مقابلہ میں حقیقۃ الوحی کا بیان کتنا صاف جھوٹ ہے !!!

(۷) جب نکاح والی پیشگوئی کے پورا ہونے سے مرزا صاحب مایوس ہو گئے۔ اور قلبی صدمہ کے علاوہ مرزا صاحب کو اعتراضوں کی بوچھاڑ اور خوف کا خیال ہوا۔ تو آپ نے آخری وقت کی تصنیف مسمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۳۲ و ۱۳۳ میں لکھتے ہیں۔ کہ نکاح کے لئے ایک شرط تھی۔ جب ان لوگوں نے شرط[ف] کو پورا کر دیا۔ تو نکاح فسخ ہو گیا۔ یا تاخیر میں پڑ گیا" آگے چلکر کہتے ہیں۔ کہ

[ف] اس شرط کی تفصیل اور مرزا صاحب اور ان کے پسماندگان کی توجیہ متعلق عدم نکاح کا مشرح اور مسکتا جواب فیصلہ آسمانی مصنفہ علامہ سید ابو احمد رحمانی مونگیری میں دیا گیا ہے۔ شایقین اس کتاب کے ہر سہ حصص کو ضرور ملاحظہ کریں۔ اور ہماری اس کتاب کی فصل ششم کے نمبر ۴ تا ۱۰ کو دیکھیں۔ کہ کیا انمیں کوئی شرط پائی جاتی ہے؟ شرط والا الہام پیشگوئی نکاح سے دو سال پہلے کا ہے۔ پھر اسکو شرط نکاح بتانا کسطرح جائز ہو سکتا ہے۔

کیا یونس علیہ السلام کی پیشگوئی نکاح پڑھنے سے کچھ کم تھی جسمیں بتایا گیا تھا۔ کہ آسمان پر یہ فیصلہ ہوچکا ہے۔ کہ ۴۰ دن تک اس قوم پر عذاب نازل ہوگا۔ مگر عذاب نازل نہ ہوا۔ حالانکہ اسمیں کسی شرط کی تصریح نہ تھی۔ پس وہ خدا جس نے ایسا ناطق فیصلہ منسوخ کر دیا۔ اسپر مشکل تھا۔ کہ اسطرح نکاح کو بھی منسوخ یا کسی وقت پر ٹال دے"۔

اس قول میں مرزا صاحب نے پیٹ بھر کر جھوٹ بولا ہے۔ بلکہ ایک نہیں کئی جھوٹ بولے ہیں۔ اسیطرح ضمیمہ انجام آتھم ص۳۲ سطر ۴ میں لکھدیا ہے۔ کہ میں نے حدیثوں اور آسمانی کتابوں کو آگے رکھ دیا۔ یعنی حضرت یونس کا قصہ حدیثوں اور آسمانی کتابوں سے نقل کیا ہے اب ذرا اس جھوٹ کی تفصیل ملاحظہ ہو۔

مرزا صاحب کے نکاح کی پیشگوئی اور حضرت یونس علیہ السلام کی پیشگوئی میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ مرزا صاحب کا یہ کہنا۔ کہ آسمان پر فیصلہ ہوچکا ہے۔ کہ حضرت یونس علیہ السلام کی قوم پر چالیس دن تک عذاب نازل ہوگا۔ محض غلط ہے۔ اس فیصلہ کا ذکر نہ قرآن شریف میں ہے۔ نہ کسی صحیح حدیث میں۔ نہ توریت و انجیل میں۔ پھر یہ قطعی فیصلہ مرزا صاحب کی زبان درازی اور دروغ گوئی نہیں تو اور کیا ہے؟ جب اس فیصلہ کا ذکر کسی آسمانی کتاب میں نہیں۔ اور کسی صحیح حدیث میں نہیں۔ تو اس کے جھوٹ ہونے میں کیا تردد ہو سکتا ہے۔ اگر کسی غیر معتبر روایت میں اس کا ذکر ہو بھی۔ تو اسے فیصلہ آسمانی نہیں کہا جا سکتا۔ یہ مرزا صاحب کا صریح فریب ہے۔ کہ اپنے جھوٹ پر پردہ ڈالنے کے لئے ایک بے اصل بات کو فیصلہ آسمانی سے موسوم کرتے ہیں۔ اور اپنی تصانیف میں بار بار اس کا ذکر کرتے ہیں۔ اور لکھتے ہیں۔ کہ میں نے حدیثوں اور آسمانی کتابوں کو آگے رکھدیا۔

اسی طرح سے مرزا صاحب کا یہ کہنا۔ کہ یونس علیہ السلام کی پیشگوئی میں کوئی شرط نہ تھی۔ صاف جھوٹ اور کذب ہے۔ اول تو قطعی طور سے اس پیشگوئی کا ثبوت نہیں جیسا کہ اوپر ذکر ہوا۔ پھر شرطی اور غیر شرطی کا کیا مذکور۔ اور اگر بعض روایتوں سے پیشگوئی

کا حال معلوم ہوتا ہے۔ تو شرطی ہونے کا ثبوت بھی وہیں سے ملتا ہے۔ چنانچہ وہ روایات حسب ذیل ہیں۔

(۱) شہزادہ ج ۲ ص ۳۶۵ میں درج ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام پر وحی کی۔ کہ اپنی قوم سے کہیں۔ کہ اگر تم ایمان نہ لاؤ گے تو تم پر عذاب آئیگا۔ حضرت یونس نے یہ پیغام الٰہی اپنی قوم کو پہنچادیا۔ اور ان کے انکار کے بعد ان کے پاس سے چلے گئے۔

(۲) روح المعانی جلد پنجم ص ۳۸۴ میں یوں ہے۔ کہ :۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام پر وحی کی۔ کہ اپنی قوم سے کہو۔ کہ اگر تم ایمان نہ لاؤ گے تو تم پر عذاب آئیگا۔ انہوں نے یہ پیغام پہنچا دیا۔ مگر یہ لوگ ایمان نہ لائے۔ پس حضرت یونس ان کے پاس سے چلے گئے۔ جب کفار نے انکو نہ دیکھا۔ تو اپنے انکار پر نادم ہوئے۔ اور حضرت یونس علیہ السلام کی تلاش میں نکلے۔ مگر وہ نہ ملے۔

(۳) ایسا ہی تفسیر کبیر میں ذکر ہے۔

اب ملاحظہ ہو۔ کہ تین کتابوں سے حضرت یونس علیہ السلام کی پیشگوئی میں شرط دکھلا دیگئی۔ تفسیر کبیر مرزا صاحب کے نزدیک ہی نہایت معتبر ہے۔ اور انجام آتھم وغیرہ میں اس کے حوالے دیئے ہیں۔ پھر کس طرح جھوٹ کہے جاتے ہیں۔ کہ پیشگوئی میں شرط نہیں تھی۔

باقی رہا یہ امر۔ کہ نکاح والی پیشگوئی اور حضرت یونس علیہ السلام کی پیشگوئی برابر ہے یہ بھی سراسر جھوٹ ہے۔ بوجوہات ذیل۔

(۱) نکاح والی پیشگوئی قطعی اور یقینی ہے۔ اور اسکی بناء متواتر الہامات پر رکھی گئی تھی۔ اور بعد میں بھی وقتاً فوقتاً الہام اسکی تائید میں ہوتے رہے۔ جیسا کہ فصل گذشتہ میں ذکر ہو چکا ہے۔ برخلاف اس کے حضرت یونس علیہ السلام کی پیشگوئی کا ثبوت نہ کسی الہامی کتاب سے ملتا ہے۔ نہ احادیث صحیح سے۔ اسکا ماخذ بعض ضعیف روایات ہیں

(۲) منکوحہ آسمانی کے واپس آنے کا الہام ان الفاظ میں تھا فسیکفیکھم اللہ

ویردھا الیک انا کنا فاعلین (اللہ ان مخالفوں کے لئے تیری طرف سے کافی ہوگا۔ اور اس عورت کو تیری طرف واپس لائیگا۔ اور ہم ایسا ہی کرینگے) مگر حضرت یونس علیہ السلام کو اسطرح نہیں کہا گیا۔

(۳) مرزا صاحب کو الہام ہوا تھا۔ الحق من ربک فلاتکن من الممترین۔ (یعنے اس عورت کا واپس ہوکر تیرے نکاح میں آنا حق ہے۔ تو اسمیں شک نہ کر) حضرت یونس علیہ السلام سے ایسا ارشاد نہیں ہوا۔

(۴) مرزا صاحب کے الہام میں ہے۔ لاتبدیل لکلمات اللہ۔ (یعنی خدا کی باتیں بدلا نہیں کرتیں) حضرت یونس علیہ السلام کو اس معاملہ میں اسطرح کہنا کسی ضعیف روایت میں بھی مذکور نہیں۔

(۵) مرزا صاحب کہتے ہیں۔ کہ بار بار کی توجہ سے یہ الہام ہوا۔ کہ خدا تعالےٰ ہر ایک مانع دور کرنے کے بعد اس لڑکی کو انجام کار اس عاجز کے نکاح میں لائیگا۔ مگر حضرت یونس علیہ السلام نے ایسا نہیں فرمایا۔ کہ یہ پیشگوئی ہر حالت میں ضرور ہی ظہور میں آئیگی۔

(۶) مرزا صاحب نے محمدی بیگم کے نکاح پر خدا کی قسم کہائی ہے۔ اور کوئی بھلا آدمی اسی بات پر قسم کہا سکتا ہے۔ جس کے وقوع کی اسے پیش از وقت خبر دیگئی ہو۔ اور اسے آسمان سے یقینی اطلاع مل چکی ہو۔ لیکن حضرت یونس علیہ السلام نے کوئی قسم نہیں کہائی۔ پس اس حلفیہ پیشگوئی کا پورا نہ ہونا مرزا صاحب کے کذب کی صریح دلیل ہے۔

ان حالات میں ان دونو پیشگوئیوں کو کسی صورت میں یکساں نہیں کہا جا سکتا۔ اور مرزا صاحب کا یہ کہنا۔ کہ یونس علیہ السلام کی پیشگوئی ایک آسمانی فیصلہ تہا۔ اور اسمیں شرط نہ تھی۔ اور میں نے آسمانی کتابوں اور حدیثوں کو آگے رکھدیا۔ یہ تو بالکل جھوٹ اور صریح کذب ہے۔

(۸) مرزا صاحب پادری اتھم اور نکاح آسمانی کی پیشگوئیوں کے پورا نہ ہونے پر

جب بہت دست باچہ اور زچ ہوئے۔ تو تحفہ گولڑویہ مطبوعہ ضیاءالاسلام پریس قادیان ص ۳۱
پر لکھتے ہیں۔ کہ:۔

" یہ پیشگوئیاں ایک دو نہیں۔ بلکہ اسی قسم کی سو سے زیادہ پیشگوئیاں ہیں۔ جو کتاب تریاق القلوب میں درج ہیں۔ پھر ان سب کا کچھ بھی ذکر نہ کرنا۔ اور بار بار احمد بیگ کے داماد یا آتھم کا ذکر کرنا کسقدر مخلوق کو دھوکا دینا ہے۔"

اللہ! اللہ!! یا تو ان ہر دو پیشگوئیوں کو عیسائیوں اور مسلمانوں کے لئے عظیم الشان نشان اور اپنے صدق و کذب کا معیار قرار دیتے تھے۔ (مفصل دیکھو فصل ۱۰ کتاب ہذا) یا اب متردد ہو کر اور برسوں منتظر رہکر اسقدر کمزوری دکھاتے ہیں۔ جو صریح دلیل کذب ہے حوالہ مذکور میں آگے چلکر لکھتے ہیں۔ کہ:۔

" اسکی مثال ایسی ہے۔ کہ مثلاً کوئی شریر النفس ان تین ہزار معجزات کا کبھی ذکر نہ کرے۔ جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ظہور میں آئے۔ اور حدیبیہ کی پیشگوئی کو بار بار ذکر کرے کہ وقت اندازکردہ پر پوری نہ ہوئی۔"

عبارت زیر خط۔ حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسا کھلا کھلا حملہ اور ناپاک الزام ہے۔ جو قادیانی نبی کاذب کے منہ سے ہی نکل سکتا ہے۔ ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی پیشگوئی بقید وقت نہیں فرمائی۔ جو اپنے وقت پر پوری نہ ہوئی ہو۔ چونکہ اس الزام دینے میں مرزا صاحب نے بڑی چالاکی اور بیباکی سے اپنے ایمان کا نمونہ دکھایا ہے اس لئے اصل قصہ ذرا وضاحت سے درج کیا جاتا ہے۔ تاکہ ناظرین حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا صدق اور مرزا صاحب کا کذب بخوبی دیکھ لیں۔

ذیقعدہ سنہ ۶ھ میں جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کا ارادہ فرمایا۔ اُسوقت مکہ مکرمہ ابھی کفار کے ہی زیر قبضہ تھا۔ لیکن کفار مکہ اپنے مذہبی خیال سے کسی حج اور عمرہ کرنے والے کو نہیں روکتے تھے۔ اور شوال۔ ذیقعدہ۔ ذی الحجہ اور رجب کے

مہینوں میں لڑائی کو منع جانتے تھے۔ آپ عمرہ کے لئے تشریف لے چلے۔ اور چودہ پندرہ سو صحابہ ساتھ ہوئے۔

حدیبیہ پہنچکر یا روانگی سے قبل آپ نے خواب دیکھا۔ کہ ہم مع تمام اصحاب کے بلاخوف و خطر مکہ معظمہ میں داخل ہوئے ہیں۔ اور ارکان حج ادا کئے ہیں۔ یہ ایک خواب ہے کوئی الہامی پیشگوئی نہیں نہ اسمیں کوئی وقت مقرر کیا گیا ہے۔ یہ خواب آپ نے صحابہ کرام سے بیان فرمایا۔ چونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سال عمرہ کا ارادہ فرما رہے تھے۔ اور انبیاء علیہم السلام کے خواب سچے ہوتے ہیں۔ اس لئے بعض اصحاب کو یقین ہوا۔ کہ ہم اسی سال حج کرینگے۔ یہ خیال نہیں رہا۔ کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سال کا تعین نہیں فرمایا۔ حدیبیہ میں کفار مانع آئے۔ مگر کچھ شرائط کے ساتھ اس پر صلح ہو گئی۔ کہ اس سال نہ جائیں۔ آئندہ سال عمرہ کریں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ سے واپسی کا ارادہ ظاہر فرمایا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خواب کا حوالہ دیکر عرض کیا۔ کہ آپ نے تو فرمایا تھا۔ ہم خانہ کعبہ میں جائینگے۔ اور طواف کریں گے اس پر حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ہاں ہم نے کہا تو تھا۔ مگر کیا یہ کہا تھا۔ کہ اسی سال ہم داخل ہونگے۔ حضرت عمر نے عرض کیا۔ کہ نہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ کہ خانہ کعبہ میں داخل ہو گے اور طواف کرو گے۔ یعنے ہمارے خواب کا ظہور کسی وقت ہوگا۔ (یہ روائت صحیح بخاری باب الشروط فی الجہاد میں ہے) خدا تعالےٰ نے آئندہ سال میں اس خواب کا ظہور دکھادیا۔ پھر ایک سال بعد فتح مکہ ہوئی۔ اور نہایت کامل طور سے اسکی صداقت کا ظہور ہوا۔ غرض دو سال کے اندر وہ خواب یا پیشگوئی کامل طور سے پوری ہو گئی۔

یہاں یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ سنہ ۶ھ میں حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کا ارادہ اس خواب کی بنا پر کیا تھا۔ یا صرف عمرہ کا شوق اور کفار مکہ کی حالت کا معلوم کرنا اس کا مقصود تھا۔ کامل تحقیق اس امر کی شہادت دیتی ہے۔ کہ عمرہ کرنے کا خیال اس سفر کا باعث ہوا تھا۔ کیونکہ کسی روائت سے ثابت نہیں ہوتا۔ کہ خواب کا دیکھنا موجب سفر ہوا

صحیح روائت تو یہی ہے۔ کہ حدیبیہ پہنچکر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ خواب دیکھا تھا۔ اس کی صحت بلحاظ راوی کے اور باعتبار ناقلین کے ہر طرح ثابت ہوتی ہے۔ اس کے راوی مجاہد ہیں۔ جو حضرت عبداللہ بن عباس رض کے شاگرد رشید اور نہائت ثقہ ہیں۔ اور اس روائت کو اکثر مفسرین اور محدثین نے نقل کیا ہے۔ تفسیر درمنثور میں اس روائت کو پانچ محدثین سے اسطرح نقل کیا گیا ہے۔ کہ:۔

عن مجاھد قال اری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو بالحدیبیۃ انہ یدخل مکۃ ھو واصحابہ امنین … الخ درمنثور جلد ۶ ص۸	مجاہد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ میں تشریف فرما تھے۔ کہ آپنے خواب دیکھا۔ کہ آپ اور آپکے اصحاب بے خوف وخطر مکہ معظمہ میں داخل ہوئے ہیں۔

علیٰ ھذا تفسیر جامع البیان طبری۔ فتح الباری۔ عمدۃ القاری۔ اور ارشاد الساری میں بھی اسی طرح ہے۔ کہ یہ خواب حدیبیہ میں دیکھا گیا۔

جس روائت میں مدینہ شریف میں اس خواب کا دیکھا جانا بیان کیا گیا ہے۔ وہ ضعیف ہے اور اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سفر اس خواب کی وجہ سے اختیار فرمایا۔

بہرحال اس بیان سے ظاہر ہے۔ کہ مرزا صاحب کا حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ الزام کہ حدیبیہ والی پیشگوئی وقت اندازکردہ پر پوری نہ ہوئی۔ محض غلط اور جھوٹ ہے اور بقول مرزا صاحب کوئی شریر النفس ہی ایسا کہہ سکتا ہے۔ اور یہ جھوٹ مرزا صاحب نے محض اپنی جھوٹی پیشگوئیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے تراشا ہے۔ آخیر میں قرآن شریف سے بھی اس خواب کی صداقت ظاہر کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ (الفتح ع ۴)

اب دیکھیے کہ اللہ تعالیٰ تو اپنے رسول کے خواب کو تاکید کے ساتھ سچا بیان فرمارہا ہے

اور مرزا صاحب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا خاطی اور غلط فہم (نعوذ باللہ منہا) قرار دے رہے ہیں۔ اس نص قرآنی کے مقابلہ میں خواب رسالت کی نسبت مرزا صاحب کا یہ کہنا۔ کہ حدیبیہ والی پیشگوئی وقت اندازکردہ پر پوری نہیں ہوئی۔ کسقدر جسارت اور بے ایمانی کی بات ہے۔!

(۹) مرزا صاحب نے اپنا جھوٹ پھیلانے کے لئے آسمانی کتابوں کو بھی خالی نہیں رکھا چنانچہ اس نمبر میں بائبل کے اور آئندہ نمبر میں قرآن کریم کے متعلق مرزا صاحب کے دو جھوٹ بیان کئے جاتے ہیں۔

رسالہ ضرورۃ الامام صفحہ نمبر ۱۷ پر لکھتے ہیں۔ کہ:۔

"بائبل میں لکھا ہے۔ کہ ایک مرتبہ ۴۰۰ نبی کو شیطانی الہام ہوا تھا۔ اور انہوں نے الہام کے ذریعے جو ایک سفید جن کا کرتب تھا۔ ایک بادشاہ کی فتح کی پیشگوئی کی۔ آخر وہ بادشاہ بڑی ذلت سے اس لڑائی میں مارا گیا۔ اور بڑی شکست ہوئی"۔

اس واقعہ کو نہ صرف ضرورۃ الامام میں۔ بلکہ ازالہ اوہام ص ۶۲۹ اور تقریر دلپذیر ص ۸ میں بھی اسی طرح لکھا ہے۔ اور اس سے یہ ثابت کرنا چاہا ہے۔ کہ انبیاء علیہم السلام کو بھی جھوٹے الہام ہوجاتے ہیں۔ معاذاللہ منہا۔ اگر نبیوں کو بھی شیطانی الہام ہوتے۔ اور ان کی پیشگوئیاں اسی طرح غلط نکلتیں۔ جیسا کہ مرزا صاحب کی پیشگوئیاں عموماً غلط نکلیں تو پھر نبیوں اور رمالوں اور پانڈوں میں کیا فرق رہا۔

لیکن ناظرین۔ مرزا صاحب کے اس بیان میں صداقت کا ایک ذرہ بھی نہیں۔ یہ محض دھوکا ہے۔ اور صرف یہ ایک واقعہ ہی مرزا صاحب کے کذب کی صریح دلیل ہے۔ اور اگر مرزائی خوف خدا کو مدنظر رکھکر اس پر غور کریں۔ تو فوراً ان سے الگ ہو جائیں۔ اور ان کی تعلیم کو خیرباد کہدیں۔

مرزا صاحب نے محض بائبل میں لکھا ہے۔ تحریر کردیا۔ ورنہ کوئی حوالہ نہیں دیا

اور جھوٹ لکھنے کے لئے انکی یہی عادت تھی۔ کہ قرآن میں یوں لکھا ہے۔ حدیث میں یوں آیا ہے۔ بائبل سے ایسا ظاہر ہوتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ لکھدیا کرتے تھے۔ ورنہ اصل واقعہ دیکھکر فوراً ان کا جھوٹ ظاہر ہو جاتا۔

اب بائبل میں اس واقعہ کو تلاش کیا جاوے تو کتاب سلاطین اول باب ۱۶ تا ۲۱ میں اسطرح سے لکھا ہے۔ کہ یہ ۴۰۰ شخص بعل بت کے پجاری تھے۔ جو اسوقت کی اصطلاح مروجہ کی رو سے بعل کے نبی کہلاتے تھے۔ بادشاہ وقت کو جو بعل پرست تھا۔ کسی دشمن سے مقابلہ پیش آیا۔ اس نے ان نبیوں سے دریافت کیا۔ تو انہوں نے پیشگوئی کردی۔ کہ تو اس دشمن پر فتحیاب ہوگا۔ ان کے مقابلہ میں ایک سچا نبی بھی اس زمانہ میں تھا۔ اس نے اللہ تعالیٰ سے خبر پاکر اس بادشاہ سے کہا۔ کہ تو شکست کھاکر مارا جائیگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جیسا کہ اس حقانی نبی نے کہا تھا۔ اور ان چار سو پجاریوں کا قول غلط نکلا۔ جسکو مرزا صاحب ۴۰۰ نبیوں کا الہام بتاتے ہیں۔ ہاں! اگر مرزا صاحب اپنی نبوت کا سلسلہ بھی ان ۴۰۰ نبیوں کے ساتھ ملاتے ہیں۔ تو ہم بھی اسکی تصدیق کرتے ہیں۔

(۱۰) ازالہ اوہام صفحہ ۲۶۵ میں مرزا صاحب نے اس امر پر بحث کی ہے۔ کہ جسم خاکی آسمان پر نہیں جا سکتا۔ اسکا ثبوت قرآن شریف کی آیت ذیل سے دیتے ہیں۔ أَوْ تَرْقَىٰ فِي السَّمَاءِ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّي هَلْ كُنتُ إِلَّا بَشَرًا رَّسُولًا ط

اسکا ترجمہ اسطرح کرتے ہیں۔ یعنے کفار کہتے ہیں۔ کہ تو آسمان پر چڑھکر ہمیں دکھلا۔ تب ہم ایمان لے آوینگے۔ انکو کہدے۔ کہ میرا خدا اس سے پاک ہے۔ کہ اس دار الابتلاء میں ایسے کھلے کھلے نشان دکھاوے اور میں بجز اس کے نہیں کہ ایک آدمی۔"

منشاء اور مطلب ان کا اس حوالہ سے یہ ہے۔ کہ جب اشرف الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم باوجود درخواست کفار آسمان پر نہیں جا سکے۔ تو دوسرا بھی کوئی نہیں جا سکتا۔ (لہذا مسیح علیہ السلام کا آسمان پر جانا غیر ممکن ہے)

ترجمہ میں جس عبارت پر خط کھینچا گیا ہے۔ وہ کسی قرآنی لفظوں کا ترجمہ نہیں۔ سوائے
اسکے کہ اسکو تفسیر بالرائے یا ایجاد بندہ کہا جائے۔ مگر ترجمہ میں تصرف کے علاوہ
مرزا صاحب نے یہاں ایک بڑا بھاری دھوکا دیا ہے۔ اور کلام الٰہی میں چوری کی ناپاک
کوشش کی ہے۔ کیونکہ قرآن کریم کی اصل آیت کا ایک جزو ہی حذف کر دیا۔ جو اس آیت
کی جان ہے۔ اصل آیت سورہ بنی اسرائیل کے دسویں رکوع میں اسطرح پر ہے۔

أَوْ تَرْقَىٰ فِي السَّمَاءِ ۖ وَلَن نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتَّىٰ تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتَابًا نَّقْرَؤُهُ ۗ قُلْ
سُبْحَانَ رَبِّي هَلْ كُنتُ إِلَّا بَشَرًا رَّسُولًا ۝ آیت کا وہ حصہ جس پر خط کھینچا گیا ہے
مرزا صاحب نے دانستہ چھپا لیا۔ اور اپنی کتاب میں درج نہیں کیا۔ اور اس سے سوائے
آیت کے معنے پلٹ دینے کے ان کا اور کوئی مطلب نہ تھا۔ مرزائی صاحبان غور کریں۔ کہ
یہودیوں اور عیسائیوں پر یُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَن مَّوَاضِعِهِ کا الزام کیوں لگایا گیا تھا۔ اور کیا
مرزا صاحب بھی انہی جیسے ملزم نہیں ہیں؟

مرزا صاحب کی اس چالاکی اور جرأت کی توضیح کے لئے اس قصہ کو ذرا تفصیل سے بیان
کیا جاتا ہے۔ اس آیت کو قَالُوا لَن نُّؤْمِنَ لَكَ حَتَّىٰ تَفْجُرَ لَنَا سے شروع کرو۔ اس سے
معلوم ہوگا۔ کہ کفار کن کن معجزوں کے طالب تھے۔ وہ کہتے تھے۔ کہ:-

"(اے محمد) ہم تجھپر ایمان نہ لائیں گے۔ جب تک تو ہمارے لئے زمین[1] سے ایک چشمہ
نہ بہا دے۔ یا تیرے واسطے ایک باغ[2] کھجور و انگور کا ہو۔ اور تو اسمیں نہریں چلا دیوے
یا جیسا کہ تو کہا کرتا ہے۔ ہم پر آسمان کو ٹکڑے ٹکڑے گرا دے۔ یا اللہ اور فرشتوں کو ضامن
بنا کر لے آ۔ یا تیرے لئے ایک سنہرا گھر ہو۔ یا تو آسمان[6] پر چڑھ جاوے۔ اور ہم تو تیرے محض
چڑھنے پر ہی ایمان نہ لاویں گے۔ جب تک تو ہمارے لئے ایک نوشتہ نہ اتار لاوے جسکو
ہم سب پڑھ لیں"

(اللہ تعالے نے اس کا جواب یوں دلایا۔ کہ اے محمد) تو کہدے سبحان اللہ!

ہیں تو خود ایک بشر اور رسول ہوں"۔ اس سے ظاہر ہے کہ کفار چھ قسم کے معجزے مانگتے تھے۔ ان میں سے نمبر ۱ و ۲ و ۵ تو ایسی باتیں ہیں۔ جو نبوت کی شان سے گری ہوئی ہیں۔ اور ان کو معجزے نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ یہ امور طاقت بشری سے باہر نہیں ہیں۔ اس لئے یہ درخواستیں تو یوں فضول ٹھیریں۔ اور درخواست ہائے نمبر ۳ و ۴ عادت اللہ کے برخلاف تھیں پس ان کی صرف ایک درخواست نمبر ۶ ایسی تھی جو منظور ہو سکتی تھی۔ یعنے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم آسمان پر جا چکے ہیں۔ اس لئے اس کے ساتھ ہی یہ شرط لگا دی۔ جس پر خط کھینچا گیا ہے۔ (اور یہی وہ شرط ہے جسے مرزا صاحب نے حذف کر دیا ہے اور اپنی کتاب میں درج نہیں کیا) یہ کیسی بے معنی درخواست تھی۔ کہ کفار پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اس امر کے طالب تھے۔ کہ ہم کو بھی صاحب کتاب رسول بنا دے۔ جو کسی حالت میں قابل منظوری نہ تھی۔ اسلئے جواب دلوا دیا گیا۔ کہ:-

(بیوقوفو!) میں تو خود ایک بشر اور رسول ہوں۔ (کیا مجھ میں خدائی طاقتیں بھی ہیں۔ جو تم کو بھی اپنے جیسا رسول بنا دوں)

مرزا صاحب نے آیت کا یہ حصہ چرا کر یہ ثابت کرنا چاہا تھا۔ کہ آسمان پر جانا حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی باوجود درخواست کفار ناممکن قرار دیا گیا جیسا کہ انہوں نے ترجمہ میں تصرف کیا ہے۔ لیکن جب اس شرط کو ساتھ ملا کر آیت کو پڑھا جاوے۔ تو جہاں کفار کی درخواست فضول ٹھہرتی ہے۔ وہاں مرزا صاحب کی چالاکی اور چوری کا حال بھی طشت از بام ہو جاتا ہے۔ اور ان کا اصل مطلب بھی فوت ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جمہور اسلام معراج جسمانی[۱] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قائل ہیں۔ مرزا صاحب اور مرزائی نہ مانیں۔ ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

۱ - نوٹ صفحہ ۹۷ پر ملاحظہ کریں۔

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ

ناظرین! اس فصل میں مرزا صاحب کے چھ عام جھوٹ اور
دو جھوٹ انبیاء کرام کی شان میں اور دو چالاکیاں کتب آسمانی کی نسبت بیان
کی گئی ہیں۔ جو مرزا صاحب کی تحریرات کا ایک نمونہ ہے۔ اگر
مرزائی صاحبان کے دل میں خدا کا خوف اور طبیعت منصف
رس اور سلیم ہے۔ تو غور کریں۔ کہ کیا کسی سچے
مسلمان سے ان حرکات و تحریرات
کا ہونا ممکن ہے؟
ہرگز نہیں!

لہ مرزا صاحب اور مرزائی معراج جسمانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قائل نہیں ہیں۔ بلکہ اسکو روحانی مانتے ہیں۔ اور اسمیں مرزا صاحب کو بھی شامل کرتے ہیں۔ خود مرزا صاحب کا قول ہے۔ کہ مجھے بارہا معراج روحانی ہو چکی ہے سر سید احمد خاں علیگڈھی اور بعض اشخاص بھی اسطرف گئے ہیں۔ کہ یہ معراج روحانی تھا۔ لیکن جیسا کہ جمہور علماء کا اتفاق ہے۔ معراج روح اور بدن دونو کے ساتھ تھا۔ دیکھو زاد المعاد ص ۳۰۱
اس عروج جسمانی کا انکار بعض لوگوں نے مروجہ خشک فلسفہ اور سائنس کے خیالات کی بنا پر کیا ہے چند سال پیشتر یہ لوگ حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہوائی تخت کے متعلق بھی ایسے ہی شبہات رکھتے تھے۔ لیکن موجودہ ہوائی جہاز و نے جو نہ صرف انسانوں کو بلکہ سینکڑوں من سامان جنگ کو ہزاروں میل اڑائے پھرتے ہیں۔ انکا یہ کفر توڑ دیا ہے اللہ تعالیٰ کی طاقت تو اتنی زبردست ہے۔ کہ اس نے لاکھوں اجرام سماوی کو جنکا وزن اندازہ سے باہر ہے۔ خلا میں تھام رکھا ہے۔ ایک چھوٹے سے جسم انسان کا آسمان پر لیجانا اس کے لئے کیا مشکل ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج کی سواری کا نام براق ہے۔ جو برق سے مشتق ہے۔ اس برق (الکٹری سٹی) کی طاقتوں کا کمال زمانہ دیکھ رہا ہے۔ افسوس اکثر یہ نام کے لکھے پڑھے لوگ اللہ تعالیٰ کو معمولی انجینئروں اور کاریگروں سے بھی عاجز خیال کرتے ہیں۔ نعوذ باللہ منہا
لیکن مرزا صاحب کا معراج جسمانی سے انکار خاص طور پر اس وجہ سے ہے۔ کہ وہ حضرت عیسیٰ علی نبینا و علیہ السلام کی آسمانی زندگی سے انکاری ہیں۔ اگر معراج جسمانی کو مان لیتے تو حیات و رفع حضرت مسیح علیہ السلام کا بھی انکو قائل ہونا پڑتا۔

آٹھویں فصل

مرزا صاحب کی دس مردود دعائیں اور انکا خود تجویز کردہ کفر

کبھی نصرت نہیں ملتی درِ مولا سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو
(مرزا صاحب)

دعائیں عجز اور اخلاص کی مقبول ہوتی ہیں
کبھی عزت نہیں ملتی وہاں پر خود پسندوں کو
(مؤلف)

مرزا صاحب نے بڑے زور شور سے متحدیانہ پیشگوئی کی تھی۔ کہ قادیان میں ہرگز طاعون نہ ہوگی۔ (دافع البلا ص۶۰۶) اور پھر پیشگوئی کی تھی۔ کہ میرے مرید طاعون سے محفوظ رہینگے۔ کشتی نوح ص۱ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے مرزا صاحب کی یہ دونوں شیخیاں بھی دوسری پیشگوئیوں کی طرح بالکل غلط اور جھوٹ ثابت ہوئیں[ل]۔ مرزا صاحب لے

ل۔ چنانچہ قادیان کی طاعون کے متعلق مرزا صاحب حقیقۃ الوحی ص۲۳۴ میں لکھتے ہیں۔ پھر طاعون کے دنوں میں جبکہ طاعون زور پر تھا میرا لڑکا شریف احمد بیمار ہو گیا۔ اور مرد ولی میں جب طاعون کا زور ہوا تو کہتے ہیں کہ۔ اسوقت تمام جماعت کو نصیحت کیجاتی ہے کہ اپنی جماعت کے اندر طاعون کے بیماروں کی اور شہید دل کے ساتھ پوری ہمدردی اور اخوت کا سلوک کرنا چاہیئے۔ الحکم ۱۰ مئی ۱۹۰۴ء اس کے بعد ۱۰ اپریل ۱۹۰۷ء کو مرزا صاحب نے اپنی جماعت کیلئے عام اشتہار دیا۔ کہ میرا مرید جو طاعون سے فوت ہو جائے اسکو اسی کے کپڑوں میں دفن کر دو۔ اور ایسی میت سے تو گز کے فاصلہ پر کھڑے ہو کر اسکا جنازہ پڑھو۔"

اصل پیشگوئیاں اور یہ نتائج پڑھ کر بے اختیار منہ سے نکلتا ہے ؎

حباب بحر کو دیکھو کہ کیسا سر اُٹھاتا ہے
تکبر وہ بری شے ہے کہ فوراً ٹوٹ جاتا ہے

اپنی سلطان القلمی کے گھمنڈ میں تمام علماء و سجادہ نشیناں و انجمن ہائے اسلامیہ کو مخاطب کیا۔ کہ وہ بھی پلیگ سے محفوظ رہنے کی دعا اور پیشگوئی کریں۔ اور محفوظ رہیں۔ لیکن تم ہرگز ایسا نہیں کر سکتے۔ چنانچہ انجمن حمایت اسلام لاہور کو ان الفاظ میں مخاطب کیا۔ کہ:۔

"تم میرے منکر ہو۔ تمہاری دعائیں طاعون کے بارہ میں قبول نہ ہونگی۔ کیونکہ تمہارے حسب حال اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وما دعاء الکافرین الا فی ضلال" (دافع البلاء ص۱۱ مطبوعہ اپریل سنہ ۱۹۰۲ء)

اس قول میں مرزا صاحب نے علمائے اسلام کو بوجہ انکار خود کافر قرار دیکر آئت قرآنی کا حوالہ دیا ہے۔ کہ کافروں کی دعائیں ہمیشہ نامقبول و مردود رہتی ہیں۔ بمقابلہ اس کے اپنی دعاؤں کی قبولیت کا مرزا صاحب کو بڑا بھاری دعوے تھا۔ اور نہ صرف دعوے۔ بلکہ اسکو اپنا معجزہ بتلایا کرتے تھے۔ چنانچہ ان کے اسبارہ میں الہام ہیں۔ کہ:۔

(۱) اجیب کل دعائک الا فی شرکائک۔ یعنے جو دعا تم اپنے شریکوں کے متعلق کرو۔ اس کے سوا تمہاری اور سب دعائیں منظور کیجائینگی۔ (الہام سنہ ۱۸۷۷ء مندرجہ حقیقۃ الوحی ص۲۲۳ و مندرجہ البشریٰ ص۲۴)

(۲) بحسن قبولی دعا بنگر۔ کہ چہ زود دعا قبول مے کنم۔ (الہام ۲۰ جنوری سنہ ۱۹۰۸ء مندرجہ البشریٰ ص۱۰۹)

(۳) ادعونی استجب لکم۔ مجھ سے مانگو میں تمہیں دونگا (الہام مندرجہ حقیقۃ الوحی ص۹۹)

ان ہرسہ الہامات سے واضح ہے۔ کہ مرزا صاحب الہامی اور اعجازی مستجاب الدعوات تھے (ازالہ اوہام ص۱۱۱ میں بھی اسکا کھلا کھلا دعوے ہے۔ گویا مرزا صاحب اور مرزائیوں کے نزدیک ان کا صاحب معجزہ استجابت دعا ہونا مسلمہ ہے ۵۲ اور مرزا صاحب کے ہی قول متعلق علماء و انجمن حمایت اسلام لاہور کی رو سے ان کا یہ بھی مسلمہ اصول بلکہ نص قرآنی ہے۔ کہ کافروں کی دعائیں نامقبول اور مردود رہتی ہیں۔

---

۵۱ اور آپ کی طرح ذلیل ہوں۔

۵۲ مرزائی آرگن ریویو آف ریلیجنز ماہ مئی سنہ ۱۹۰۷ء لکھتا ہے۔ کہ:۔ (بقیہ نوٹ صفحہ ۱۰۰ پر دیکھو)

پس اگر ہم یہ ثابت کردیں۔ کہ یہ ادعائے قبولیت دعا بھی مرزا صاحب کی ایک شوخانہ چالاکی اور بزادعوٹے ہی دعوٹے تہا۔ اور اس کے ثبوت میں مرزا صاحب کی نامقبول و مردود دعاؤں کی فہرست بھی پیش کردیں۔ تو جسطرح مرزا صاحب اپنے الہامات متذکرہ بالا کی رو سے اپنی امت میں الہامی مستجاب الدعوات مانے جاتے تہے۔ ہمارا بھی حق ہے۔ کہ ہم ان کو بروئے نص قرآنی و نیز مسلمات مرزا صاحب الہامی کافر کے نام سے موسوم کریں۔ اور یہ ہمارا قصور نہیں بلکہ (بمقتضائے ازماست کہ برماست) مرزا صاحب کا خود تراشیدہ اصول ہے

ذیل میں مرزا صاحب کی مردود دعاؤں کے نمونے ملاحظہ ہوں۔

(۱) مولوی عبدالکریم سیالکوٹی مرزائی مشن کے دست راست تہے۔ جو بمرض کاربنکل پہوڑا بیمار ہوئے۔ ان کے علاج کیلئے جیسا کہ چاہیئے تہا سخت کوشش کیگئی۔ اور علاج کے علاوہ دعائیں تو اتنی کی گئیں۔ کہ غالباً مرزا صاحب نے کسی دوسرے امر کیلئے نہیں کی ہونگی چنانچہ :-

(الف) اخبار الحکم ۳۰ر اگست ۱۹۰۵ء میں لکھا ہے۔ کہ مولوی عبدالکریم صاحب کی گردن کے نیچے پشت پر ایک پہوڑا ہے۔ جسکو چیرا دیا گیا ہے۔ (مرزا صاحب نے) فرمایا

(البلاغ نوٹ صفحہ ۹۹) * حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) دعا کی قبولیت کا ایک ایسا قطعی ثبوت پیش کرتے ہیں۔ جو آج دنیا بھر میں کسی مذہب کا کوئی ماننے والا پیش نہیں کرسکتا۔ اور وہ ثبوت یہ ہے۔ کہ وہ خدا تعالےٰ کے حضور میں دعا کرتے ہیں۔ اور اس دعا کا جواب پاتے ہیں۔ اور جو کچھ جواب میں ان کو بتایا جاتا ہے۔ اسکو قبل از وقت شائع کردیتے ہیں۔ پھر ان شائع شدہ امور کی بعد کے واقعات تائید کرتے ہیں۔ اور یہ تائید ایسی ہوتی ہے کہ جس پر کوئی انسانی کوشش اور منصوبہ نہیں پہنچ سکتا۔ اور ایسے ہی اعجازی اور فوق الطاقت طور پر وہ امر ظہور پذیر ہوتا ہے۔ وہ مدت سے اسبات کو شائع کررہے ہیں کہ ان کے منجانب اللہ ہونے کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے۔ کہ انکی دعائیں قبول کیجاتی ہیں *؀ ص ۱۹۲

استجابت دعا کے معجزہ پر کیسا پختہ ایمان اور دعوےٰ ہے۔ مگر فصل ہذا میں اس سب سے بڑے ثبوت کی ابہی طرح قلعی کہولی گئی ہے۔ (مؤلف)

کہ میں نے ان کے واسطے رات دعا کی تھی۔ رؤیا میں دیکھا۔ کہ مولوی نورالدین صاحب ایک کپڑا اوڑھے بیٹھے ہیں۔ اور رو رہے ہیں۔ (فرمایا) ہمارا تجربہ ہے۔ کہ خواب کے اندر رونا اچھا ہوتا ہے۔ اور میری رائے میں طبیب کا رونا مولویصاحب کی صحت[1] کی بشارت ہے۔"

(ب) الحکم ۵ ستمبر ۱۹۰۵ء میں مرزا صاحب مولوی عبدالکریم کی بیماری کو نہایت خوفناک اور انکی حالت مایوسی خیز بلکہ قریب الموت بیان کر کے لکھتے ہیں۔ کہ:-

اس دعا میں مَیں نے بہت تکلیف اٹھائی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے بشارت[2] نازل کی۔ اور عبداللہ سنوری والا خواب دیکھا۔ جس سے نہایت درجہ غمناک دل کو تشفی ہوئی۔"

(ج) الحکم ۱۰ ستمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۱۲ میں بھی مولوی صاحب کی حالت اور اپنے متوحش الہامات کا ذکر کر کے الہام الٰہی کی بناء پر لکھتے ہیں۔ کہ قضاء و قدر تو ایسی ہی (یعنی مولویصاحب کی موت کی) تھی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و رحم سے رد بلا[3] کر دیا۔"

(د) الحکم ۲۴ ستمبر میں لکھا ہے۔ کہ خود آنحضرت (مرزا صاحب) کا بہت بڑا حصہ دعاؤں میں گزرتا ہے۔ (صفحہ ۲ کالم ۳ و ۴) اور کالم ۴ میں لکھا ہے۔ کہ خدا کے مسیح کی دعائیں اس کے ساتھ ہیں۔ اور اس کالم میں ۲۱ ستمبر کا ایک الہام بھی درج ہے۔ جو دعا کے بعد ہوا۔ طلع البدر[4] علینا من ثنیات الوداع (یعنے ہم پر بدر طلوع ہوا پہاڑ کی گھاٹی سے)

(ھ) الحکم ۳۰ ستمبر ۱۹۰۵ء۔ ۲۷ ستمبر کو جماعت کو نصیحت کی۔ کہ کل جنگل میں جا کر مولویصاحب کے لئے دعا کریں۔ اور خود بھی ۲۸ کو صبح ہی باغ میں گئے۔ اور کئی گھنٹہ تک تخلیہ میں دعا کی۔

مگر افسوس! کہ مرزا صاحب کی یہ شبانہ روز کی سب دعائیں رد ہو گئیں۔ اور ۱۱ اکتوبر ۱۹۰۵ء کو مولوی صاحب اس دنیا سے کوچ کر گئے۔ اور مرزا صاحب کے ملہم نے اتنوں دنوں تک ناحق ان کو بھٹکایا۔ یہاں تک کہ اسی اثناء میں دو تین بار قبولیت دعا اور صحت کی

---

[1] و [2] بشارت صحت کا ذکر آگے آتا ہے۔ [3] و [4] جیسا کہ آگے ذکر ہوتا ہے۔

بشارتیں[ف] بھی ہوئیں۔ کئی الہام مایوسی بخش بھی تھے۔ کیا یہ صریح طور پر ابن صیاد کے الہاموں کی مثال نہیں؟

(۲) مرزا صاحب کا لڑکا مبارک احمد سخت بیمار ہوا۔ اسکی نسبت الہام ہوا۔ قبول ہوگئی۔ نو دن کا بخار ٹوٹ گیا۔ یعنے یہ دعا قبول ہوگئی۔ کہ اللہ تعالےٰ نے میاں صاحب موصوف کو شفا دی۔ (میگزین ستمبر ۱۹۰۷ء) لیکن میگزین اکتوبر ۱۹۰۷ء سے ظاہر ہے۔ کہ میاں مبارک احمد کا ۱۶ ستمبر ۱۹۰۷ء کو انتقال ہوگیا۔ اور قبولیت دعا، کا الہام صریح غلط ثابت ہوا۔ کیا یہ وعدہ رحمانی تہا۔ یا القائے شیطانی؟ اُدہر ایک مخلص دوست مخدوم الملۃ مولوی عبدالکریم کے لئے دعائیں کی تھیں۔ ادہر الہامی فرزند ارجمند کی صحت کے لئے۔ مگر کوئی بہی قبول نہ ہوئی۔ حالانکہ الہام قبولیت کے بہی ہو چکے تھے۔

(۳) ضمیمہ انجام آتھم ص۴۱ میں لکھتے ہیں۔ کہ:۔

خدا اس مہدی کی تصدیق کریگا۔ اور دور دور سے اس کے دوست جمع کریگا۔ جنکا شمار اہل بدر کے شمار کے برابر ہوگا۔ یعنے تین سو تیرہ ۳۱۳ ہونگے۔ اور ان کے نام بقید مسکن وخصلت چھپی ہوئی کتاب میں درج ہونگے۔ اب ظاہر ہے کہ کسی شخص کو پہلے اس سے یہ اتفاق نہیں ہوا۔ کہ وہ مہدی موعود ہونے کا دعوےٰ کرے۔ اور اس کے پاس چھپی ہوئی کتاب ہو جس میں اس کے دوستوں کے نام ہوں۔ لیکن میں اس سے پہلے بہی آئینہ کمالات اسلام میں تین سو نام درج کر چکا ہوں۔ اور اب دوبارہ اتمام حجت کے لئے تین سو تیرہ نام ذیل میں درج کرتا ہوں۔ تاکہ ہر ایک منصف سمجھ لے۔ کہ یہ پیشگوئی بہی میرے ہی حق میں پوری ہوئی۔ اور بموجب منشائے حدیث کے یہ بیان کر دینا پہلے سے ضروری ہے۔ کہ:۔

ف بشارات صحت اور قبولیت دعا کے الہام کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ لیکن اس کے مقابل مرزا صاحب کا سفید جہوٹ دیکھئے۔ حقیقۃ الوحی ص۳۲۶ میں کہتے ہیں۔ کہ (مولوی عبدالکریم کیلئے) میں نے بہت دعا کی تہی۔ مگر ایک الہام بہی اس کے لئے تسلی بخش نہ تہا۔" کیا صفائی ہے! طلع البدر علینا الخ اور اللہ نے رد بلا کر دیا۔ اور بشارت نازل کی۔ سب غتر بود!!!

یہ تمام اصحاب خصلت صدق وصفا رکھتے ہیں۔" اور حسب مراتب جسکو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے بعض بعض سے محبت اور انقطاع الی اللہ اور سرگرمی دین میں سبقت لے گئے ہیں اللہ تعالیٰ سب کو اپنی رضا کی راہوں میں ثابت قدم کرے۔"

آخری دعاء کے لئے دیکھنا ہے۔ کہ قبول ہوئی یا نہیں۔ جن لوگوں کے لئے یہ دعا تھی اور جن کے لئے پہلے سے لکھدیا تھا۔ کہ یہ تمام اصحاب خصلت صدق وصفا رکھتے ہیں۔ ان میں سے کئی آدمی جیسے ڈاکٹر عبد الحکیم خاں وغیرہ مرزا صاحب سے پھر گئے۔ اور نہ صرف پھر ہی گئے۔ بلکہ مرزا صاحب کی مخالفت میں عمر بھر کوشش کرتے رہے۔ اسلئے جہاں مرزا صاحب کی یہ دعا نامقبول ٹھیری۔ وہاں یہ (۳۱۳) والا ڈھکوسلہ بھی باطل ثابت ہوا۔ اور کم از کم جو پیشگوئی مرزا صاحب نے اپنے اوپر چسپان کی تھی۔ اس کی رو سے مرزا صاحب مہدی ثابت نہ ہوئے۔

(۴) سید امیر شاہ رسالدار میجر سے پانصد ۵۰۰ روپیہ پیشگی لے کر ان کے بیٹا ہونے کی دعا کی۔ جسکی میعاد ۱۵ر اگست ۱۸۸۹ء کو ختم ہوئی۔ مگر یہ قیمتی دعا بھی مردود اور نامقبول ہوئی۔ (مرزا صاحب کا خط ۱۵ر اگست ۱۸۸۸ء مندرجہ عصائے موسیٰ ص۲۱۲)

(۵) ۲۰ر جون ۱۸۹۷ء سے ۲۲ر جون تک تقریب جشن جوبلی ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند مرزا صاحب نے بھی اپنے مریدوں کو جمع کر کے قادیاں میں ایک جشن منایا۔ اور دو تین دن خوب پر تکلف دعوتیں اڑیں۔ غربا کو کھانا کھلایا گیا۔ رات کو روشنی ہوئی۔ مبارکباد کی تار بخدمت وائسرائے صاحب بہادر روانہ کی گئی۔ اور ایک کتاب چھپوا کر بنام تحفۂ قیصریہ مقتدر حکام اور ملکہ معظمہ کی خدمت میں بھیجی گئی۔ ۲۰ر جون ۱۸۹۷ء کو خصوصیت سے بدرگاہ رب العزت اردو۔ فارسی۔ عربی۔ پشتو۔ پنجابی اور انگریزی زبانوں میں نہایت خشوع وخضوع

؎ چھ زبانوں میں ایک ہی دعاء کے الفاظ کو ادا کرنا کیا فضول اور نمائشی کارروائی نہیں ہے کیا مرزا صاحب کو اللہ تعالیٰ کی نسبت کسی زبان سے ناواقف ہونے کا بھی خیال تھا۔

سے گورنمنٹ کے اقبال و دولت کی ترقی کی دعائیں مانگی گئیں۔ اور اخیر میں ملکہ معظمہ کے اسلام لانے کے لئے ان الفاظ میں دعا کی گئی۔ کہ:۔

"اے قادر و توانا ہم تیری بے انتہا قدرت پر نظر کر کے ایک اور دعا کے لئے تیری جناب میں جرأت کرتے ہیں۔ کہ ہماری محسنہ قیصرہ ہند کو مخلوق پرستی کی تاریکی سے چھڑا کر لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ پر اسکا خاتمہ کر"

اے عجیب قدرتوں والے۔ اے عمیق تصرفوں والے۔ ایسا ہی کر یا الٰہی یہ تمام دعائیں قبول فرما۔ تمام جماعت کہے کہ آمین"

یہ دعا مانگ کر اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں۔ کہ:۔

اے دوستو! اے پیارو۔ خدا کی جناب بڑی قدرتوں والی جناب ہے۔ دعا کے وقت اس سے نو امید مت ہو۔ کیونکہ اس ذات پاک میں بے انتہا قدرتیں ہیں۔ اور مخلوق کے ظاہر و باطن پر اس کے عجیب تصرّف ہیں۔ سو تم نہ منافقوں کی طرح بلکہ سچے دل سے یہ دعائیں کرو وغیرہ وغیرہ (دیکھو روئداد جلسہ احباب جشن جوبلی ص۶)

اُدہر رسالہ تحفہ قیصریہ میں مسئلہ جہاد کی آڑ لیکر اپنی جماعت کو وفادار اور دنیائے اسلام کو باغی قرار دینے کی ناپاک کوشش کرتے ہوئے ان الفاظ میں قبول اسلام کا پیغام دیا۔ کہ:۔

"لیکن اے ملکہ معظمہ قیصرہ ہند ہم عاجزانہ ادب کے ساتھ تیری حضور میں کھڑے ہو کر عرض کرتے ہیں۔ کہ تو اس خوشی کے وقت میں جو شصت سالہ جوبلی کا وقت ہے۔ یسوع کے چھوڑنے کے لئے کوشش کر" (تحفہ قیصریہ ص۲۴)

ئلہ مرزا صاحب کی اس بیہودہ یاوہ اور خوشامدانہ التماس اور جشن کی نمائشی کاروائیاں ایدر روشنی اور بار برقی وغیرہ وغیرہ خوشامد کا مقابلہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خود داری اور آنحضور کے ان آزادانہ پیغامہائے رسول کرو جو حضور بادشاہان وقت کے نام ارسال فرمائے تھے۔ اور پھر دیکھو کہ کیا خدا کے مامور اور مرسل کا یہی طریقہ تبلیغ حق کا ہوسکتا ہے کہ طرح طرح کی چاپلوسیوں اور خوشامدوں اور تعریفوں کے گیت گاکر پھر دین حق کی دعوت ان ذلیل الفاظ میں پیش کرے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ہرقل بادشاہ کو صاف الفاظ میں تحریر فرما دیا تھا۔ کہ اسلم تسلم لینے تو مسلمان ہوجا تب تیری سلامتی ہوگی

مرزا صاحب کی مذکورہ بالا چھ زبانوں والی دعا بھی بارگاہ الہٰی سے مردود ہوئی جسکی قبولیت کا اپنی جماعت کو اطمینان دلایا تھا۔ اور بقول خود دعا کے مردود ہو جانے سے منافق ثابت ہوئے۔ اور رسالہ تحفہ قیصریہ میں جو مسلمانوں کی نسبت طرح طرح کے الزام واتہام لگاکر اور اپنی جماعت کی وفاداری جتلاکر عجیب وغریب الفاظوں اور رنگ آمیزیوں سے۔ اور عاجزانہ ادب کے ساتھ ملکہ معظمہ کے حضور میں کھڑے ہوکر عرض کی گئی تھی۔ کہ وہ اسلام قبول کریں۔ یہ عرض بھی نامنظور ہوئی۔ حضور ملکہ معظمہ کو ایک سال کے اندر نشان آسمانی دکھانے کے لئے بھی لکھا تھا۔ اگر وہ پسند کریں۔ مگر انہوں نے ادہر بھی توجہ نہ کی۔

(۶) ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کو مرزا صاحب نے ایک اشتہار دیا جسمیں درج تھا کہ:-

"میں نے خدا تعالےٰ سے دعا کی ہے۔ کہ وہ مجھ میں اور محمد حسین میں آپ فیصلہ کرے۔ اور وہ دعا یہ ہے۔ اے میرے ذوالجلال پروردگار۔ اگر میں تیری نظر میں ایسا ہی ذلیل جھوٹا اور مفتری ہوں۔ جیسا کہ محمد حسین بٹالوی نے اپنے رسالہ اشاعۃ السنۃ میں بار بار مجھکو کذاب دجال اور مفتری کے لفظ سے یاد کیا ہے۔ اور جیسا کہ اس نے اور محمد بخش جعفر زٹلی۔ اور ابوالحسن تبتی نے اس اشتہار میں جو ۱۰ نومبر ۱۸۹۷ء کو چھپا ہے۔ میرے ذلیل کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ تو اے میرے مولا۔ اگر میں تیری نظر میں ایسا ہی ذلیل ہوں۔ تو مجھپر ۱۳ ماہ کے اندر یعنے ۱۵ دسمبر ۱۸۹۸ء سے ۱۵ جنوری ۱۹۰۰ء تک ذلت کی مار وارد کر[۱] اور اگر تیری جناب میں مجھے وجاہت اور عزت ہے۔ تو میرے لئے یہ نشان ظاہر فرما۔ کہ ان تینوں کو ذلیل اور رسوا اور ضربت علیہم الذلۃ کا مصداق کر۔ آمین۔ ثم آمین"

اس کے اخیر میں لکھتے ہیں۔ کہ:-

"یہ دعا تھی۔ جو میں نے کی۔ جواب میں الہام ہوا۔ کہ میں ظالم کو ذلیل اور رسوا کرونگا یہ خدا تعالےٰ کا فیصلہ ہے۔ فریقین میں سے جو کاذب ہے۔ وہ ذلیل ہوگا۔ یہ فیصلہ چونکہ

[۱] اس سے آگے کچھ عبارت چھوڑ دی گئی ہے۔ جو مرزا صاحب نے حسب عادت خود بار بار بطور تکرار کلام لکھی ہے۔

الہام کی بناء پر ہے۔ اس لئے حق کے طالبوں کے لئے ایک کھلا کھلا نشان ہو کر ہدایت کی راہ ان پر کھولے گا۔" یہ دعا بھی بالکل بے نتیجہ اور مردود رہی۔ اور مرزا صاحب کے ہر سہ مخالفین کو کوئی واقعہ عظیم پیش نہیں آیا۔ جو اس پیشگوئی کا مصداق بن سکے۔ نہ ہی وہ کسی ذلت کی موت سے تباہ اور برباد یا رسوا ہوئے۔

اس پر صفائی یہ ہے۔ کہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۸۷ پر لکھتے ہیں۔ کہ مولوی محمد حسین اور انکے ساتھیوں کے لئے کوئی تاریخ مقرر نہ تھی۔ اس کذب بیانی کی بھی کوئی حد ہے؟ پھر دعوے ہے رسالت اور نبوت کا!!!

(۷) ۵ نومبر ۱۸۹۹ء کو ایک اور اشتہار دیا جس میں درج ہے۔ کہ:۔

"اے میرے مولا! قادر خدا! اب مجھے راہ بتلا۔ اگر میں تیری جناب میں مستجاب الدعوات ہوں۔ تو ایسا کر کہ جنوری ۱۹۰۰ء سے اخیر دسمبر ۱۹۰۲ء تک میرے لئے کوئی اور نشان دکھلا۔ اور اپنے بندے کیلئے گواہی دے۔ جسے زبانوں نے کچلا گیا ہے۔ دیکھ! میں تیری جناب میں عاجزانہ ہاتھ اٹھاتا ہوں۔ کہ تو ایسا ہی کر۔ اگر میں تیرے حضور میں سچا ہوں۔ تو ان تین سالوں میں کوئی ایسا نشان دکھلا۔ جو انسانی ہاتھوں سے بالاتر ہو۔"

اخیر میں لکھا۔ کہ:۔

"میں نے اپنے لئے قطعی فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ اگر میری یہ دعا مقبول نہ ہو۔ تو میں ایسا ہی مردود۔ ملعون۔ کافر۔ بے دین اور خائن ہوں۔ جیسا کہ مجھے سمجھا گیا۔" (اشتہار مذکور)

یہ دعا بھی نامقبول اور مردود ہوئی۔ اور کوئی نشان تین سال کے عرصہ میں ظاہر نہ ہوا۔

(۸) مرزا صاحب کی نسبت ڈاکٹر عبد الحکیم خان صاحب نے موت کی پیشگوئی کی۔ اسکے مقابلہ میں مرزا صاحب کی زبان پر الہامی طور سے یہ دعا جاری ہوئی۔

"رب فرق بین صادق وکاذب انت تری کل مصلح وصادق۔

ترجمہ:۔ اے خدا سچے اور جھوٹے میں فرق کر کے دکھلا۔ تو ہر ایک مصلح اور صادق کو جانتا ہے۔"

(حقیقۃ الوحی ص۹ اور اشتہار خدا سچے کا حامی ہو)

پھر مرزا صاحب کو ان کے ملہم نے بشارت دی۔

"خدا قاتل تو باد۔ مرا از شر تو محفوظ دارد۔ یعنی اے دشمن تو جو تباہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ خدا تجھے تباہ کرے۔ اور تیرے شر سے مجھے نگاہ رکھے۔ (حقیقۃ الوحی ص۹)

پھر بحوالہ الہام الہٰی لکھتے ہیں۔ کہ:۔

"دشمن جو میری موت چاہتا ہے۔ وہ خود میری آنکھوں کے روبرو اصحاب الفیل کی طرح نابود اور تباہ ہو گا (تتمہ ص۵ ۵ر نومبر ۱۹۰۷ء)

یہ الہامی دعا بھی جسکی قبولیت کے الہام ہو چکے تھے۔ مرزا صاحب کے نقطۂ خیال سے مردود ہوئی۔ کیونکہ مرزا صاحب ڈاکٹر صاحب کی پیشگوئی کے مطابق مر گئے۔ ہاں مسلمانوں کے خیال کے مطابق ضرور قبول ہو گئی۔ کیونکہ مرزا صاحب نے اپنا کاذب ہونا ثابت کر دیا۔

(۹) ڈاکٹر عبد الحکیم خاں صاحب کے مقابلہ میں دو اور دعائیں الہامی طور پر مرزا صاحب کی زبان پر جاری ہوئیں۔

(الف) رب کل شیٔ خادمک۔ رب فاحفظنی وانصرنی۔ وارحمنی یعنی اے میرے خدا ہر چیز تیری خادم ہے۔ اے میرے خدا شریر کی شرارت سے مجھے نگاہ رکھ۔ اور میری مدد کر۔ اور مجھ پر رحم کر۔" (حقیقۃ الوحی ص۹)

(ب) اے ازلی ابدی خدا۔ بیڑیوں کو پکڑ کے آ۔ اے ازلی ابدی خدا میری مدد کے لئے آ۔ (حقیقۃ الوحی ص۱۰۳) افسوس کہ مرزا صاحب کے خدا نے ان اپنی بتائی ہوئی (الہامی) دعاؤں کا بھی کچھ خیال نہ کیا۔ اور دعاؤں کو مردود کر کے اس شخص کو فتح دیدی جو اس کے مسیح کو کذاب۔ مکار۔ شیطان۔ دجال۔ شریر۔ حرام خور۔ خائن۔ شکم پرست نفس پرست۔ مفسد۔ مفتری وغیرہ کہتا تھا۔

(۱۰) ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو مرزا صاحب کا ایک اشتہار بعنوان مولوی ثناء اللہ

صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ شائع ہوا۔ مضمون غیر ضروری پر طویل ہے۔ جس میں پہلے مولویصاحب کے مضامین کی جو مرزا صاحب کی تکذیب میں نکلتے رہے ہیں۔ شکایت کی ہے اور بالآخر کہتے ہیں۔ کہ:۔

"میں خدا سے دعا کرتا ہوں۔ کہ اے میرے مالک بصیر و قدیر جو علیم و خبیر ہے۔ جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے۔ اگر یہ دعوے مسیح موعود ہونے کا میرے نفس کا افترا ہے۔ اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں۔ اور دن رات افتراء کرنا میرا کام ہے۔ تو اے میرے پیارے مالک۔ میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر۔ اور میری موت سے انکو اور انکی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین" مگر اے میرے کامل اور صادق خدا۔ اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھپر لگاتا ہے۔ حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں۔ کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر" اخیر میں پھر لکھتے ہیں۔ کہ:۔

"یا اللہ میں تیرے ہی تقدس کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں۔ کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما۔ اور جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے"

آخری سطروں میں تحریر کرتے ہیں۔ کہ:۔

مولوی ثناء اللہ صاحب سے التماس ہے۔ کہ وہ میرے اس تمام مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں۔ اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھدیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے"

عبارت مذکورۃ الصدر کسی تشریح کی محتاج نہیں۔ مرزا صاحب کو اپنی اس دعا کی قبولیت پر اتنا گھمنڈ تھا۔ کہ اخیر میں لکھدیا۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے"

لیکن اللہ تعالیٰ نے واقعی سچا سچا فیصلہ فرما دیا۔ کہ جھوٹے کو سچے کی زندگی میں

ہی ہلاک کر دیا۔ مولوی صاحب بفضلہٖ تعالیٰ تاحال موجود اور بدستور مرزائی ہفوات کی تردید فرما رہے ہیں۔ اور مرزا صاحب نے مئی ۱۹۰۸ء میں بمرض ہیضہ صرف ۱۱ گھنٹے بیمار رہکر بمقام لاہور وفات پائی۔ ان کے نقطۂ خیال سے یہ مہتم بالشان دعا بھی نامقبول اور مردود ہوئی سلہ

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ

مرزائی صاحبان مرزا جی کی ان دس عظیم الشان نامقبول و مردود دعاؤں کو ملاحظہ کریں۔ اور پھر مرزا صاحب کے بیان کردہ اصول و نص قرآنی (وما دعاء الکافرین الا فی ضلال) پر مکرر غور کریں۔ کہ مرزا صاحب تو صرف طاعون کی دعا کے متعلق اپنے مخالفین علماء کو للکارتے رہے۔ کہ تم کافر ہو۔ اس لئے تمہاری دعائیں قبول نہیں ہونگی۔ مگر یہاں مرزا صاحب کی نامقبول دعاؤں کا ایک مجموعہ دکھایا گیا ہے۔ تو پھر اس اصول کی رو سے مرزا صاحب کے کافر ہونے میں کیا شک ہے۔ جو ان کا خود مجوزہ ہے۔

سلہ ایک مرزائی کو اختیار ہے۔ اور وہ کہہ سکتا ہے۔ کہ یہ دعا منظور و مقبول ہوئی۔ کیونکہ دعا میں یہ الفاظ بھی تھے۔ کہ اگر یہ دعوےٰ مسیح موعود ہونے کا میرے نفس کا افترا ہے۔ اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں۔ اور دن رات افترا کرنا میرا کام ہے۔ تو اے میرے پاک مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں۔ کہ مولوی ثناء اللہ کی زندگی میں مجھے ہلاک کر۔ اور میری موت سے ان کو اور انکی جماعت کو خوش کردے۔"

لیکن اس صورت میں اُسے مرزا صاحب کو کذاب۔ مفتری اور مفسد ماننا پڑیگا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ دعا کو نامقبول اور مردود مانا جائے۔ اسحالت میں مرزا صاحب پر ان کا اپنا مجوزہ کفر عائد ہوگا۔ اور مستجاب الدعوات ہونا بھی باطل ٹھیرے گا۔"

نویں فصل

مرزا صاحب کے معتقدات ایمانیہ اور انکی تعلیم و اخلاق دینی ہونے

ہے کیونکر جو ہو سب کار اُلٹا

ہم اسلئے بات اُلٹی یار اُلٹا

مرزا صاحب کا الہام تھا۔ مَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی

(یعنی مرزا اپنی خواہش سے نہیں بولتا۔ بلکہ وہی کہتا ہے۔ جو اس پر وحی نازل ہوتی ہے)"

اور تجلیات الٰہیہ ص۲۵-۲۶ میں مرزا صاحب کہتے ہیں۔ کہ یہ مکالمہ الٰہیہ جو مجھ سے ہوتا ہے

یقینی ہے۔ اگر میں ایکدم کیلئے بھی اس میں شک کروں۔ تو کافر ہو جاؤں۔ اور میری آخرت

تباہ ہو جاوے"۔

اس سے ظاہر ہے۔ کہ کم از کم دینیات اور روحانیات کے متعلق تو مرزا صاحب نے

جو کچھ لکھا ہے۔ وہ ضرور ہی الہام الٰہی سے لکھا ہے۔ لیکن اس مختصر کتاب کے گذشتہ اوراق

سے مرزا صاحب کے الہامات اور تحریرات کے صدق یا کذب کا ناظرین خود اندازہ لگا سکتے

ہیں۔ فصل ہذا میں عام اعتقادات اسلامیہ کے متعلق مرزا صاحب کے خیالات کا مزید اظہار

کیا جاتا ہے۔ جس سے ناظرین پر روشن ہو جائیگا۔ کہ مرزا صاحب کس قسم کے اسلام کو

مانتے تھے۔ اور ان کے اخلاق کہاں تک اسلامی اخلاق کہلانے کے مستحق تھے۔ اور کس حد تک

وہ ما ینطق عن الھویٰ۔۔۔۔۔الخ کے ماتحت بولتے تھے۔

(۱) توحید و ذات باری کے متعلق مشرکانہ اقوال۔

(الف) فصل چہارم میں بیان ہو چکا ہے۔ کہ مرزا صاحب اللہ تعالےٰ کی اولاد ہونے کے قائل تھے۔ چنانچہ انکو تین الہام ہوئے۔ جن میں انہیں ولد کے لفظ سے مخاطب کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ توضیح مرام ص۲۷ پر مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ کہ:۔

"مسیح اور اس عاجز کا مقام ایسا ہے۔ جسے استعارہ کے طور پر ابنیت کے لفظ سے تعبیر کر سکتے ہیں"۔

یہ ولد اور ابن وہ الفاظ ہیں۔ جن کی قرآن شریف میں جا بجا تردید و مذمت فرمائی گئی ہے۔ اور اس کے قائلوں کو گمراہ اور کافر کہا گیا ہے۔

(ب) قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلثۃ "وہ لوگ ضرور کافر ہوئے۔ جنہوں نے کہا۔ کہ خدا تین میں سے ایک ہے"۔ اس آیت سے عیسائیوں[۵۱] کے عقیدہ تثلیث کی بیخکنی مقصود تھی۔ لیکن مرزا صاحب پاک توحید کے ساتھ پاک تثلیث کے بھی قائل تھے۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔ کہ:۔

اور ان دونو محبتوں کے کمال سے جو خالق اور مخلوق میں پیدا ہو کر نر و مادہ کا حکم رکھتی ہے۔ اور محبت الٰہی کی آگ سے ایک تیسری چیز پیدا ہوتی ہے۔ جسکا نام روح القدس ہے۔ اس کا نام پاک تثلیث ہے۔ اسلئے یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہ ان دونو کے لئے بطور ابن اللہ کے ہے۔ (ازالہ اوہام ص۳۰۷)

واہ مرزا صاحب! کہاں تثلیث کا لغتی عقیدہ! اور کہاں اس کے ساتھ لفظ پاک!! مرزا صاحب نے ایسے گندے عقائد کی پاک اور ناپاک دو قسمیں بنادی ہیں۔ تو مرزائیوں میں پاک جھوٹ پاک شرک پاک جوئے وغیرہ کا بھی ضرور رواج ہونا چاہیے۔

---

[۵۱] کم از کم عیسائیوں کو تو مرزا صاحب کا مشکور ہونا چاہیئے جنکے تثلیث جیسے بھول بھلیاں عقیدہ کی مرزا صاحب نے تصریح کرکے اسے پاک قرار دیا ہے۔

(ج) قرآن شریف فرماتا ہے۔ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْئٌ (اللہ تعالیٰ کی مثال کوئی چیز نہیں ہے) مگر مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ کہ:۔

اس وجود اعظم کے بیشمار ہاتھ۔ بے شمار پیر ہیں۔ عرض اور طول رکھتا ہے۔ اور تیندوے کی طرح اس کی تاریں بھی ہیں۔" توضیح المرام ص۸۵۔

(د) قرآن شریف فرماتا ہے۔ لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ (آنکھیں اسے دیکھ نہیں سکتیں) مگر مرزا صاحب کہتے ہیں۔ کہ:۔

یہ (صاحب الہام لوگوں سے) خدا قریب ہو جاتا ہے۔ اور کسی قدر پردہ اپنے پاک اور روشن چہرہ پر سے جو نور محض ہے اتار دیتا ہے۔ اور یہ کیفیت دوسروں کو میسر نہیں آتی۔ بلکہ وہ تو بسا اوقات اپنے تئیں ایسا پاتے ہیں۔ کہ گویا ان سے کوئی ٹھٹھا کر رہا ہے۔ (ضرورۃ الامام ص۱۳)

(ھ) براہین احمدیہ کے ص۵۵۶ پر لکھتے ہیں۔ اغفر وارحم من السماء ربنا عاج۔ اس کی تشریح میں کہتے ہیں۔ کہ ہمارا رب عاجی ہے۔ مگر عاجی کے معنے کی بابت لکھا۔ کہ معلوم نہیں ہوئے"

بارش کی طرح وحی نازل ہوتی ہے۔ اور اللہ سے ہمکلام ہونے کے مدعی ہیں۔ مگر الہام کے معنے نامعلوم ہی رہتے ہیں۔ اچھا ہم بتاتے ہیں۔

مرزا صاحب نے نبی اور محدث کے الفاظ کے لئے لغات کی کتابوں کو چھان مارا اگر عاج کے معنے بھی کتب لغت میں دیکھ لیتے۔ تو پتہ لگ ہی جاتا۔ سنو! عاج کے معنے ہیں ہاتھی دانت۔ استخوان فیل۔ سرگین (گوبر) وغیرہ (دیکھو منتخب اللغات ص۳۰۴)

اب مرزائی صاحبان کی مرضی ہے۔ کہ اس الہام کی رُو سے اپنے خدا کو ہاتھی دانت کا سمجھ لیں۔ یا گوبر گنیش[1]۔ ع بریں عقل و ایماں تفاخر کنید!

---

[1] کرشن جی کا اوتار بننے والے کو شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر یاد آگیا ہوگا۔

بتے دیدم از عاج در سومنات ✱ مرصع چو در جاہلیت مناتٔ

اللہ تعالیٰ کا یہ حلیہ غالبًا مرزا صاحب کی اس گھریلو کتاب میں درج ہوگا۔ جسے وہ ثریا سے اتار کر لانے کا ادعا کرتے ہیں۔ ورنہ کلام اللہ میں تو ان باتوں کا کہیں پتہ نہیں۔

(و) حقیقۃ الوحی ص۲۵ میں لکھتے ہیں۔ کہ:۔

"پس روحانی طور پر انسان کیلئے اس سے بڑھکر کوئی کمال نہیں کہ وہ اسقدر صفائی حاصل کرے۔ کہ خدا تعالیٰ کی تصویر اسمیں کھنچ جاوے"۔

توضیح المرام ص۶۹ میں حضرت جبرئیل کی نسبت لکھتے ہیں۔ کہ:۔

"وہ خدا سے سانس کی ہوا۔ یا آنکھ کے نور کی طرح نسبت رکھتا ہے۔ اور خدا کی جنبش کے ساتھ ہی وہ بھی جنبش میں آجاتا ہے۔ اصل کی جنبش کے ساتھ سایہ کا ہلنا بھی طبعی طور پر ضروری ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی اسکی عکسی تصویر جسکو روح القدس کے نام سے موسوم کرنا چاہیئے۔ محب صادق کے دل میں منقش ہو جاتی ہے"۔

ناظرین! خدا تعالیٰ کی عکسی تصویر محب[ا] کے دل پر گذشتہ ۱۳۰۰ سال میں مرزا صاحب کے سوائے اور کسی نے کبھی نہیں کھینچی تھی۔ مرزا صاحب نے اپنی عکسی تصویر اتروا کر مریدوں میں تقسیم کروائی۔ بجائے اس کے اپنے دل پر سے خدا کی تصویر کا عکس ہی کیوں نہ اتروا لیا۔ تاکہ عام لوگ اللہ میاں کی زیارت تو ان آنکھوں سے کر لیتے۔ جس سے از ابتدائے آفرینش محروم ہیں۔ واہ جناب! واہ!! اللہ کی ذات اور اسکی عکسی تصویر! کیوں نہ ہو مجدد دین جو ہوئے بچہ بچہ جانتا ہے۔ کہ تصویر ہمیشہ خارجی و مادی وجود کی ہوتی ہے۔ خواہ دستی ہو یا عکسی غیر مادی وجود کی تصویر بنانی ناممکن ہے۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم
واز ہرچہ گفتہ اند و شنیدیم و خواندہ ایم

دفتر تمام گشت و بپایاں رسید عمر
ما ہمچناں در اول وصف تو ماندہ ایم

[ا] مرزا صاحب کا کشف ہے۔ کہ میں نے دیکھا کہ میں خود خدا ہوں۔ اور یقین کیا۔ کہ وہی ہوں۔ ملاحظہ کتاب البریہ ص۷۹۔ اسلئے شاید خدا کو اپنا ہمشکل سمجھکر ہی اپنی تصویر مریدوں میں تقسیم کی ہو۔

جب اللہ کا جسم ہی نہیں۔ تو تصویر کیسی! اللہ کی ذات تشبیہ سے بالا تر ہے تو پھر اسکی شبیہہ کا ذکر شرک اور کفر نہیں تو اور کیا ہے؟

حضرت جبرائیل کو خدا کا سانس۔ یا خدا کی آنکھ کا نور۔ یا خدا کے جسم کا سایہ بتانا اور اس پر اعتقاد رکھنا مرزا صاحب اور ان کی امت کو ہی مبارک ہو۔ مسلمان تو ان مشرکانہ عقائد سے سخت بیزار ہیں۔

(۲) نبوت کا دعوے۔

اگرچہ مرزا صاحب کی تصانیف و الہامات میں نبی اور رسول کے الفاظ شروع سے ہی موجود ہیں۔ مگر حکمت عملی سے وہ اسکو حقیقت کے خلاف مجاز پر محمول کر کے اپنی نبوت کو ظلی۔ بروزی۔ غیر حقیقی وغیرہ سے تعبیر کرتے رہے۔ مگر جوں جوں مرزا صاحب کے مریدوں کی تعداد بڑھتی گئی۔ اس خیال کو بھی ترقی ہوتی رہی۔ اور گو پہلے پہل مدعی نبوت کو ملعون کافر۔ دجال وغیرہ الفاظ سے موسوم کرتے اور خاتم النبیین (آیۃ قرآنی) اور لا نبی بعدی (حدیث شریف) کے معنے یہی کرتے رہے۔ کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں۔ لیکن ۱۹۰۱ء میں ایک اشتہار بعنوان ایک غلطی کا ازالہ لکھکر آپ نے نبوت کی ایک خام بنیاد رکھ ہی دی۔ اور بالآخر کھلم کھلا نبوت[۱] کے مدعی بن گئے۔

[۱] نبوت کے بارہ میں آپ کی امت کے دو فریق لاہوری اور قادیانی بن گئے ہیں۔ اول الذکر انکو نبی نہیں مانتے اور ابتدائی اقوال سے سند پکڑتے ہیں۔ مگر آخر الذکر کہتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب کو ۱۹۰۱ء تک سمجھ ہی نہیں آئی کہ آپ نبی ہیں۔ یہ عقدہ نبی ہونیکا ان پر ۱۹۰۲ء میں کھلا۔ (ملاحظہ ہو حقیقۃ النبوۃ صـ ۱۲۲۔ ۱۲۵۔ ۱۲۸ و القول الفصل صـ ۲۴) جنمیں صاف اقرار ہے۔ کہ مرزا صاحب ۱۵ سال تک اپنی نبوت کے منکر رہے حالانکہ نبی اپنی وحی کا اول المومنین ہوتا ہے۔ فرقہ قادیانی کے پیشوائے موجودہ یعنے مرزا صاحب کے پسر مرزا محمود احمد نے تو نبوت کو ایسا عام اور ارزاں کر دیا۔ کہ ان کے مسلمات کی رو سے تمام ایسے کذاب اور مفتری جنہوں نے گذشتہ ۱۳۰۰ سال میں دعوے نبوت کیا سچے نبی ٹہیرتے ہیں۔ اور آئندہ ہی مرزائیوں میں سے نبی بننے شروع ہو گئے ہیں۔ چنانچہ مرزا صاحب کے بعد چار اشخاص ذیل مدعی نبوت ہو چکے ہیں۔

(۱) مولوی چراغ الدین جموی مصنف منارۃ المسیح۔ (۲) مولوی عبد اللہ تیماپوری۔
(۳) میاں نبی بخش ساکن چھارا جکے ضلع سیالکوٹ۔ (۴) ،، عبد اللطیف راجپوت ساکن گناچور ضلع جالندھر۔

جس میں کوئی شرط وغیرہ نہیں تھی۔ (دیکھو اخبار بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء وخط بنام اخبار عام ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء) لیکن اس صاف دعوے کے ساتھ ہی غیرت الٰہی جوش میں آئی۔ اور دفعتاً موت نے آپ کو آ پکڑا۔

مرزا صاحب نے نہ صرف مسیح موعود اور نبی ہونے کا ہی دعوٰے کیا۔ بلکہ ہر ایک نبی کے وجود اور کمال کے مظہر بن بیٹھے۔ اور اس کے ساتھ ڈھکوسلہ یہ لگا دیا۔ کہ متابعت تامہ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم سے مجھے یہ درجہ حاصل ہوا ہے۔ اور میرا وجود حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود ہے۔ (دیکھو ایک غلطی کا ازالہ)

نیز وہ کہتے ہیں۔ کہ:-

(الف) آدمم نیز احمدِ مختار — در برم جامۂ ہمہ ابرار
آنچہ داد است ہر نبی را جام[له] — داد آں جام را مرا بتمام
انبیا گرچہ بودہ اند بسے — من بعرفاں نہ کمترم زکسے
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقیں — ہر کہ گوید دروغ ہست ولعیں

مطلب یہ کہ باوا آدم صاحب سے لیکر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک جسقدر نبی ہوئے ہیں۔ آپ سب کا مجموعہ ہیں۔ اور جو کمالات فرداً فرداً انبیائے کرام کو عطا ہوئے تھے۔ وہ سب مرزا صاحب کو مل گئے ہیں۔ اور مرزا صاحب عرفان میں کسی نبی سے کم نہیں ہیں۔ اگر کوئی ایسا کہے تو وہ جھوٹا اور ملعون ہے۔“

(ب) خدا تعالٰے نے مجھے تمام انبیاء علیہم السلام کا مظہر ٹھہرایا ہے۔ اور تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کیئے ہیں۔ میں آدم ہوں۔ میں شیث ہوں۔ میں نوح ہوں۔ میں ابراہیم ہوں۔ میں اسحٰق ہوں۔ میں اسمٰعیل ہوں۔ میں یعقوب ہوں۔ میں یوسف ہوں۔ میں موسٰی ہوں۔ میں

[له] حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم میں جملہ انبیا کے کمالات جمع تھے۔ مرزا صاحب کل انبیا کے کمالات کا سہ کمالات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات میں جمع ہونا بیان کرکے گویا حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی فضیلت کے مدعی ہیں۔

داؤد ہوں۔ میں عیسیٰ ہوں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا میں مظہر اتم ہوں۔ یعنے ظلی طور پر محمد اور احمد ہوں" (حقیقۃ الوحی ص۷۲ حاشیہ)

(ج) اس زمانہ میں خدا نے چاہا۔ کہ جسقدر نیک اور راستباز مقدس نبی گذر چکے ہیں۔ ایک ہی شخص کے وجود میں ان کے نمونے ظاہر کئے جائیں۔ سو وہ میں ہوں۔ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۹۰۔

اس مسئلہ نبوت پر قادیانیوں نے حقیقۃ النبوۃ اور لاہوریوں نے النبوۃ فی الاسلام دو ضخیم کتابیں لکھی ہیں۔ جو ان کے معتقدات کو ظاہر کرتی ہیں۔ اور فریقین مرزا صاحب کے ہی اقوال و تحریرات سے سند پکڑتے ہیں۔ لیکن بات یہ ہے۔ کہ دونوں فریقوں کو گمراہ مرزا صاحب نے ہی کیا ہے۔ جہاں ان کی بے شمار اقوال دعوائے نبوت کے منافی ہیں۔ وہاں ساتھ کے ساتھ بیسیوں جگہ دعوئے نبوت موجود ہی ہے۔ شائقین کو شوق ہو۔ تو کسی مرزائی سے لیکر ہر دو کتب مندرجہ بالا ملاحظہ کریں۔

ہم صرف اسقدر لکھنا چاہتے ہیں۔ کہ جھوٹے نبیوں کا اس امت میں حسب پیشگوئی مخبر صادق حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہونا ضروری تہا۔ جیسا کہ پچھلے زمانہ میں بہی ہوتے رہے (دیکھو فصل اول کتاب ہذا) اس کے علاوہ اسجگہ انجیل سے بہی شہادت پیش کی جاتی ہے۔ جس کے حوالے مرزا صاحب نے اکثر اپنی کتابوں میں دیئے ہیں۔

"جب وہ (مسیح) زیتون کے پہاڑ پر بیٹھا تہا۔ اس کے شاگرد اس کے پاس آئے اور بولے۔ کہ یہ کب ہوگا۔ اور تیرے آنے کا اور دنیا کے اخیر کا کیا نشان ہے۔ یسوع نے جواب دیکر انہیں کہا۔ خبردار ہوؤ۔ کہ کوئی تمہیں گمراہ نہ کرے۔ کیونکہ بہتیرے میرے نام پر آوینگے۔ اور کہیں گے کہ ہم مسیح ہیں۔ اور بہتوں کو گمراہ کرینگے۔ اور تم لڑائیاں اور لڑائیوں کی افواہ سنوگے۔ خبردار مت گھبراؤ۔ کیونکہ ان سب باتوں کا واقع ہونا ضروری ہے۔ پر اب تک اخیر نہیں ہے۔ کیونکہ قوم قوم پر اور بادشاہت بادشاہت پر چڑھیگی۔ اور کال۔ وبائیں اور جگہ جگہ

زلزلے ہونگے۔ اور بہت جھوٹے نبی اٹھیں گے۔ اور بہتوں کو گمراہ کریں گے۔ (آگے چلکر لکھا ہے)
کیونکہ جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اٹھیں گے۔ اور بڑے نشان اور کرامتیں دکھاوینگے۔ یہاں تک
کہ اگر ممکن ہوتا تو برگزیدوں کو بھی گمراہ کرتے۔ اسوقت انسان کے بیٹے کو بادلوں پر بڑی قدرت اور
جلال کے ساتھ آتا دیکھیں گے"

دیکھو انجیل مرقس ۱۳۔ باب ۲۲۔ لوقا ۱۸۔ باب ۲۶۔ ۲۷ تا ۳۱۔ اعمال ۲۔ ۲۰۔ یوحنا $\frac{۱۵\ ۷}{۲۸\ ۲۹}$ متی ۲۴۔ ۳۰۔ ایسا ہی انجیل برنباس میں لکھا ہے۔ کہ:۔

"کاہن نے جواب میں کہا۔ کہ کیا رسول اللہ کے آنے کے بعد اور رسول بھی آئیں گے۔
رسول یسوع نے جواب دیا۔ اس کے بعد خدا کی طرف سے بھیجے ہوئے سچے نبی کوئی نہیں آوینگے
مگر جھوٹے نبیوں کی بھاری تعداد آئیگی" (دیکھو باب ۹۷ آیت ۶ تا ۹ انجیل برنباس)

خود مرزا صاحب بھی اپنی متعدد تصانیف انجام آتھم۔ اربعین ۲۔ آئینہ کمالات
اسلام۔ نشان آسمانی جون ۱۸۹۲ء۔ حمامۃ البشریٰ وغیرہ وغیرہ میں بعد حضرت خاتم النبیین
صلی اللہ علیہ وسلم۔ کسی نبی نئے یا پرانے کا آنا نہیں مانتے۔ بلکہ مدعی نبوت کو بدبخت۔ مفتری
ملعون۔ کاذب اور کافر قرار دیتے رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ:۔

ہست او خیر الرسل خیر الانام ۔۔۔ ہر نبوت را بروشد اختتام

ختم شد بر نفس پاکش ہر کمال ۔۔۔ لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے

پس بمقابلہ ارشاد ربانی۔ احادیث صحیحہ۔ شہادت اناجیل مروجہ الوقت و اقرار خود
مرزا صاحب کا نبوت کا دعوےٰ کرنا اور سلسلہ نبوت کو ہمیشہ کے لئے جاری اور غیر مختتم ماننا
ناظرین غور فرمالیں۔ کہ کہاں تک اسلام کے موافق ہے۔

حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا فتوےٰ یہ ہے۔ کہ:۔

"جو مسلمان کسی مدعی نبوت سے معجزہ طلب کرے۔ وہ بھی کافر ہے۔ کیونکہ اسکے

مطالبے سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے میں شک ہے۔ (دیکھو خیرات الحسان مطبوعہ مصر ص۵ سطر ۹ و اردو ترجمہ موسوم بہ جواہر البیان ص۱۰۳)

(۳) ملائکہ کے وجود سے انکار۔

مرزا صاحب ملائکہ کے وجود فی الخارج کے منکر ہیں۔ اور ان کو ستاروں کی ارواح مانتے اور کہتے ہیں۔ کہ ملائکہ زمین پر کبھی نہیں آتے۔ چنانچہ توضیح المرام ص۳۰ میں لکھتے ہیں۔ کہ:۔

"جبریل علیہ السلام جسکا سورج سے تعلق ہے۔ وہ بذات خود اور حقیقتاً زمین پر نہیں اترتا ہے۔ اسکا نزول جو شرع میں وارد ہے۔ اس سے اسکی تاثیر کا نزول مراد ہے۔ اور جو صورت جبرئیل وغیرہ فرشتوں کی انبیا علیہم السلام دیکھتے تھے۔ وہ جبرئیل وغیرہ کی عکسی تصویر[۱] تھی۔ جو انسان کے خیال میں متمثل ہو جاتی تھی۔"

پھر لکھتے ہیں۔ کہ:۔

"ملک الموت بذات خود زمین پر اتر کر قبض روح نہیں کرتا۔ بلکہ اس کی تاثیر سے قبض روح ہوتا ہے۔ دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے۔ نجوم کی تاثیرات سے ہو رہا ہے۔ ملائک ستاروں کی ارواح ہیں۔ وہ سیاروں کے لیئے جان کا حکم رکھتے ہیں۔ لہذا وہ کبھی سیاروں سے جدا نہیں ہوتے . . . . فرشتے ایک ذرہ برابر بھی آگے پیچھے نہیں ہوتے۔ توضیح المرام ص۳۲

مرزا صاحب محال عقلی سے بہت ڈرا کرتے تھے۔ چنانچہ وہ تمام مہتم بالشان اسلامی مسائل کو عقل ناقص کے ناکمل ڈھانچہ میں ڈھالنا چاہتے تھے۔ اس لیئے ملائکہ کے متعلق بھی

[۱] کیا عکسی تصویر بلا وجود فی الخارج کے بھی بن جاتی ہے؟ مرزا صاحب کبھی تو تصویر اتروائی تھی۔ کیا وہ بلا وجود کے ہی اتر آئی تھی۔

ستارہ پرستوں کی کتب سے یہ عقلی ڈھکوسلے اخذ کئے ہیں۔ اور فلسفیانہ تاویلات وحکیمانہ توجیہات سے اسلام پر وساتیر۔ صابیوں اور وید کی تعلیم کو ترجیح دی ہے۔ لہذا اول مرزا صاحب کے ان خیالات کا عقلی تحقیقات سے ہی موازنہ کیا جاتا ہے۔

ناظرین سے مخفی نہیں۔ کہ زمانہ حال کے ماہران فن نجوم نے ممالک جرمن۔ فرانس امریکہ وغیرہ میں دوربینوں وغیرہ کے ذریعہ اس امر کو مشاہدہ کرکے لکھا ہے۔ کہ آفتاب ماہتاب ستارے اور سیارے وغیرہ اجرام سماوی سب کے سب کرے ہیں۔ اور انہیں سے بعض میں آبادیاں بھی ہیں۔ چنانچہ مریخ میں آبادی کا ہونا قریباً ثابت ہوچکا ہے۔

اس جدید تحقیقات علمی کے مقابلہ میں مرزا صاحب کا ملائکہ کو ستاروں کی ارواح کہنا کتنا مضحکہ خیز ہے! یورپ کے عالموں اور پروفیسروں نے یہ بھی تحقیق کیا ہے۔ کہ ستاروں۔ سیاروں شہاب ثاقب وغیرہ اجرام سماوی کا وجود مفصلہ ذیل اشیاء سے مرکب پایا گیا ہے۔ لوہا۔ کانسی۔ گندھک۔ سکہ۔ مگنیشیا۔ چونا۔ الومنیم۔ پوٹاس سوڈا۔ تانبا۔ کاربن وغیرہ۔ (دیکھو موررانیہ جیالوجی مصنفہ ڈاکٹر سمبریل کنس ص۵۵) اس کتاب کے ملاحظہ سے مرزا صاحب کے علم وفضل کا حال خوب روشن ہوگا۔ اور ان کی اس نئی تحقیقات کی اچھی طرح قلعی کھل جائیگی۔ جیسا کہ کشف من اللہ کی حقیقت گذشتہ مضامین سے کھل چکی ہے۔

ہندوؤں پر تو آپ کا اعتراض ہے۔ کہ وہ تینتیس ۳۳ کروڑ دیوتاؤں کو الوہیت کے کاروبار میں خدا تعالےٰ کا شریک ٹھیراتے ہیں۔ (براہین احمدیہ ص۳۹۱ تا ۳۹۳ حاشیہ ۱۱) مگر خود بدولت ملائکہ کو ستاروں کی ارواح مان کر کہتے ہیں۔ کہ دنیا میں جو کچھ ہورہا ہے۔ نجوم کی ہی تاثیرات سے ہو رہا ہے۔ تو فرق کیا رہا؟

ہندوؤں نے تینتیس کروڑ دیوتاؤں کو کاروبار الوہیت میں شریک کیا۔ اور آپ نے بے شمار ستاروں کو!!!

اس سے معلوم ہوا۔ کہ مرزا صاحب کی یہ تعلیم بالکل مشرکانہ خلاف عقل اور خلاف واقعہ ہے۔

لیکن دوسری طرف مرزا صاحب عامل بالقرآن و حدیث ہونے کے بھی مدعی ہیں۔ اس لئے قرآن شریف اور احادیث صحیحہ سے ملائکہ کے وجود کا ثبوت پیش کیا جاتا ہے۔ جس سے مرزا صاحب کے اس باطل عقیدہ کی تکذیب ہو جائیگی۔ اگرچہ مرزا صاحب دینی تعلیم کی کامیابی سے ان لفظوں میں انکار بھی فرما چکے ہیں۔ کہ :-

"مگر اس فلسفی الطبع زمانہ میں جو عقلی شائستگی اور ذہن کی تیزی اپنے ساتھ رکھتا ہے دینی کامیابی کی امید رکھنا ایک بڑی بھاری غلطی ہے۔" ازالہ ص ۲۶۹

قرآن شریف کو کھول کر مقامات ذیل کو دیکھو۔

(الف) وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا ... سِيْءَ بِهِمْ ... بِعِجْلٍ حَنِيذٍ ... مَنْضُودٍ تک سورہ ہود رکوع ۷

(ب) هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ الْمُكْرَمِينَ (سورہ والذاریات رکوع ۲)

(ج) إِذْ تَقُولُ لِلْمُؤْمِنِينَ أَلَن يَكْفِيَكُمْ ... مُسَوِّمِينَ تک (سورہ آل عمران رکوع ۱۳)

(د) فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ۝ قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا ۝ } (سورہ مریم رکوع ۲)

ا؎ چلو چھٹی ہوئی :- ناظرین! آپنے دیکھا۔ کہ مرزا صاحب آنجہانی نے اپنی نام نہاد عقلی تحقیقات کے ڈھکوسلوں کے سامنے تعلیم قرآن شریف اور تعلیم دین کو کیسا عاجز خیال کیا ہے۔ کہ بالاخر ہتھیار ڈالکر دینی کامیابی سے ہی منکر ہو گئے ہیں!! یہ عقلی دلائل کا ہی خوف تھا۔ جو آپ اسلام کے بیسیوں مسلمہ مسائل سے انحراف کر گئے!!!

لیکن دوسری طرف دیکھو۔ تو آپ نہ صرف اعلیٰ روحانیت و عرفان کے ہی مدعی ہیں۔ بلکہ اللہ تعالےٰ سے رو در رو باتیں کرنے۔ آسمان پر اپنا نکاح پڑھوانے اور خدا کے مظہر ہونے کے بھی دعویدار ہیں۔ افسوس! گھر کے رہے نہ گھاٹ کے۔

حوالہ الف میں فرشتوں کا حضرت لوط علیہ السلام کے پاس آنا۔ آپکو اطمینان دلانا۔ اور اگلی صبح تمام بستی کو تباہ کر دینا۔ کیا یہ سب کچھ ارواح کواکب کا کام ہے؟

حوالہ ب میں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے گھر فرشتوں کا بطور مہمان آنا۔ آپ کا اُن کیلئے کھانا تیار کرنا۔ فرشتوں کا نہ کھانا۔ بیٹے کی ولادت کی خوشخبری دینا۔ کیا یہ ارواح کواکب کے کام ہیں؟

حوالہ ج میں۔ پہلے تین ہزار تعداد فرشتوں کی بتانا۔ اور منزلین انکی صفت بیان کرنا۔ اور پھر پانچہزار فرشتوں کے ساتھ مدد پہنچانا۔ اور مسومین ان کی صفت بتلانا۔ کیا یہ بھی ارواح کواکب ہی تھیں؟

حوالہ د میں۔ جس وجود نے حضرت مریم علیہا السلام سے گفتگو کی تھی۔ اور ان کے سوالات کا جواب دیا تھا۔ کیا یہ بھی کسی ستارہ کی ہی روح تھی؟

مرزائی صاحبان۔ مرزا صاحب کی قبر سے پوچھیں یا ان کے بیٹے (موجودہ گدی نشین) میاں محمود احمد سے یا اپنے نور ایمان سے کام لیں۔ کیا قرآن شریف کے مندرجہ بالا حوالوں میں ملائکہ سے ارواح کواکب مراد ہیں؟ جو اپنی جگہ سے بقول مرزا صاحب ذرہ برابر جنبش نہیں کر سکتے۔ قرآن شریف میں بیسیوں جگہ ملائکہ اور ان کے کاموں کا ذکر ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں سے سجدہ کرانے کا قصہ مذکور ہے۔ مگر ایک متقی اور صاف باطن مسلمان کے لئے یہی چار حوالے کافی ہیں۔ باقی ضرورت ہو تو قرآن شریف پر تدبر کرنے سے مزید تسکین قلب ہو جائیگی۔

ب۔ ستارے۔ سوان کی غرض و غایت آیات ذیل میں مذکور ہے۔

زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ ۝ (ترجمہ) ہم نے دنیا کے آسمان کو ستاروں سے آراستہ کیا۔ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُونَ ۝ (ترجمہ) اور لوگ ستاروں سے رہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ وَجَعَلْنَاهَا رُجُومًا لِّلشَّيَاطِينِ ۝ (ترجمہ) اور ہم نے ستاروں کو شیطان کے مارنے اور بھگانے کیلئے بنایا

اب احادیث کی طرف رجوع کرو۔

(الف) بخاری۔ مسلم۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ میں بروایت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ ایک حدیث ہے۔ کہ ایک سائل آیا۔ اسکی صورت۔ وضع اور لباس کو دیکھکر صحابہ متحیر ہو گئے۔ اس نے اسلام اور ایمان کے متعلق کچھ سوال کئے اور چلا گیا۔ حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ فانہ جبرئیل (علیہ السلام) اتاکم یعلمکم دینکم (یہ حضرت جبرئیل تھے۔ اس لئے آئے تھے کہ تم کو تمہارا دین سکھا جائیں)

(ب) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم بدر ھذا جبریل اخذ براس فرسہ علیہ اداۃ الحرب (حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ بدر کے دن فرمایا۔ کہ یہ جبریل ہے۔ جو سلاح جنگ پہنے گھوڑا پکڑے کھڑا ہے۔)

ان حوالوں میں جس وجود کا آنا درج ہے۔ وہ ارواح کواکب تھیں۔ یا اللہ کا فرشتہ؟ علیٰ ہذا حضرت جبرئیل علیہ السلام کا لشکر فرعون میں گھوڑے پر چڑھکر آنا۔ (دیکھو قرآن شریف اور بائبل) اور حضرت جبرئیل کا دو دن تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھوانا رمضان المبارک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرآن مجید کا دور کرنا۔ دحیہ صحابی کی شکل میں آنا۔ اور صدیق اکبر اور ام المومنین عائیشہ صدیقہ کو سلام پہنچانا۔ (دیکھو احادیث صحیحہ) کیا یہ سب ارواح کواکب کے ہی کام ہیں۔ جو اپنے مستقر سے ایک لحظہ کے لئے بھی جدا نہیں ہو سکتے؟

اب ناظرین خود اندازہ کرلیں۔ کہ سچے مسلمان کے لئے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر دل سے ایمان لانا اور اس پر یقین رکھنا امن وامان کا سیدھا راستہ ہے۔ یا مرزا صاحب کے خرافات ومعتقدات مجوسیہ صحیح ہیں؟ اور کیا اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلانا اور ان سے انکار کرنا کسی مومن مسلمان کا کام ہو سکتا ہے۔

نبوت اور امامت تو چیزے دیگر است۔

مگر لوگوں کو دکہلانے کے لئے مرزا صاحب یوں بہی رقمطراز ہیں۔ کہ:۔

از ملائک و از خبر ہائے معاد ۔۔۔ آنچہ گفت آں مرسل رب العباد
آنہمہ از حضرت احدیت است ۔۔۔ منکر آں مستحق لعنت است[۱]

کیا مرزا صاحب کی مندرجہ بالا تحریر متعلق ملائک ان اشعار کی تائید کرتی ہے؟

(۴)، قرآن واحادیث پر مرزا صاحب کا ایمان۔

مرزا صاحب ازالہ اوہام ص۷۰۰ میں لکھتے ہیں۔ کہ:۔

"میں قرآن شریف کی غلطیاں نکالنے کے لئے آیا ہوں"

پھر آگے چلکر اسی ازالہ اوہام ص۷۲۱ تا ۷۲۵ میں لکھتے ہیں۔ کہ:۔

"قرآن زمین سے اُٹھ گیا تھا۔ میں قرآن کو آسمان پر سے لایا ہوں"

قرآن شریف کا زمین سے اُٹھ جانا۔ اور اسمیں غلطیوں کا ہونا نص قرآنی "اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ"[۲] کے قطعی برخلاف ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف دنیا پر نازل فرماکر اسکی حفاظت کا خود وعدہ فرمایا۔ اور قرآن شریف میں کہیں نہیں فرمایا کہ کبھی یہ قرآن آسمان پر چلا جائیگا۔ اور پھر مرزا غلام احمد قادیانی کے ہاتھ زمین پر واپس بھیجا جاویگا۔ تو مرزا صاحب کا یہ ادعا محض باطل ہے۔ باقی رہا آپ کا قرآن شریف کی غلطیاں نکالنا۔ اور اس کے اسرار ورموز بیان کرنا جسکی بابت بہت لمبے چوڑے دعوے کئے جاتے ہیں۔ اس کا نمونہ اس کتاب کے گذشتہ اوراق میں دیا گیا ہے۔ کہ خلاف تعلیم قرآن آپ نے کیسے کیسے باطل عقائد مسلمانوں میں پھیلانے کی کوشش کی ہے۔ قرآن شریف کی تحریف معنوی میں آپ نے خوب زور خرچ کیا ہے۔ قرآن شریف کی آیات کے معنی اور مطلب کچھ ہیں۔ اور آپ کچھہ اور معنے کرتے ہیں۔ جنہیں علماء نے رد کیا ہے۔

---

[۱] ہمارا بہی اس سے اتفاق ہے۔ [۲] یہ قرآن ہم نے ہی اتارا ہے اور ہم ہی اسکے محافظ ہیں۔

اگر اسی کا نام آسمان سے قرآن کا دوبارہ لانا ہے۔ تو ہم اسے دور سے ہی سلام کرتے ہیں۔ کشف کی حالت میں آپ کو انا انزلناہ قریبا من القادیان بھی قرآن میں لکھا ہوا نظر آیا۔ مگر قرآن اس تحریف سے اب بھی پاک ہے۔

حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی اپنی تفسیر کے ص۳۰ میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ لَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُونَ الْحَقَّ کے معنے یہی ہیں۔ کہ قرآن مجید کے معنے حسب خواہش نفس کے کئے جاویں۔ اور سیاق و سباق کا لحاظ نہ رکھا جاوے۔ اور ضمائر کو خلاف قرینہ راجع کیا جاوے۔ جیسا کہ اکثر گمراہ فرقے اسلام میں سے کیا کرتے ہیں" مرزا صاحب بھی قرآن شریف کے معنے کرنے میں ایسا ہی کرتے ہیں۔ جیسا مسئلہ حیات مسیح علیہ السلام میں انہوں نے ضمائر کے ایر پھیر سے کام لیا ہے۔ اور آیات قرآنی کے معنے اپنے مفید مطلب نکالنے کی کوشش کی ہے۔

حدیث شریف کے متعلق جو مرزا صاحب کی روش ہے وہ ان کے اس قول سے ظاہر ہے۔ کہ:۔

"جو حدیث ہمارے الہام کے خلاف ہو ہم اسے ردی میں پھینک دیتے ہیں۔
(اعجاز احمدی ص۳۱ و ازالہ اوہام وغیرہ) ضمیمہ تحفۂ گولڑویہ صفحہ ۱۰ حاشیہ

آپ کے الہاموں کی جو حالت ہے۔ روشن ہے۔ جن کا سراسر غلط ہونا اس مختصر رسالہ میں بھی ثابت کیا جا چکا ہے۔ اور فصل آئندہ خصوصیت سے قابل ملاحظہ ہے۔ بجائے اس کے کہ مرزا صاحب حسب طریق سلف صالحین اپنے الہاموں کو قرآن و حدیث پر پیش کرتے۔ الٹا حدیثوں کو اپنے الہاموں پر پیش کرتے ہیں۔ اور تقوے اور خوف خدا کو چھوڑ کر عجب و تکبر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر فضیلت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اور زبانی دعوے یہ ہے۔ کہ میں فنا فی الرسول ہوں۔ اور بوجہ کامل اتباع عین محمد بن گیا ہوں میرے وجود میں محمد کے سوائے کچھ نہیں ہے۔ (دیکھو اشتہار ایک غلطی کا ازالہ) نیز کہتے ہیں

اقتدائے قول او در جان ماست
ہر چہ زو ثابت شود ایمان ماست

اس دورنگی نے مرزا صاحب کو مخبر صادق حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشگوئی کا مورد بنادیا۔ اور آنحضور کا فرمان ۱۳۰۰ برس کے بعد اپنے لفظوں اور معنوں کی رو سے بالکل صحیح ثابت ہوا۔ ارشاد مبارک یوں ہے۔

عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِ يكَرِبَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اِنِّيْ اُوْتِيْتُ الْقُرْاٰنَ وَمِثْلَهٗ مَعَهٗ اَلَا يُوْشِكُ رَجُلٌ شَبْعَانُ عَلٰى اَرِيْكَتِهٖ يَقُوْلُ عَلَيْكُمْ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ فَمَا وَجَدْتُّمْ فِيْهِ مِنْ حَلَالٍ فَاَحِلُّوْهُ وَمَا وَجَدْتُّمْ فِيْهِ مِنْ حَرَامٍ فَحَرِّمُوْهُ وَاِنَّ مَا حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ كَمَا حَرَّمَ اللّٰهُ (الحدیث) رواہ ابوداؤد والدارمی وابن ماجہ (مشکوۃ کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

یعنے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھے قرآن ہی دیا گیا ہے۔ اور قرآن کے ساتھ اسکی مثل بھی۔ خبردار رہو۔ قریب ہے۔ کہ ایک پیٹ بھرا کھاتا پیتا مغرور شخص اپنی چھپرکٹ پر بیٹھا ہوا یہ کہے گا۔ کہ تم صرف قرآن کو لو۔ اور جو اسمیں حلال ہو۔ اسکو حلال سمجھو۔ جو حرام ہو۔ اسکو حرام خیال کرو۔ تحقیق یہ ہے۔ کہ جسکو رسول اللہ حرام کرتے ہیں۔ وہ بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ خدا نے اسے حرام کیا ہے۔

اسی کتاب مشکوۃ شریف میں ایک اور حدیث اسطرح سے ہے۔

عَنْ اَبِيْ رَافِعٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا اُلْفِيَنَّ اَحَدَكُمْ مُتَّكِئًا عَلٰى اَرِيْكَتِهٖ يَاْتِيْهِ الْاَمْرُ مِنْ اَمْرِيْ مِمَّا اَمَرْتُ بِهٖ اَوْ نَهَيْتُ عَنْهُ فَيَقُوْلُ لَا اَدْرِيْ مَا وَجَدْنَا فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ اتَّبَعْنَاهُ (رواہ احمد وابوداؤد والترمذی وابن ماجہ والبیہقی فی دلائل النبوۃ)

مطلب اسکا بھی یہی ہے۔ جو پہلی حدیث کا ہے۔ رَجُلٌ شَبْعَانُ عَلٰى اَرِيْكَتِهٖ

کی تعریف مرزا صاحب پر کیسی صادق آتی ہے۔ آپ نے نہ خدمت دین کے لئے کوئی سفر کیا۔ نہ فرض حج ادا کیا۔ حالانکہ نہ صرف کھانے پینے سے ہی بطفیل مرید ان و دیگر اہل اسلام آپ بے فکر تھے۔ بلکہ لاکھوں روپیہ کی جائداد کے مالک تھے۔ مقویات و مفرحات نے آپ کے دماغ پر یہاں تک اثر ڈالا۔ کہ حدیث شریف سے ہی منکر ہو بیٹھے۔ اور پیشگوئی کی پوری پوری تصدیق کردی۔

کاش! مرزا صاحب آیت وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحٰى پر تدبر کرتے۔ اور ارشاد باری تعالےٰ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ کو مدنظر رکھتے۔ لیکن انہیں قرآن و حدیث سے سروکار ہی کیا تھا۔ وہ تو ہر تحریر میں اپنے مطلب اور غرض کو ملحوظ رکھتے تھے۔ اور طرز عمل انکا یہ تھا۔ ؎

ہم تو مانیں گے وہی جسمیں ہو مطلب کا نشاں
باقی سب لغو ہے اور جھوٹ حدیث و قرآں

(۵) حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے معجزات کی توہین۔

حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام کے متعلق مرزا صاحب کی تحریرات ایسی دل آزار اور معاندانہ ہیں۔ کہ اس کے اظہار و تحریر سے ہی بدن پر رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں جس مقدس نبی کے حالات قرآن کریم میں تفصیل و تصریح کے ساتھ درج ہوں۔ ان پر طرح طرح کے بہتان و افتراء باندھنا۔ اور اس کے ذلیل کرنے میں ایڑی چوٹی تک کا زور لگانا کچھ مرزا صاحب کے ہی منہ کو زیب دیتا ہے۔ جب اعتراض ہوا تو کہدیا۔ کہ یہ اعتراض بائبل کی بنا پر کئے گئے ہیں۔ بھلے آدمی! بائبل تو محرّف ہے۔ اس کے بیان سے سند پکڑنے کی آپ کو کیوں ضرورت پیش آئی۔ جبکہ قرآن کریم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پاکی بیان کرتا ہے۔ یہودی بھی تو ایسے ہی الزام لگاتے تھے۔ جن کی قرآن شریف نے تردید کی ہے۔ ایک جواب مرزا صاحب کی طرف سے یہ بھی دیا جاتا ہے۔ کہ یہ جو کچھ

لکھا گیا۔ یسوع کی نسبت لکھا ہے۔ ناظرین! یہ بھی ایک مرزائی دہوکا ہے۔ ورنہ
توضیح المرام ص۳ اور نور القرآن اور تحفہ قیصریہ ص۲۰-۲۱-۲۲ و ۲۵ براہین حصہ پنجم ص۱۸۷ حاشیہ
میں یسوع اور مسیح کے لفظ سے حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام ہی مراد لیگئی ہے۔

ذیل میں مرزا صاحب کی حقیقت دکھانے کیلئے انکی ہرزہ درائی کی کچھ نقل کیجاتی ہے
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت لکھتے ہیں۔ کہ:۔

(۱) آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ
کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا"۔ (ضمیمہ
انجام آتھم)

(۲) ایسے ناپاک خیال۔ متکبر۔ اور راستبازوں کے دشمن کو ایک بھلا مانس آدمی
بھی قرار نہیں دے سکتے۔ چہ جائیکہ اسے نبی کہا جائے۔ مریم کا بیٹا کشلیا کے بیٹے
سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ (حوالہ ایضاً)

(۳) "مسیح کے حالات پڑھو۔ تو یہ شخص اس لائق نہیں ہو سکتا۔ کہ نبی بھی ہو"۔
(الحکم ۲۱ر فروری ۱۹۰۲ء)

(۴) "مسیح کی راستبازی اپنے زمانہ کے راستبازوں سے بڑھکر ثابت نہیں ہوتی
بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے۔ کیونکہ وہ شراب نہ پیتا تھا۔ اور کبھی نہیں سنا گیا
کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کا عطر اس کے سر پر ملا تھا۔ یا ہاتھوں اور سر کے
بالوں سے اسکو چھوا تہا۔ یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تہی"۔ (دافع
البلاد اپریل ۱۹۰۲ء) نیز لکھتے ہیں۔ کہ:۔

"یہ بات پوشیدہ نہیں۔ کہ کسطرح یہ وہ نامحرم جوان عورتوں سے ملتا تہا۔ اور
کس طرح ایک بازاری عورت سے عطر ملواتا تہا۔ وہ ایک لڑکی پر عاشق ہوگیا۔ اور جب استاد
کے سامنے اس کے حسن و جمال کا تذکرہ کر بیٹھا۔ تو استاد نے اسے عاق کر دیا"۔ (الحکم

۲۱، فروری سنہ ۱۹۰۲ء)

(۵) "آپ کو کسیقدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔ آپ نے ایک یہودی استاد سے توریت پڑھی تھی۔ یا تو قدرت نے آپ کو زیرکی سے بہت حصہ نہیں دیا تھا۔ یا استاد نے شرارت سے آپ کو سادہ لوح رکھا۔ بہر حال آپ علم اور عملی قوٰے میں بہت کچے تھے۔ اسی لئے آپ کے بھائی آپ سے سخت ناراض رہتے تھے۔ اور ان کو یقین تھا۔ کہ آپ کے دماغ میں ضرور خلل ہے۔"

(۶) "آپ کو تین مرتبہ شیطانی الہام ہوا جسکی وجہ سے خدا سے منکر ہونے کیلئے تیار ہو گئے" (ضمیمہ انجام اتھم ص۶-۷)

(۷) "نہایت شرم کی بات ہے۔ کہ آپنے پہاڑی تعلیم کو جو انجیل کا مغز ہے یہودیوں کی کتاب طالمود سے چرا کر لکھا۔ اور پھر ایسا ظاہر کیا۔ کہ یہ میری تعلیم ہے۔ (آگے لکھتے ہیں) افسوس ہے۔ کہ وہ تعلیم بھی کچھ عمدہ نہیں عقل اور کانشنس دونوں اس تعلیم کے منہ پر طمانچے مار رہی ہیں۔" (ضمیمہ انجام آتھم)

(۸) حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف نجار کے ساتھ ۲۲ برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے۔" (ازالہ اوہام ص۳۰۳) نیز دیکھو توضیح مرام ص۲۱-۲۲ جہاں ایک نہایت گہرے پیرایہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بغیر باپ کی پیدائش کے قصہ کو استعارہ اور مجاز بنا دیا ہے۔ اور اسکو ایک روحانی اور عرفانی مرتبہ سے تعبیر کیا ہے۔ گویا ان کو یوسف نجار کا بیٹا تسلیم کیا ہے۔[1]

---

[1] پٹیالہ کے ایک معزز شخص مکرمی شیخ عباد اللہ صاحب پہلے مرزا صاحب کے مرید دینی تھے۔ جو عرصہ دراز یعنی ۲۰-۲۵ سال تک مرید رہے۔ مگر بعد میں مرزا کی تعلیم ان پر باطل ثابت ہوئی۔ اور تائب ہو گئے لیکن میری حیرت کی کوئی حد نہ رہی۔ جبکہ عند الملاقات ایک روز انہوں نے مجھے اپنا یہ عقیدہ ظاہر کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو یوسف نجار کے بیٹے تھے۔ بن باپ کی پیدائش کا قصہ غلط ہے۔ یہ اثر ان پر مرزائی تعلیم کا ہی رہا ہوا معلوم ہوتا ہے۔

(۹) "مسیح کا نمبر ہدایت اور توحید اور دینی استقامتوں کے کامل طور پر دلوں میں قائم کرنے کے بارہ میں ایسا کم درجہ رہا۔ کہ قریب قریب ناکام کے رہا۔ (ازالہ اوہام ص۳۱۰ و ۳۱۱) وہ پورا ناتوان اور بے علم تہا۔ اسکی راستبازی میں کلام ہے" (الحکم ۲۱۔ فروری سنہ ۱۹۰۲ء)

(۱۰) "اگر مسیح کے اصل کاموں کو ان حواشی سے الگ کر دیا جائے۔ جو محض افتراء کے طور پر یا غلط فہمی کی وجہ سے گھڑے گئے ہیں۔ تو کوئی عجوبہ نظر نہیں آتا۔ بلکہ مسیح کے معجزات اور پیشگوئیوں پر جسقدر اعتراض اور شکوک پیدا ہوتے ہیں۔ میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ کسی اور نبی کے خوارق یا پیش خبریوں میں کبھی ایسے شبہات پیدا ہوئے ہوں۔ (ازالہ ص۶) مگر پھر بھی عوام الناس ایک انبار معجزات کا ان کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ (ازالہ ص۸) عیسائیوں نے آپ کے بہت سے معجزات لکھے ہیں۔ مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ اور آپ کے ہاتھ میں سوائے مکر و فریب کے اور کچھ نہیں تھا۔" (ضمیمہ انجام آتھم ص۷)

"یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ ہے۔ کہ مسیح مٹی کے پرندے بنا کر اور انہیں پھونک مار کر انہیں سچ مچ کے جانور بنا دیتا تہا۔ بلکہ عمل ترب تھا۔ جو روح کی قوت سے ترقی پذیر ہو گیا تھا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ مسیح ایسے کام کے لئے اس تالاب کی مٹی لاتا تھا جس میں روح القدس کی تاثیر رکھی گئی تھی۔ بہرحال یہ معجزہ صرف ایک کھیل کی قسم سے تہا۔ اور وہ مٹی درحقیقت ایسی مٹی تہی۔ جیسے سامری کا گوسالہ۔" (ازالہ ص۳۲۲)

"وہ ۲۲ سال تک اپنے باپ یوسف نجار کے ساتھ نجاری کا کام کرتا رہا۔ اس پیشہ میں کلوں وغیرہ کا بنانا خوب آتا ہے۔ کچھ تعجب کی جگہ نہیں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح کو عقلی طور پر ایسے طریق پر اطلاع دیدی ہو۔ جو ایک کھلونا کل کو دبانے سے یا کسی پھونک مارنے کے طور پر پرواز کرتا ہو۔" (ازالہ ص۳۰۳)

۵۲ قرآن شریف کا کیسا صاف انکار ہے۔ آگے مفصل ذکر آتا ہے۔

"اگر یہ عاجز اس عمل (مسمریزم) کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے امید قوی رکھتا تھا۔ کہ ان اعجوبہ نمائیوں میں حضرت ابن مریم سے کم نہ رہتا۔" (ازالہ ص ۳۰۹)

(مسیح جیسے معجزات دکھلانے سے)، تنویر باطن اور تزکیہ نفوس کا جو اصل مقصد ہے۔ اس (دکھلانے والے) کے ہاتھ سے بہت کم انجام پذیر ہوتا ہے۔ (ازالہ ص ۳۱۰)

ناظرین! آپ نے دیکھ لیا۔ ایک پیغمبر کی ہتک اور اس کے معجزات کی بے وقعتی اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتی ہے۔ مرزا صاحب کے ان خیالات سے ظاہر ہے۔ کہ آپ کا قرآن کریم پر بالکل ایمان نہ تھا۔ ورنہ کوئی وجہ نہیں۔ کہ وہ قرآن شریف کی صریح آیتوں کے برخلاف لکھتے۔ ذیل میں نمبروار مرزائی ہفوات مندرجہ بالا کی تردید میں آیات قرآنی کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ کلام الٰہی سب مسلمانوں کے پاس موجود ہے۔ اصل آیات دیکھ کر اپنے ایمان کو تازہ کر سکتے ہیں۔

(۱) آپ کے خاندان کی تعریف۔ وَاِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرَانَ سے ... بِغَيْرِ حِسَابٍ تک (آل عمران رکوع ۴)

حضرت مریم علیہا السلام کی صفت و تطہیر وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ ... سے نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ تک (آل عمران رکوع ۵)

(۲ و ۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت و رسالت۔ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ (النساء رکوع ۲۳)

(۴) آپ کے اعلیٰ اوصاف۔ وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ ... سے ... مِنَ الصّٰلِحِيْنَ تک (آل عمران رکوع ۵)

(۵ و ۶) آپ کی تعلیم و حکمت۔ وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ سے ... بَنِیْ اِسْرَآءِيْلَ تک (آل عمران رکوع ۶)

(۷) انجیل اللہ تعالیٰ نے برائے ہدایت عطا فرمائی۔ وَقَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ ... سے

لِلْمُتَّقِیْنَ تک (المائدہ رکوع ۷)

(۸) حضرت عیسےٰ اور انکی والدہ کا آیت و نشان قدرت ہونا۔ وَالَّتِیْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِیْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَآ اٰیَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝ (الانبیاء رکوع ۶)

(۹) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کامیاب انبیاء کے زمرہ میں داخل ہونا۔ وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اخیر رکوع تک (الانعام رکوع ۱۰)

آپ کا موید بروح القدس ہونا۔ وَاٰتَیْنَا عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ الْبَیِّنٰتِ وَاَیَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ (البقر رکوع ۱۱)

(۱۰) مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزوں سے کہیں تو صاف انکار کیا ہے۔ اور کہیں ان کے معجزات کو مسمریزم اور مکروہ افعال سے نامزد کیا ہے۔ ذیل میں قرآن شریف سے ان کی اس لغو بیانی کی تردید کی جاتی ہے۔

قول مرزا صاحب	تردید بروئے قرآن شریف
(الف) مسیح نے کوئی معجزہ نہیں دکھایا۔ ان کے معجزوں پر بے حد شکوک پیدا ہوتے ہیں۔ آپ کے ہاتھ میں سوائے مکر و فریب کے کچھ نہ تھا۔	(الف) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاٰتَیْنَا عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ الْبَیِّنٰتِ وَاَیَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ۔ (البقر رکوع ۱۱) نیز دیکھو۔کہ۔
(ب) یہ اعتقاد مشرکانہ ہے۔ کہ مسیح مٹی کے جانور بنا کر پھونک مارتا تھا اور وہ پرند بنکر اڑ جاتے تھے۔ یہ مسمریزم تھا۔ یا تالاب کی مٹی کی تاثیر تھی۔ یا یوسف نجار کی تعلیم سے کوئی کھلونا بنا لیا ہوگا۔	(ب) قرآن شریف میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزوں کا حال اسطرح لکھا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ اپنے احسانات حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اسطرح جتلاتا ہے۔ (۱) ہمنے تم کو روح القدس سے مدد دی۔

قول مرزا صاحب	تردید بروئے قرآن شریف
	(۲) تم نے پنگھوڑے میں (پیدا ہوتے ہی) بھی اور بڑے ہوکر بھی لوگوں سے یکساں کلام کیا۔ یعنے بن باپ کے پیدا ہوکر اپنی والدہ کی پاکبازی کی تصدیق کی۔ (۳) توریت اور انجیل تم کو عطا کی گئی۔ (۴) مٹی سے ایک پرند کی صورت بنائی۔ اور اسمیں پھونک ماری۔ تو وہ زندہ جانور ہوکر اڑ گیا۔ (۵) مادرزاد کوڑھی اور اندھے کو چنگا کیا۔ (۶) قبر میں سے مردے کو زندہ کرکے نکالا۔ (۷) ہم نے بنی اسرائیل کو تم پر دست درازی کرنے سے روکا۔ اور قتل وصلیب سے محفوظ رکھا۔ (۸) تم پر آسمان سے خوان اُتارا گیا۔ (دیکھو سورۂ مائدہ رکوع ۱۵) اس قدر صاف اور صریح معجزات کے ہوتے ہوئے مرزا صاحب کا انکار کیے جانا اور معجزوں میں شک و شبہ رکھنا صاف طور پر قرآن شریف سے روگردانی نہیں تو اور کیا ہے؟
(ج) یہ معجزے ایک مکروہ قابل نفرت حرکات ہیں۔ ان سے تزکیہ نفس نہیں ہو سکتا۔ اگر یہ افعال قابل نفرت نہ ہوتے تو میں ان سے بھی زیادہ شعبدے دکھلا سکتا تھا۔	(ج) آپ نبی کاذب تھے۔ معجزے نہ پائے تو انگور کھٹے بتائے۔ لوگوں کے مرنے اور اپنے دشمنوں کی ہلاکت کی بیسیوں پیشگوئیاں آپ نے کیں۔ جن کو معیار صدق و کذب قرار دیا۔ ان میں بھی

آپ نے کیا خاک بجوبہ نمائی کی۔ (دیکھو فصل ۱۲ کتاب ہذا)

اور پھر مسلمانوں کے ڈر سے دکھلاوے کے لئے

اسطرح ہی لکھتے ہیں۔ ؎

معجزاتِ انبیائے سابقیں
آنچہ در قرآں بیانش بالیقیں
برہمہ از جان و دل ایمان ماست
ہرکہ انکارے کند از اشقیاست [۱]

دیکھ لیجئے! کیا اچھا ایمان ہے!!

چند اور تحریرات

مسلمانوں کا اعتقاد ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام قریب قیامت دوبارہ تشریف لائینگے۔ مگر مرزا صاحب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان الفاظ میں ڈانٹتے ہیں۔

(الف) اینک منم کہ حسب بشارات آمدم ؎ عیسیٰ کجاست تا بہ نہد پا بہ منبرم

(ب) ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو [۲] اس سے بڑھکر غلام احمد ہے

(ج) پھر ریویو آف ریلیجز صفحہ ۲۵۷ ج ۱ جون ۱۹۰۲ء میں لکھتے ہیں۔ کہ:۔

"وہ خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا۔ جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھکر ہے"۔

---

[۱] بے شک!

[۲] ابن مریم کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ مرزا صاحب کے حکم کی تعمیل جو مرید کرنا چاہیں گے۔ انکو قرآن مجید کی قرات و سماعت چھوڑنی پڑے گی۔

(د) کشتی نوح ص۱۶ میں لکھتے ہیں۔ کہ:-

"گو خدا نے مجھے خبر دی ہے۔ کہ مسیح محمدی، مسیح موسوی سے افضل ہے۔ لیکن تاہم میں مسیح ابن مریم کی بہت عزت کرتا ہوں"

بڑی مہربانی! نہائت نوازش!! عزت کرنے پر یہ حال ہے۔ جو اوپر درج ہوا۔ اگر کہیں ذلت کرنے لگے۔ خدا جانے کیا سے کیا کر دیتے۔ شائد مسیح علیہ السلام کا دنیا سے وجود ہی اڑا کر ان کو استعارہ اور مجاز بنا دیتے!!! ؎

جفائیں ہم پہ کیں اتنی مہربانی کی حالت میں
خدا جانے اگر تم خشمگیں ہوتے تو کیا کرتے

تصویر کا دوسرا رُخ

دوسری طرف جب مرزا صاحب کو کچھ اور مطلب نکالنے کی ضرورت ہوئی۔ تو ۲۵ رمئی ۱۸۹۷ء کو ایک رسالہ بنام تحفۂ قیصریہ تیار کر کے بطور مبارکباد جشن جوبلی ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کے حضور میں پیش کیا۔ جس میں سلطنت کے ساتھ صرف اپنی جماعت کو وفادار اور دیگر کل اہل اسلام کو گورنمنٹ کی نظر میں باغی و طاغی ظاہر کیا۔ اور جہاد کو ناجائز قرار دیا۔ اور اسمیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں نہائت تعظیم و تکریم کے الفاظ استعمال کئے چنانچہ لکھتے ہیں۔ کہ:-

"اس (خدا) نے مجھے اس بات پر بھی اطلاع دی ہے۔ کہ درحقیقت یسوع مسیح خدا کے نہائت پیارے اور نیک بندوں میں سے ہے۔ اور ان میں سے ہے۔ جو خدا کے برگزیدہ لوگ ہیں۔ اور ان میں سے ہے جن کو خدا اپنے ہاتھ سے صاف کرتا اور اپنے نور کے سایہ کے نیچے رکھتا ہے۔ خدا نہیں مگر خدا سے واصل ہے۔ اور ان کاملوں میں سے ہے

جو تھوڑے ہیں"۔ مت ۲۰-۲۱۔ ایساہی مت ۲۲ و ۲۳ وغیرہ پر یسوع مسیح کو خدا کا پیارا اور کامل انسان لکھا ہے۔

غرض یہ رسالہ جو خاص مطلب کے لئے لکھا گیا تھا۔ اسمیں اُسی حضرت یسوع مسیح کی جس کے حق میں پہلے اتنی دُر افشانی فرمائی تھی۔ خوب تعریف و توصیف کی۔

مرزا صاحب نے بروز کا مسئلہ نکال کر اس سے بھی خوب ہی فائدہ اٹھایا۔ اور اس فوٹو گرافی کے آلہ کی برکت سے جو چاہا اور جب چاہا۔ اسی وقت وہی بن گئے۔ چنانچہ اس فصل کے فقرہ ۲ میں بیان ہو چکا ہے۔ کہ مرزا صاحب ہر ایک نبی کا مظہر اور نمونہ ہونے کے مدعی تھے اُدھر ہندؤں کے لئے آپ کرشن جی مہاراج کا بروز اور کلنگی اوتار بن گئے۔ پھر نبوت کو مستحکم کرنے کے لئے ایک اشتہار ایک غلطی کا ازالہ لکھا۔ تو اسمیں کامل اور مکمل طور پر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مظہر اتم ہونے کے دعویدار ہو گئے۔ اور یہاں تک کہدیا۔ کہ میں کوئی علیحدہ وجود نہیں ہوں۔ بلکہ میں محمد ہوں۔ پھر میری نبوت کے دعوے سے کیوں گھبراتے ہو۔ محمد کی نبوت تو محمد کے ہی پاس رہی۔ اگر کسی غیر کے پاس چلی جاتی تو غیرت کا مقام تھا۔ (دیکھو ایک غلطی کا ازالہ)

لیکن ان سب عقائد۔ بروز۔ ظل۔ مظہر اور نمونہ وغیرہ کی اصل بنیاد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے عدم نزول کو ثابت کرنے کے لئے رکھی گئی تھی۔ اس کا مزید علاج انہوں نے یہ سوچا۔ کہ آؤ مسیح کا چولا ہی پہن لیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔ کہ:۔

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے ایک نائب کی درخواست کی۔ جو انہی کی حقیقت وجوہر کا متحد و مشابہ ہو۔ اور بمنزلہ انہی کے اعتقاد و جوارح کے ہو۔ اللہ نے ان کی دعا قبول فرما کر میرے دل میں مسیح کے دل سے پھونکا گیا۔ تو مجھے توجہات و ارادات مسیح کا ظرف بنایا گیا۔ حتیٰ کہ میرا نسمہ اس سے بھر گیا۔ اور اب میں وجود مسیح کی سلک میں اسطرح پرو دیا گیا ہوں۔ کہ ان کا کالبد و روح میرے نفس کے اندر عیاں ہے۔ اور ان کا وجود میرے وجود کے اندر پنہاں۔ مسیح کی جانب سے ایک بجلی کوند کر آئی۔ اور میری روح نے اس سے کامل

طور پر ملاقات کی۔ یعنے وجود مسیح کے ساتھ جو اتصال ہوا ہے۔ وہ تخیل سے بڑھکر ہے اور میں دیکھتا ہوں۔ کہ میرا دل۔ میرا جگر۔ میری عروق۔ میرے اوتاد بہ مسیح ہی سے بھرے ہوئے ہیں۔ اور میرا یہ وجود مسیح کے جوہر وجود کا ہی ایک ٹکڑا ہے۔ (تبلیغ ص ۷۹۔۸۰)

ہم مرزا صاحب کی اس تحریر کی موشگافی میں پڑنا نہیں چاہتے۔ اور اسکو تخیل سے بڑھکر ہی مان لیتے ہیں۔ اور نتیجہ کے طور پر بقول مرزا صاحب یہ تسلیم کر لیتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب اور مسیح علیہ السلام کا ایک ہی وجود ہے۔ لیکن مسیح کی جو تعریف مذکورہ بالا دس فقروں میں مرزا صاحب نے کی ہے۔ اسکو ملحوظ رکھکر ہم چند سوالات کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ کہ:۔

(۱) کیا مرزا صاحب اسی مسیح کا وجود ہیں۔ جسکی تین دادیاں اور نانیاں۔۔۔۔۔ الخ؟

(۲) کیا مرزا صاحب اسی مسیح کا وجود ہیں۔ جو ناپاک خیال۔ متکبر۔ راستبازوں کا دشمن اور بھلامانس بھی نہ تھا؟

(۳) کیا آپ اسی مسیح کا وجود ہیں۔ جو ہرگز اس قابل نہ تھا۔ کہ اسے نبی کہا جائے؟

(۴) کیا آپ اسی مسیح کا وجود ہیں۔ جو راستباز نہ تھا۔ شراب پیتا تھا۔ اور بازاری عورتوں سے حرام کی کمائی کا عطر ملواتا تھا۔ اور جوان عورتوں سے میل جول رکھتا تھا۔ اور ایک لڑکی پر عاشق بھی ہو گیا تھا۔[۱]

(۵) کیا آپ اسی مسیح کا وجود ہیں جسکو جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔ اور علمی اور عملی قوتوں میں کچا تھا؟

(۶) کیا آپ اسی مسیح کا وجود ہیں۔ جسکو شیطانی الہام ہوتے تھے؟

(۷) کیا آپ اسی مسیح کا وجود ہیں۔ جو عقلا کی کتابوں سے مضامین چراتا تھا۔ اور اپنی تصنیف ظاہر کرتا تھا؟

---

[۱] کوئی محمدی بیگم کی مثیل ہوگی۔

(۸) کیا آپ اسی مسیح کا وجود ہیں جسکو نجاری کی مشق کرتے کرتے معجزے (فقیدے) دکھلانے کی طاقت ہوگئی تھی؟

(۹) کیا آپ اسی مسیح کا وجود ہیں جس کا نمبر ہدایت۔ توحید اور دینی استقامتوں کو دلوں میں قائم کرنے میں اتنا کم رہا۔ کہ بالکل ناکام رہا۔ اور اسکی راستبازی میں کلام ہے

(۱۰) کیا آپ اسی مسیح کا وجود ہیں جس کے لئے خواہ مخواہ معجزوں اور نشانات کا ایک انبار بیان کیا جاتا ہے۔ مگر در اصل وہ مکار اور فریبی تھا۔ اور اس کے نشانات کی کچھ حقیقت نہیں؟

ناظرین! حضرت مسیح علی نبینا و علیہ السلام کی شان تو بہت ارفع اور اعلیٰ ہے لیکن ہم کو یہ کہنے میں ہرگز تامل نہیں۔ کہ مرزا صاحب (باستثنائے چند جزوی تعریفات مندرجہ فقرہ ۱۔۴۔۸) اسی مسیح کے کامل اور مکمل بروز اور مظہر اتم تھے۔ جن کی تعریف انہوں نے خود کی۔ اور جسے ہم نمبر ہذا کے شروع میں دس فقروں میں نقل کر چکے ہیں یہ منہ مانگی مشابہت اور مماثلت مرزا صاحب کو اس لئے حاصل ہوئی۔ کہ انہوں نے خدا کے برگزیدہ نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں نہایت دلیری اور بے باکی سے گستاخیاں کی تھیں۔ جو خود ان پر وارد ہوگئیں۔ سچ ہے۔ چاند پر تھوکا منہ پر آتا ہے

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنۂ پاکاں برد

(۶) مرزا صاحب کی اخلاقی حالت۔

حضور سرور کائینات افضل موجودات حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم مکارم اخلاق کا ایک اعلےٰ ترین نمونہ تھے۔ اس لئے قرآن کریم میں آپ کے اخلاق کی نسبت اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْم فرمایا گیا ہے۔ آپ دوستوں دشمنوں سب کے لئے رحمت تھے اور سخت سے سخت دو تعذیر بھی کسی کے لئے بد دعا نہیں فرماتے تھے۔ چنانچہ جنگ احد میں

جب لشکر اسلامی کو کچھ چشم زخم پہنچا۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھی سر مبارک پر زخم آیا۔ اور دندان مبارک شہید ہوئے۔ اسوقت صحابہ نے عرض کیا۔ کہ حضور حد ہو گئی ہے۔ اب تو کفار کے حق میں بد دعا فرماویں۔ حضور رحمۃ اللعالمین نے فرمایا۔ کہ :۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ قَوْمِیْ وَاھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ (یا اللہ میری قوم پر بخشش کر۔ اور انکو ہدایت دے۔ یہ لوگ میری دعوت اسلام کی قدر نہیں جانتے) اس امر پر نص قرآنی بھی شاہد ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ کہ :۔

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ
لَانْفَضُّوْا عَنْ حَوْلِكَ (قرآن شریف)

یہ کچھ اللہ کی ہی مہربانی ہے۔ کہ تو ان کو نرم دل ملگیا۔ اور اگر تو غصہ ور اور سخت دل ہوتا۔ تو یہ لوگ تیرے پاس سے بھاگ جاتے۔

سبحان اللہ۔ اللھم صلی علی محمد و آلہ و اصحابہ وبارک وسلم۔ فنعم من قال

ہو کس سے بیاں وصف ترے لطف و کرم کا — تو مہر مجسم ہے۔ تو رحمت کا ہے پتلا
صدمہ دُرِ دنداں کو ترے جن سے تھا پہنچا — کی اُن کیلئے تو نے بھلائی کی دعا ہے

کچھ اپنوں پہ ہی وقف نہ تھی تیری رحیمی — قائل ہیں تری مہر و مروّت کے عدو بھی
کی تو نے خطا عفو ہے ان کینہ کشوں کی — کھانے میں جنھوں نے کہ تجھے زہر دیا ہے

مرزا صاحب اپنے منہ میاں مٹھو! حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل اتباع۔ اور فنا فی الرسول ہونے کے مدعی تھے۔ کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز بنتے تھے۔ لیکن آپ کی اخلاقی حالت دیکھو۔ تو ع

چہ نسبت خاک را با عالم پاک!

ساری عمر اپنے انوکھے عقائد اور غیر اسلامی مسائل منوانے کے لئے اپنے سے اختلاف رکھنے والوں کے حق میں سب وشتم اور بد دعائیں کرتے مر گئے۔ ہاں زبانی دا خلا سب کچھ حاضر چنانچہ رسالہ ضرورۃ الامام کے صفحہ پر لکھتے ہیں۔ کہ:۔

"اول قوت اخلاق۔ چونکہ اماموں کو طرح طرح کے اوباشوں۔ سفلوں اور بد زبان لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ اس لئے ان میں اعلیٰ درجہ کی اخلاقی قوت کا ہونا ضروری ہے۔ تا ان میں طیش نفس اور مجنونانہ جوش پیدا نہ ہو۔ اور لوگ ان کے فیض سے محروم نہ رہیں۔ یہ نہایت قابل شرم بات ہے۔ کہ ایک شخص خدا کا دوست کہلا کر پھر اخلاق رزیلہ میں گرفتار ہو اور درشت بات کا ذرا بھی متحمل نہ ہو سکے۔ اور جو امام زمان کہلا کر ایسی کچی طبیعت کا آدمی ہو کہ ادنے ادنے بات میں منہ میں جھاگ آتا ہے۔ آنکھیں نیلی پیلی ہوتی ہیں۔ وہ کسی طرح امام زمان نہیں ہو سکتا۔ لہذا اس پر آیت انک لعلیٰ خلق عظیم کا پورے طور پر صادق آجانا ضروری ہے"

ایسی ہی تعریفیں اور نشانات وعلامات لکھکر صفحہ ۲۴ پر لکھتے ہیں۔ کہ:۔

"وہ امام الزمان میں ہوں"

ہم کہتے ہیں کہ بے شک نہ صرف اماموں میں بلکہ ہر سچے مسلم میں جو اس سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کا مدعی ہے۔ جس پر آیت انک لعلیٰ خلق عظیم نازل ہوئی تھی۔ انہی اوصاف واخلاق کا ہونا لازمی ہے۔ لیکن باوجود اس صاف وصریح دعوے کے مرزا صاحب نے جو اخلاقی حالت دکھائی۔ اس کے دو تین نمونے درج ذیل ہیں۔

(الف) "مرزا صاحب نے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کو رسالہ اعجاز احمدی میں دعوت دی تھی۔ کہ وہ میری پیشگوئیوں کی پڑتال کے لئے قادیاں آویں۔ اور ہر غلط پیشگوئی پر یکصد روپیہ انعام لیں۔ اس کے ساتھ ہی بڑے زور سے پیشگوئی کی تھی۔ کہ مولوی ثناء اللہ ہرگز پیشگوئیوں کی پڑتال کے لئے قادیاں نہیں آئیں گے"

اس پیشگوئی کو مولوی صاحب نے یوں غلط ثابت کر دیا۔ کہ ۱۰ جنوری ۱۹۰۳ء کو اسی غرض کیلئے

قادیاں پہنچ گئے۔ وہاں جاکر مرزا صاحب سے خط و کتابت شروع کی۔ تو مرزا صاحب نے بلطائف الحیل ان کو ٹالنا چاہا۔ چنانچہ ان کو لکھا۔ کہ پڑتال کا یہ طریقہ ہوگا۔ کہ آپ مجمع عام میں کسی پیشگوئی پر صرف ایک سطر یا دو سطروں میں اعتراض لکھکر ہمکو دیدیں۔ بولنے کا آپ کو ہرگز حق نہ ہوگا۔ منہ بالکل بند رکھنا ہوگا۔ جیسے صُمٌّ بُکْمٌ "تین گھنٹہ میں ہم آپ کو جواب دینگے"۔ الخ

گھر پر بلاکر کیا ہی اچھا طریق پڑتال تبلایا۔ کہ مولوی صاحب تو ایک دو سطریں اعتراض لکھکر دیدیں۔ اور مرزا صاحب تین گھنٹہ تک اس پر تقریر کریں۔ اور مولوی صاحب کو ایک حرف بولنے کی اجازت نہ ہو۔

چنانچہ مولوی صاحب نے اول اس نا انصافی کی شکایت کی۔ اور پھر اسی شکل کو قبول کرکے اتنی رعائت طلب کی۔ کہ میں اپنی یہ دو تین سطریں مجمع میں کھڑا ہو کر سناؤنگا۔ اور ہر گھنٹہ کے بعد ۵ منٹ سے ۱۰ منٹ تک آپ کے جواب کی نسبت رائے ظاہر کرونگا۔ الخ

مرزا صاحب نے اس سے بالکل انکار کرکے تحریری جواب دیدیا۔ اس جواب کے لکھتے وقت مرزا صاحب کی جو حالت تھی۔ وہ خط کے لانے اور لیجانے والوں نے اسطرح تحریری بیان کی ہے۔

(**شہادت**) ہم خدا کو حاضر ناظر جان کر بحکم لَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ سچ کہتے ہیں۔ کہ ہم جب مولانا ثناء اللہ صاحب کا خط لیکر مرزا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو جناب ایک ایک فقرہ سنتے جاتے تھے۔ اور بڑے غصے سے بدن پر رعشہ تھا۔ اور دہان مبارک سے خوب گالیاں دیتے تھے۔ اور حضار مجلس مرید بھی ساتھ کے ساتھ کہتے جاتے تھے۔ کہ حضرت واقعی ان مولوی لوگوں کو تمیز و تہذیب نہیں۔ چند الفاظ جو مرزا صاحب نے علماء کی نسبت عموماً اور مولوی ثناء اللہ صاحب کی نسبت خصوصاً فرماتے تھے۔ یہ ہیں۔

---

۵۱ منہ بند رکھکر آدمی صم دگونگا، تو ہو سکتا ہے مگر بکم (بہرا) کس طرح ہو سکتا ہے؟

خبیث۔ سور۔ کتا۔ گوں خوار۔ بدذات ہم اس کو کبھی بولنے نہ دیں گے۔ گدھے کی طرح لگام دیکر بٹھائیں گے۔ اور گندگی اس کے منہ میں ڈالیں گے۔ لعنت ہی لیکر جائیگا۔ اسکو کہو۔ کہ قادیاں سے لعنت لیکر چلا جاوے۔ (قادیاں میں لعنت کا ہی ذخیرہ تہا۔ مولف) وغیرہ وغیرہ۔ سننے اور دیکھنے میں بڑا فرق ہے۔ ہم حلفیہ بطور شہادت کے کہتے ہیں۔ کہ ایسی گالیاں ہم نے مرزا صاحب کی زبان سے سنی ہیں۔ جو کسی چوہڑے چمار سے بہی کبھی نہیں سنیں" (الہامات مرزا)

العبد حکیم محمد صدیق ساکن جالندھر بستی دانشمنداں -
العبد محمد ابراہیم ساکن امرتسر کٹرہ سفید -

اب غور کی جا ہے۔ کہ مولوی صاحب کو دعوت دیکر تو مرزا صاحب نے بلایا۔ اور جب وہ پہنچ گئے۔ تو بلا قصور ان کی نسبت یہ درافشانی فرمائی۔ اسطرح گھر پر بلا کر ایسی تواضع کرنا کہاں کا اخلاق اور انسانیت ہے۔ ذرا اسکا مقابلہ ضرورۃ الامام کی عبارت محولہ بالا سے تو کر کے دیکھو سچ ہے۔ کہ :-

ہاتھی کے دانت کھانے کے اور ہوتے ہیں۔ دکھانیکے اور

(ب) علمائے اسلام نے چونکہ مرزا صاحب کے دعووں کو نہ مانا۔ بلکہ لوگوں کو ان کی چالاکیوں اور خلاف شرع تعلیم سے آگاہ کر دیا۔ اس لئے مرزا صاحب ان کے بہت ہی خلاف تہے۔ اور انکو نہایت غلیظ گالیوں اور گندہ الفاظ سے یاد کیا کرتے تہے۔ ممکن ہے۔ کہ بالمقابل بہی کسی نے ترکی بترکی خطاب کیا ہو۔ لیکن مرزا صاحب تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز اور مظہر اتم بنتے تہے۔ اور خود رسالہ ضرورۃ الامام میں بہی امام الزمان کے اخلاق کا نمونہ درج کر چکے تہے۔ پہر ان کی طرف سے یہ سب وشتم اور گالی گلوچ کا سلوک کیوں ہوا۔ یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے۔ کہ عام طور پر سخت کلامی اور درشتی تحریر کی ابتدا مرزا صاحب کی طرف سے ہی ہوتی تہی۔ ذیل میں مرزا صاحب کی مختلف کتابوں اور تحریروں سے ان کی دی ہوئی گالیاں بلحاظ حروف ہجی کتاب عصائے موسیٰ سے نقل کی جاتی ہیں۔ ناظرین

مرزا صاحب کی ان نئی ایجاد کردہ گالیوں کی مرزائیوں کو داد دیں۔ اور مرزا صاحب کی روح کو بھی اس حق ایجاد کا ثواب بخشدیں۔

الف	لے بد ذات فرقہ مولویاں۔ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا۔ وہی عوام کالانعام کو بھی پلایا۔ اندھیرے کے کیڑو ایمان و انصاف سے دور بھاگنے والو۔ اندرونی نیم دہریہ۔ ابولہب۔ اسلام کے دشمن۔ اسلام کے عار مولویو۔ اے جنگل کے وحشی۔ اے نابکار۔ ایمانی روشنی سے مسلوب۔ احمق مخالف۔ اے پلید دجال اسلام کے بدنام کرنے والے۔ اے بدبخت مفتریو۔ اعمیٰ۔ اشرار۔ اول الکافرین اوباش۔ اے بد ذات خبیث دشمن اللہ اور رسول کے۔ ان بیوقوفوں کے بھاگنے کی جگہ نہ رہیگی۔ اور صفائی سے ناک کٹ جائے گی۔"
ب۔پ	بے ایمان اندھے مولوی۔ پلید طبع۔ پاگل۔ بد ذات۔ بدگوہری ظاہر نہ کرتے بیحیائی سے بات بڑھانا۔ بددیانت۔ بے حیا انسان۔ بد ذات فتنہ انگیز۔ بدقسمت منکر۔ بدچلن۔ بخیل۔ بداندیش۔ بدظن۔ بدبخت قوم۔ بدگفتار بدباطن۔ باطنی جذام۔ بخل کی سرشت والے۔ بیوقوف جاہل۔ بیہودہ بدعلماء۔ بے بصر۔
ت	تمام دنیا سے بدتر۔ تنگ ظرف۔ ترک حیا۔ تقوے و دیانت کے طریق کو بکلی چھوڑ دیا۔ ترک تقوے کی شامت سے ذلت پہنچ گئی۔ تکفیر و لعنت کی جھاگ منہ سے نکالنے کے لئے۔

لے تمام فرقہ مولویاں کو بد ذات بتا کر مرزا صاحب نے اپنی نیکذاتی کا ثبوت دیا ہے۔ مولویوں کا فرقہ وہی ہے۔ جس کیلئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے۔ کہ جس نے میری امت کے علماء کی عزت کی اس نے میری عزت کی اور جس نے انکی اہانت و ہتک کی اس نے میری ہتک کی۔ ایک اور حدیث میں علماء کو وارث انبیاء بھی فرمایا ہے

ث	ثعلب (لومڑی) ، ثم اعلم ایها الشیخ الضال والدجال البطال
ج چ	جھوٹ کی نجاست کھائی - جھوٹ کا گوہ کھایا - جاہل وحشی - جادہ صدق وثواب سے منحرف دور - جعلساز - جیتے ہی جی مرجانا - چوہڑے - چمار
ح	حمار - حمقا - حق وراستی سے منحرف - حاسد - حق پوش -
خ	خبیث طبع مولوی جو یہودیت کا خمیر اپنے اندر رکھتے ہیں - خنزیر سے زیادہ پلید - خدا کی ذلت انہی کے منہ پر - خالی گدھے - خائن - خیانت پیشہ - خائن خالیۃ من نور الرحمن - خام خیال - خفاش -
د ڈ	دل سے مجذوم - دھوکا دہ - دیانت ایمانداری راستی سے خالی - دجال دروغ گو - ڈوموں کی طرح مسخرہ - دشمن سچائی - دشمن قرآن دلی تاریکی -
ذ	ذلت کی موت - ذلت کے ساتھ پردہ داری - ذلت کے سیاہ داغ ان کے منحوس چہروں کو سوروں اور بندروں کی طرح کردینگے۔
ر	رئیس الدجالین - ریش سفید کو منافقانہ سیاہی کے ساتھ قبر میں لیجائینگے روسیاہ - روباہ باز - رئیس المتصلفین - راس المعتدین - راس النادین
ز	زہرناک مادے والے - زندیق - زاویہ گزین بخشو الی مواجی الزورا -
س	سچائی چھوڑنے کی لعنت انہی پر برسی - سفلی ملا - سیاہ دل منکر سخت بیحیا سیاہ دل فرقہ کسقدر شیطانی افتراؤں سے کام لے رہا ہے - سادہ لوح سانہسی - سفہا - سفلہ - سلطان المتکبرین الذی اضاع دینہ بالکبر والتوہین - سگ بچگان -
ش	شرم وحیا سے دور - شرارت - خباثت وشیطانی کارروائی والے - شریف از سفلہ نمے ترسد - بلکہ از سفلگئی او مے ترسد - شریکار شیخی سے بھرا ہوا - شیخ نجدی

ص	صدر القضاۃ نیوش صدرک ضربہ ویرک رمانی بجار دمار۔
ض	ضال۔ ضرہم اکثر من ابلیس لعین۔
ط	طائع منحوس۔ طبتم نفسا بالعناد الحق والدین۔
ظ	ظالم۔ ظلمانی حالت
ع	علماء السوء۔ عداوت اسلام۔ عجب وپندار والے۔ عدو العقل۔ عقارب عقب الکلب۔ عدوہا۔
غ	غول الاغوی۔ غدار سرشت۔ غالی۔ غافل۔
ف	فیمنت یا عبد الشیطان۔ فریبی۔ فن عربی سے بے بہرہ فرعونی رنگ۔
ق	قبر میں پاؤں لٹکائے ہوئے۔ قست قلوبہم۔ قد سبق الکل فی الکذب
ک گ	کتے۔ گدھا۔ کینہ ور۔ گندے اور پلید فتوے والے۔ کمینہ۔ گندی کاروائی والے۔ کہاد (مادر زاد اندھے) گندی عادت۔ گندے اخلاق۔ گندہ دہانی گندے اخلاق والے ذلت سے غرق ہوجا۔ کج دل قوم۔ کوتاہ نظر۔ کھوپڑی میں کیڑا۔ کیڑوں کی طرح خود ہی مرجاویں گے۔ گندی روح۔
ل	لاف وگزاف والے۔ لعنت کی موت۔
م	مولویت کو بدنام کرنے والو۔ مولویوں کا منہ کالا کرنے کیلئے۔ منافق۔ مفتری۔ مورد غضب۔ مفسد۔ مرے ہوئے کیڑے۔ مخذول۔ مہجور مجنون۔ مغرور۔ منکر۔ محجوب مولوی۔ ممسک طینت مولوی کی بک بک مردار خوار مولویو۔
ن	نجاست نہ کھاؤ۔ نااہل مولوی۔ ناک کٹ جائیگی۔ ناپاک طبع لوگوں نے نابینا علماء۔ نمک حرام۔ نفسانی۔ ناپاک نفس۔ نابکار قوم۔ نفرتی وناپاک شیوہ

	ناداں متعصب۔ نالائق۔ نفس امارہ کے قبضہ میں۔ نااہل حریف۔ نجاست سے بھرے ہوئے۔ نادانی میں ڈوبے ہوئے۔ نجاست خواری کا شوق۔
و	وحشی طبع۔ وحشیانہ عقائد والے۔
ہ	ہامان۔ ہالکین۔ ہندو زادہ۔
ی	یک چشم مولوی۔ یہودیانہ تحریف۔ یہودی سیرت۔ یا ایہا الشیخ الضال والمفتری البطال یہود کے علماء یہودی صفت وغیرہ وغیرہ (از علمائے موسیٰ)

اس کے علاوہ اخبار دُرِ نجف لاہور میں بھی مرزا صاحب کی بدزبانیوں کی ایک فہرست چھپی تھی جس میں سے چند اقتباسات ذیل میں درج ہیں۔

پادریوں کی نسبت۔ پادریوں نے شرارت پر کمر باندھی۔ شوخی سے ناچتے پھرے ان کے نہائیت پلید اور بدذات لوگوں نے گالیاں نکالیں۔ لعنت ہے تم پر اگر نہ آو اور سڑے گلے مردے (حضرت مسیح) کا میرے زندہ خدا کے ساتھ مقابلہ نہ کرو۔

مولوی عبدالحق غزنوی کی نسبت۔ خاصکر رئیس الدجالین عبدالحق اور اسکا گروہ علیہم نعال لعن اللہ الف الف مرۃ اے پلید دجال پیشگوئی تو پوری ہوگئی۔

صوفیائے کرام کی نسبت۔ بعض جاہل سجادہ نشین۔ اور فقیری اور مولویت کے شتر مرغ۔ یہ سب شیاطین الانس ہیں جسقدر فقرا میں سے اس عاجز کے مکفر یا مکذب ہیں۔ وہ تمام اس کامل نعمت مکالمہ الہیہ سے بے نصیب ہیں۔ اور محض یاوہ گو اور ژاژ خا ہیں۔

ایک جگہ مولوی عبدالحق صاحب غزنوی۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی۔ مولوی احمد اللہ و مولوی ثناء اللہ صاحبان امرتسری کی نسبت لکھتے ہیں۔ کہ :-

یہ جھوٹے ہیں اور کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھا رہے ہیں۔

یہاں تک تو نثر تھی۔ اب ذرا منظوم گالیوں کا نمونہ بھی ملاحظہ ہو۔

مولوی سعد اللہ صاحب[۱] لودیانوی کی نسبت

اک سگ دیوانہ لودیانہ میں ہے — آجکل وہ خر شتر خانہ میں ہے
بد زبان بدگوہر و بدذات ہے — اسکی نظم و نثر واہیات ہے
آدمیت سے نہیں ہے اسکو مس — ہے نجاست خوار وہ مثل مگس
سخت بدتہذیب اور منہ زور ہے — منہ پہ آنکھیں ہیں مگر دل کور ہے
حق تعالے کا وہ نافرمان ہے — آدمی کا ہے کو ہے شیطان ہے
چیختا ہے بیہدہ مثل حمار — بھونکتا ہے مثل سگ وہ بار بار
مغز لونڈوں نے لیا ہے اسکا کھا — بکتے بکتے ہو گیا ہے باولا
کچھ نہیں تحقیق پر اس کی نظر — اس کا اک استاد ہے والا گہر
دوغلا استاد اس کا پیر ہے — اسکی صحبت کی یہ سب تاثیر ہے
جہل میں بوجہل کا سردار ہے — بولہب کے گھر کا برخوردار ہے
سخت دل نمرود یا شداد ہے — جانور ہے یا کہ آدم زاد ہے

[۱] مولوی سعد اللہ صاحب کفر کو چھوڑ کر داخل اسلام ہوئے تھے۔ دین حقہ کو محنت شاقہ سے حاصل کیا۔ عالم بنے۔ انکی فیضانِ صحبت سے کئی شخص داخل اسلام ہوئے نہایت متبع سنت تھے ایسے شخص اور عام علماء کے لئے مرزا کی یہ گوہر افشانی دربار عزازیلی میں نہایت استحسان سے دیکھی گئی ہوگی۔ مرزا صاحب یہ حدیث بھی بھول گئے۔

لیس الصدیق لعاناً

ہے وہ نابینا دیا خفاش ہے | مسخرا ہے منہ پھٹا اوباش ہے

وہ مقلد اور منقلد اس کا پسر | پھر محدث بنتے ہیں دونو شریر

اسکو چڑھتا ہے بخاری سے بخار | پھیرتا ہے اس سے منہ اب نابکار

شورہ پشتی اس کی ہر ہر رگ میں ہے | جسطرح سے زہر مار وسگ میں ہے

ہائے صد افسوس اس کے حال پر | لاکھ لعنت اس کے قیل وقال پر

آدمی سے بنگیا بندر ذلیل | ملگیا کفار سے وہ بے دلیل

وہ یہودی ہے نصارے کا امیں | پادری مردود کا ہے خوشہ چیں

ایسا ہی بہت بکواس ہے - پھر عام مولویوں کو للکارتے ہیں

ہو اگر غیرت تو وہ مرجائیں سب | ورنہ ہوگا لعنتی ان کا لقب

وہ بطالی فتنہ گر آوے ذرا | شکل اپنی آ کے دکھلاوے ذرا

آویں اب لودیانہ کے سارے شریر | اور وزیر آباد کا آوے ضریر

اب وہ افغانی کہاں ہے بدلگام | وہ رسل بابا کہاں ہے عقل خام

احمد اللہ نیم بسمل ہے کہاں | ساتھ لاوے اپنے شاگرد جواں

بوچڑاں کا کھیوڑہ آوے ادہر | ہینگتا مدت سے ہے مانند خر

اب مقابل ہو رشید کج ادا | کرتا رہتا ہے جو بدگوئی سدا

اب مقابل ہووے بھوپالی بشیر | ہوگیا مردود وخاسر جس کا پیر

مولوی اور پیرزادے آئیں کُل | جو مچاتے ہیں بہت مدت سے غُل

جو نہ آوے سخت بے غیرت ہے وہ | اور بڑا حق پوش بے عزت ہے وہ

حیلہ بازی سے نہ اب روپوش ہوں | گونگے شیطاں ہوں اگر خاموش ہوں

جو نہ آوے اس پہ لعنت باربار | جو کہ بھاگے اس پہ لعنت صد ہزار

اس سے جو بھاگے بڑا مردود ہے | جھوٹ کا سب اسکا تار و پود ہے
گر مقابل آئے تو مارے گئے | اور اگر بھاگے تو پھٹکارے گئے
خوک اور بندر سبھی بن جاؤ گے | اپنی کرتوتوں کا بدلہ پاؤ گے
کوئی کوڑھی ہوگا دیوانہ کوئی | عافیت سے ہوگا بیگانہ کوئی
نامرادی یوں کسی پر آئیگی | آل اور اولاد ہی مرجائیگی

دعا

جسقدر یہ مولوی ہیں نابکار | یا ہدایت دے انہیں یا انکو مار
ہر عدوئے دیں کا کر خانہ خراب | آسمانی بھیج تو ان پر عذاب

(لاحول ولا قوۃ الا باللہ)

ناظرین! یہ ہیں قادیانی مدعی رسالت کی گل افشانیاں۔ اور ان کے اخلاق کریمہ کی پھلجھڑیاں اس پر وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی کا الہام بھی ہے۔ شائد مرزا صاحب کا ملہم اس فن (گالی گلوج اور بدزبانی) کا کوئی بڑا استاد ہے۔ جو مرزا صاحب کی زبان ایسی رواں ہے۔ اس اعجازی تحریر نظم و نثر کے روبرو جرکیں کی شاعری۔ سودا کی ہجو گوئی۔ جعفر زٹلی کی زٹلیات اور بھٹیاریوں کی بکواس سب مات ہیں۔ ذرا مزورۃ الامام مث کے حوالہ کو پھر دیکھنا!۔ انک لعلی خلق عظیم۔ کی یہ کیا اچھی تفسیر ہے! کیا تحمل و بردباری کا نمونہ دکھایا ہے!! اخلاق یہ اور دعوے نبوت و رسالت۔!!!

مثل مشہور ہے۔ کہ جیسا منہ ویسے تھپیڑ۔ ذرا سنئے۔ خود مرزا صاحب کے خسر میر ناصر نواب دہلوی مرزا صاحب کی شان میں کیا فرماتے ہیں۔ یہ اشعار چونکہ گھر کے بھیدی نے لکھے ہیں۔ اس لئے مستند بھی ہیں۔

منقول از نظم مندرجہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۱۲ جلد ۱۴

بدمعاش اب نیک ازحد بن گئے | بو مسیلم آج احمد بن گئے

عیسئ دوراں بنے دجال ہیں — ہر طرف مارے انہوں نے جال ہیں
ظاہری افعال ان کے نیک ہیں — سارے عالم میں وہ گویا ایک ہیں
عالم و صوفی ہیں اور شب خیز ہیں — مال پر لوگوں کے دنداں تیز ہیں
ہر طرح سے مال ہیں وہ نوچتے — ہیں نئی تدبیر ہر دم سوچتے
جسطرح ہو مال کچھ کھا جائیے — کچھ نیا اب شعبدہ دکھلائیے
ہو کوئی کیسا ہی گرچہ بد معاش — میوۂ زر کی وہ دیدے انکو قاش
پھر تو وہ مقبول رحماں ہے ضرور — ان کے دل کو اسنے پہنچایا سرور
متقی ان کو نہ دے تو ہے شقی — جو شقی دے انکو وہ ہے متقی
ہیں امیروں سے بڑھاتے میل جول — کر کے تعریفیں اڑا لیتے ہیں مول
جو کوئی دے۔ ہاتھ کر دینگے دراز — اسقدر ہے ان کے دلمیں حرص و آز
ہیں امیر اور لیتے ہیں صدقہ زکوٰت — دینداری کی نہیں ہے کوئی بات
علم ہے دنیا کمانے کے لئے — دولتِ دنیا ہے کھانے کے لئے
دل میں اپنے مشتعل ہوتے نہیں — ہنستے رہتے ہیں کبھی روتے نہیں
غیظ میں بدمست ہو جاتے ہیں وہ — اپنی چالاکی پہ اتراتے ہیں وہ
اپنی تعریفوں سے بھرتے ہیں کتاب — آیت قرآں ہیں گویا اُن کے خواب

(۷) **ایفائے عہد اور حصول زر** - قرآن کریم اور احادیث شریف ایفائے عہد کی تاکیدوں سے پر ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ (وعدے پورے کیا کرو) اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ (اقرار پورے کیا کرو) اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا (عہد و اقرار کے (ایفا کی) بابت قیامت کے دن سوال ہوگا۔) وغیرہ احادیث صحیحہ میں بھی اقرار و عہد پورا کرنے کی تاکیدیں فرمائی گئی ہیں۔ چنانچہ ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منافق کی علامات میں ایک علامت یہ ارشاد فرمائی ہے۔ کہ۔ اِذَا عَاهَدَ غَدَرَ (یعنے منافق کی ایک یہ نشانی بھی ہے۔ کہ بد عہدی کرتا ہے) اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ایفائے عہد کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین!

مرزا صاحب کے ایفائے عہد کی حالت دیکھنے کیلئے انکی کتاب براہین احمدیہ کا قصہ ہی قابل غور ہے

ابتداءً مرزا صاحب ضلع سیالکوٹ کے دفتر میں ۱۵؎ روپیہ ماہوار کے ملازم تھے تنخواہ کم تھی۔ گزارہ نہیں ہوتا تھا۔ تو مختاری کا امتحان دیا۔ مگر فیل ہو گئے۔ اس کے بعد ایک دوست نے ان کو مشورہ دیا۔ کہ آپ کو مذہبی مطالعہ کا شوق رہا ہے۔ بہتر ہو کہ مذاہب کی تردید میں کتابیں لکھ کر فروخت کرو۔ چین کرو گے۔ اس رائے سے اتفاق کر کے مرزا صاحب سیالکوٹ سے لاہور آکر مسجد چینیانوالی میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سے ملے۔ اور ارادہ ظاہر کیا۔ کہ میں ایک ایسی کتاب لکھنا چاہتا ہوں۔ جو کل ادیان کا بطلان کرے۔ اور حقیقت اسلام اس سے ظاہر ہو۔ مولوی صاحب نے بھی ان کی رائے کو پسند کیا۔ بلکہ عملاً مدد کو مستعد ہو گئے۔ چنانچہ مرزا صاحب نے ایک اشتہار جاری کیا۔ کہ صداقت اسلام پر ایک کتاب لکھی جائیگی۔ جس میں تین سو دلائل حقانیت اسلام پر ہونگی۔ اور قیمت اس کی پانچ روپیہ اور دس روپیہ بعد پیشگی ہو گی۔

اسلام کے ہمدردوں اور شیدائیوں نے خدمت اسلام کو اپنا فرض سمجھکر مدد دینی اور روپیہ بھیجنے شروع کئے۔ چاروں طرف سے روپیہ کی بارش ہونے لگی۔ مرزا صاحب مالا مال ہو گئے۔ اور قرضہ بھی اتر گیا۔ چنانچہ خود فرماتے ہیں۔ کہ:۔

جہاں مجھے دس روپیہ ماہوار کی امید نہ تھی۔ لاکھوں تک نوبت پہنچی۔

بعض مسلمانوں نے بڑی بڑی رقمیں بھی دیں۔ مثلاً خلیفہ سید محمد حسن خانصاحب وزیر اعظم پٹیالہ پانصد ۵۰۰ روپیہ۔ بابو الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ دوصد ۲۰۰ روپیہ وغیرہ کتاب بھی جزوی طریق پر نکلنی شروع ہو گئی۔ مگر اس کتاب کے لکھتے لکھتے مرزا صاحب کو

؎ ایک بیوی کے زیور کی ہی تفصیل کلمہ فضل رحمانی میں بحوالہ رہن نامہ رجسٹری شدہ منجانب مرزا صاحب قابل دید ہے۔ جس کی مجموعی میزان تین ہزار تین سو سینتیس ۳۳۳۷ روپیہ ہوتی ہے۔ باوجود اس کے آپ زکات ہی لیتے رہے۔ گو اشاعت اسلام کے بہانہ سے

مجدد۔ مہدی۔ مثیل مسیح اور نبوت و رسالت کے خواب آنے لگے۔ اور انہوں نے اسکی جلد چہارم کے اخیر میں اشتہار دیدیا۔ کہ اب براہین کی تکمیل خدا نے اپنے ذمہ لے لی ہے۔ اس فقرہ کے معنے عملاً یہ ہوئے۔ کہ کتاب کی اشاعت بند کردی۔

اس کتاب کی پہلی جلد تو صرف اشتہار ہی ہے۔ دوسری اور تیسری جلد میں مقدمہ اور چوتھی جلد میں مقدمہ اور تمہیدات کے بعد باب اول شروع ہی ہوا تھا۔ کہ اشاعت ملتوی کردی گئی۔ کل کتاب کے (۵۱۲) صفحہ ہوئے۔ اور تیسری جلد کے اخیر پر اشتہار تھا کہ کتاب تین سو جزء تک پہنچ گئی ہے۔ اور اس دوران میں قیمت کتاب بھی دس روپیہ اور پچیس روپیہ کردی۔

جتنی کتاب تیار ہو گئی تھی۔ یہ بھی کئی بار چھپی۔ اور ہزارہا جلدیں اسکی فروخت ہوئیں پیشگی قیمت دینے والوں نے تقاضاء کیا۔ کہ جس کتاب کا وعدہ کیا تھا۔ خریداروں کے پاس پہنچنی چاہیئے۔ ان لوگوں کو خاموش کرنے کے لئے ایک عجیب و غریب اشتہار شائع کیا گیا۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔ کہ:۔

" اس توقف کو بطور اعتراض پیش کرنا محض لغو ہے۔ قرآن کریم بھی باوجود کلام الٰہی ہونے کے ۲۳ برس میں نازل ہوا۔ پھر اگر خداتعالےٰ کی حکمت نے بعض مصالح کی غرض سے براہین کی تکمیل میں توقف ڈالدی۔ تو اسمیں کونسا ہرج تھا۔ اگر یہ خیال کیا جاوے کہ بطور پیشگی خریداروں سے روپیہ لیا ہے۔ تو ایسا خیال کرنا بھی حمق اور ناواقفی ہے کیونکہ اکثر براہین احمدیہ کا حصہ مفت تقسیم ہوا ہے۔ اور بعض سے پانچ روپیہ اور بعض سے آٹھ آنہ تک قیمت لیگئی ہے۔ اور ایسے لوگ بہت کم ہیں۔ جن سے دس روپیہ لئے گئے۔ اور جن سے پچیس روپیہ لئے گئے ہوں۔ وہ تو صرف چند ہی انسان ہیں اور پھر باوجود اس قیمت کے جو ان حصص براہین احمدیہ کے مقابل جو منطبع ہو کر خریداروں کو دیئے گئے۔ کچھ عجب نہیں۔ بلکہ عین موزون ہے۔ اعتراض کرنا سراسر

کمینگی اور سفاہت ہے۔ پھر بھی ہم نے بعض جاہلوں کے ناحق شور و غوغا کا خیال کرکے دو مرتبہ اشتہار دیدیا۔ کہ جو شخص براہین احمدیہ کی قیمت واپس لینا چاہے وہ ہماری کتابیں ہمارے پاس روانہ کردے۔ اور اپنی قیمت واپس لے لے۔ چنانچہ وہ تمام لوگ اس قسم کی جہالت اپنے اندر رکھتے تھے۔ انہوں نے کتابیں واپس کردیں۔ اور قیمت لے لی۔ اور بعض نے کتابوں کو بہت خراب کرکے بھیجا۔ مگر ہم نے قیمت دیدی۔ کئی دفعہ ہم لکھ چکے ہیں۔ کہ ہم ایسے کمینہ طبعوں کی نازبرداری نہیں کرنا چاہتے۔ اور ہر ایک وقت قیمت واپس دینے پر تیار ہیں۔ چنانچہ خدا تعالےٰ کا شکر ہے۔ کہ ایسے دنی الطبع لوگوں سے خدا نے ہم کو فراغت بخشی۔" (البدر ۹ اگست ۱۹۰۶ء)

ناظرین! کیا آپ مرزا صاحب کے عقلی معجزہ کی داد نہ دیں گے؟ فرمایئے اس اشتہار کو پڑھکر کون شریف اور باحیا آدمی احمق۔ ناواقف۔ کمینہ۔ سفیہہ۔ جاہل کمینہ طبع اور دنی الطبع کہلاکر واپسی قیمت کا مطالبہ کرسکتا تھا۔ مختصراً تو یہی کافی ہے۔ کہ مرزا صاحب نے جس غرض کے لئے روپیہ لیا تھا۔ وہ پوری نہ کی۔ اور اس روپیہ کو بے جا طور پر اپنے صرف میں لائے۔ یہ حلال تھا یا حرام؟ اس کا فیصلہ ناظرین کرسکتے ہیں۔ لیکن مزید توضیح کے لئے مرزا صاحب کے اس اعلان پر کچھ اور روشنی ڈالی جاتی ہے۔

(۱) جب براہین احمدیہ کے نام سے قیمت پیشگی لی گئی تھی۔ اور اس کی اشاعت ہوگئی تھی ملتوی۔ تو دیانت کا تقاضا یہ تھا۔ کہ مرزا صاحب حصہ رسدی قیمت رکھکر باقی روپیہ خریداروں کو واپس کردیتے۔ یا افسوس کے ساتھ اعلان کردیتے۔ کہ جو صاحب اپنا روپیہ واپس لینا چاہیں واپس لے لیں۔ اور یا اس روپیہ کو بمد امداد واشاعت اسلام منتقل کردیں۔ لیکن بجائے اس کے پیشبندی کے طور پر ایسے لوگوں کو احمق۔ کمینہ۔ سفیہہ۔ جاہل۔ دنی الطبع وغیرہ کے نام سے مخاطب کیا گیا۔ اس سے

یہ فائدہ ہوا۔ کہ بہت کم لوگوں نے ایسے خطاب قبول کئے۔ قیمتی کتابیں عموماً اہل ثروت ہی خریدتے ہیں۔ اس لئے انہوں نے قیمت واپس لیکر کیوں کمینہ اور احمق اور جاہل وغیرہ بننا تھا۔

(۲) ریاست پٹیالہ کے وزیر اعظم خلیفہ محمد حسن خانصاحب مرحوم نے پانسو روپیہ خود اور پچھتر روپیہ اپنے احباب سے جمع کر کے بدبراہین احمدیہ دیا تھا۔ بعد میں جب مرزا صاحب نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی توہین کی۔ تو وہ ان سے بیزار ہو گئے۔ اپنے روپیہ کا بھی مطالبہ نہیں کیا۔ کیا مرزا صاحب نے یہ روپیہ واپس دیدیا تھا؟

(۳) اول اظہار کتاب چھپوانے کا مرزا صاحب نے کیا تھا۔ نہ کہ خدا تعالےٰ نے پھر کتاب کی اشاعت کے التواء کا بار اللہ تعالیٰ کے ذمہ ڈال دینا۔ مرزا صاحب کو کہاں تک بری الذمہ کرتا ہے۔

(۴) مفت تقسیم اور ۸ر شرح سے قیمت لینے کا ذکر اول تو بے ثبوت ہے۔ کوئی تعداد درج نہیں کی۔ کہ کتنے لوگوں کو کتاب مفت دی گئی۔ اور کتنے خریداروں کو ۸ر قیمت پر لیکن اگر ایسا کیا بھی گیا۔ تو پیشگی قیمت دینے والوں کو تو پوری کتاب ملنی ضروری تھی۔ کیا یہ بدعہدی نہیں؟

(۵) کیا تین سو دلائل دینے کا وعدہ کر کے محض تمہید پر خریداروں کو ٹال دینا موزوں ہے۔ اور اسکو ایفائے عہد کہہ سکتے ہیں؟

(۶) قرآن کریم ۲۳ سال میں ضرور نازل ہوا۔ مگر مکمل نازل تو ہو گیا۔ اور نیز قرآن شریف کی کوئی پیشگی یا مابعد قیمت بھی تو نہیں لی گئی تھی۔ نہ اس کے حجم کا کوئی وعدہ تھا کہ اتنا ہو گا۔ لیکن آپ کی براہین کی تین سو بے نظیر دلائل یا تین سو جز قبر میں آپ کے ساتھ ہی چلے گئے۔ پھر اپنی اس دنیاوی تجارت کو قرآن شریف کے نزول سے تشبیہ دینا کہاں کی ایمانداری ہے؟

(۷) مرزا صاحب اپنی دانست میں اس اعلان کے ذریعہ حساب دیکر فارغ ہو بیٹھے مگر دیانت یہ تھی۔ اور الزام سے آپ اسی صورت میں بری ہو سکتے تھے۔ کہ کل شائع شدہ اور فروخت شدہ کتابوں کی تعداد۔ اور کل وصول شدہ رقم کی فہرست شائع کرتے۔ اور اس کے ساتھ تفصیل دیتے۔ کہ کسقدر کتابیں مفت گئیں۔ اور کسقدر آٹھ آنہ قیمت پر۔ کتنے لوگوں نے کتابیں واپس کر کے قیمت واپس لی۔ اور کتنے لوگوں کا کتنا روپیہ امانتاً باقی رہ گیا۔ اور وہ کس مصرف میں آیا۔ کیا کوئی مرزائی ہمت کر کے اپنے مرشد کا ڈیفنس پیش کرسکتا ہے؟

(۸) جب اشتہار یہ تھا۔ کہ تین سو بے نظیر دلائل سے حقانیت اسلام ثابت کی گئی ہے۔ اور اسکا حجم بھی تین سو جز ہوگیا ہے۔ تو اس کے شائع نہ ہونے کی کیا وجوہات تھیں۔؟ حقانیت اسلام کو شائع ہونے سے روکنا خدا کا کام ہے۔ یا شیطان کا؟ اور کیا اس التواء کو خدا کے ذمہ ڈال دینا ایسا ہی نہیں۔ جیسا کہ کوئی چور یا خونی گرفتار ہونے پر کہدے۔ کہ خدا کو ایسا ہی منظور تھا۔ میں نے کوئی جرم نہیں کیا۔

(۹) کتاب کی لاگت اس زمانہ کی نرخ کے لحاظ سے آٹھ آنہ فی جلد سے زیادہ نہیں تھی۔ پھر اس کی قیمت پانچ روپیہ سے پچیس روپیہ تک وصول کرنا پیغمبری ہے یا دوکانداری؟

(۱۰) اس کتاب کے تین سو بے نظیر دلائل کی نسبت اعلان تھا۔ کہ اگر ان دلائل کو رد کیا جاوے۔ تو دس ہزار روپیہ انعام دیا جاویگا۔ بعد میں اس دیباچہ اور تمہید پر سراج الدین عمر مرزائی نے اشتہار دیدیا۔ کہ ۲۷ سال سے کتاب شائع ہو چکی ہے۔ کسی کو جواب دینے اور انعام حاصل کرنے کا حوصلہ نہیں ہوا۔ کیا یہی تین سو بے نظیر دلائل تھیں جن پر انعام مشتہر کیا گیا تھا۔ یا تین سو دلائل کا وعدہ محض جھوٹ اور نمائشی تھا؟

براہین احمدیہ کے علاوہ ایک کتاب سراج منیر مفت شائع کرنے کا اعلان کرکے چندہ ۱۴سو روپیہ چندہ مانگا۔ اور بہت سا روپیہ وصول ہی ہوا۔ مگر بعد میں جب یہ کتاب چھپی تو قیمتاً دی گئی۔

پھر ایک رسالہ ماہواری قرآنی طاقتوں کا جلوہ گاہ چھپوانے کا اشتہار دیا گیا۔ کہ وہ ۲۰ جون ۱۸۹۵ء سے ماہوار نکلیگا۔ پھر نشان آسمانی ص ۴۲۔۴۳۔۴۴ میں بابت دوستوں سے مدد چاہی۔ کہ اے مردان بکوشید و برائے حق جوشید۔ اور ہر ایک کتاب کی اشاعت کیلئے امداد کی درخواست کی۔ اور لکھا کہ ذی مقدرت لوگ مد زکات سے میری کتابیں خرید کر تقسیم کریں۔ اور میری اور بھی تالیفات ہیں۔ جو نہایت مفید ہیں۔ مثلاً رسالہ احکام القرآن۔ اربعین فی علامات المقربین۔ سراج منیر۔ تفسیر کتاب عزیز پھر جلسہ دسمبر ۱۸۹۳ء میں پریس کے لئے اڑھائی سو روپیہ ماہوار کی ضرورت پیش کی۔ اور فرمایا۔ کہ ہر ایک دوست اس میں بلا توقف شریک ہو۔ اور ماہوار چندہ تاریخ مقررہ پر بھیجتا رہے۔ اس سے بقیہ براہین اور اخبار اور آئندہ رسائل کا کام جاری رہ سکتا ہے۔ یہ انتظام سب کچھ ہوگیا۔ مگر تفسیر کتاب عزیز۔ براہین احمدیہ اور رسائل ماہوار سب کتم عدم میں ہی رہے۔ اور چندہ جو وصول ہوا۔ سب بلا ڈکار ہضم کیا گیا۔ کیا یہ بدعہدی اور شکم پروری نبوت اور رسالت کی علامتیں ہیں؟ اور کیا اس روپیہ کا جو خدمت اسلام کے لئے اور مخصوص کتابوں اور رسالوں کے لئے لیا گیا تھا۔ اپنی ذاتی ضروریات میں صرف کرنا۔ اور اس سے اپنی جائداد بنانا مرزا صاحب کے لئے جائز اور حلال تھا؟

اسبارہ میں مرزا صاحب کے خسر میر ناصر نواب دہلوی کے چند اشعار قابل ملاحظہ ہیں ~

منقول از اشاعۃ السنۃ

اور کہیں تصنیف کے ہیں اشتہار　　یہ ہی لوگوں نے کیا ہے روزگار

پیشگی قیمت گر لیتے ہیں وہ	خلق کو اسطرح دم دیتے ہیں وہ
بعض کھا جاتے ہیں قیمت سب کی سب	اسطرح کا پڑ گیا یارو غضب
قیمتیں کھا کر نہیں لیتے ڈکار	جیسے آتا تھا کہیں ان کا اُدھار
جو کوئی مانگے وہ بے ایمان ہے	وہ بڑا ملعون اور شیطان ہے
بدگمانی کا اسے آزار ہے	سارے بدبختوں کا وہ سردار ہے
ایک تو پلے سے اس نے زر دیا	دوسرے بدنام اپنے کو کیا
کھا گیا جو مال وہ اچھا رہا	کچھ گھٹا ہرگز نہ اس کا اتقاد

(۸) مرزا صاحب کا توکل علی اللہ۔ تزکیہ باطن۔ اور نفس کشی

کہنے کو مرزا صاحب فنا فی الرسول۔ فنا فی اللہ اور اس سے بھی ورا و الورے مدارج کے مدعی تھے۔ اور کل پیغمبروں کے کمالات کا عطر مجموعہ۔ جیسا کہ کہتے ہیں۔ کہ:۔

آدم نیز احمد مختار — در برم جامۂ ہمہ ابرار
آنچہ داد است ہر نبی را جام — داد آن جام را مرا بتمام

وغیرہ وغیرہ

لیکن حالات یہ ہیں۔ جو اوراق گذشتہ میں ذکر ہوئے۔ اس ضمن میں مرزا صاحب کے الہامات اور توکل علی اللہ اور نفس کشی کا مزید نمونہ پیش کیا جاتا ہے۔

ناظرین اس کتاب کی فصل ششم کا نمبر ۴ تا ۱۰ ملاحظہ فرمائیں۔ اور دیکھیں۔ کہ نکاح کے متعلق کس زور شور کے الہام ہیں۔ جن میں شک اور شبہ کو دخل بھی نہیں ہو سکتا۔ لیکن ان الہامات کے ساتھ خارجی اور دنیاوی تدابیر

سے بھی مرزا صاحب بے فکر نہیں تھے۔ اور زمینی و آسمانی ہر قسم کی تدابیر و ذرائع سے محمدی بیگم کو حاصل کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ ذیل میں اُن کا ایک خط ملاحظہ ہو۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی۔ والدہ[1] عزت بی بی کو معلوم ہو۔ کہ مجھکو خبر پہنچی ہے۔ کہ چند روز تک محمدی مرزا احمد بیگ کی لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے۔ اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا چکا ہوں۔ کہ اس نکاح سے سارے رشتے ناطے توڑ دونگا۔ اور کوئی تعلق نہیں رہیگا۔ اس لئے نصیحت کی راہ سے لکھتا ہوں۔ کہ اپنے بھائی مرزا احمد بیگ کو سمجھا کر یہ ارادہ موقوف کراؤ۔ اور جسطرح تم سمجھا سکتی ہو۔ اسکو سمجھاؤ۔ اور اگر ایسا نہیں ہوگا۔ تو آج میں نے مولوی نور الدین اور فضل احمد کو خط لکھدیا ہے۔ اور اگر تم اس ارادہ سے باز نہ آؤ۔ تو فضل احمد عزت بی بی کے لئے طلاق نامہ ہمکو بھیجدے اور اگر فضل احمد[2] طلاق نامہ لکھنے میں عذر کرے۔ تو اسکو عاق کیا جائے۔ اور اپنا اسکو وارث نہ سمجھا جائے۔ اور ایک پیسہ وراثت کا اسکو نہ ملے۔ سو امید رکھتا ہوں۔ کہ شرطی طور پر اسکی طرف سے طلاق نامہ لکھا آجائے گا۔ جس کا مضمون یہ ہوگا۔ کہ اگر مرزا احمد بیگ محمدی کا غیر کے ساتھ نکاح کرنے سے باز نہ آوے۔ تو پھر اس روز سے جو محمدی بیگم کا کسی دوسرے سے نکاح ہوگا۔ اسطرف عزت بی بی پر فضل احمد کی طلاق پڑ جائیگی۔ تو یہ شرطی طلاق ہے۔ اور مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے۔ کہ اب بجز قبول کرنے کے کوئی راہ نہیں۔ اور اگر فضل احمد نے نہ مانا۔ تو میں فی الفور اس کو

ف۱ یہ مرزا صاحب کی سمدھن ہیں۔ محمدی بیگم کی پھوپھی اور عزت بی بی کی والدہ۔ اور عزت بی بی مرزا صاحب کے لڑکے فضل احمد کی بیوی ہے۔

ف۲۔ نکاح نہ کرے محمدی بیگم کا والد۔ اور طلاق پائے مرزا صاحب کے بیٹے کی بیوی۔ قربان اس انصاف کے۔ کرے داڑھی والا اور پکڑا جائے مونچھوں والا۔

عاق کردونگا۔ پھر وہ میری وراثت سے ایک ذرّہ نہیں پا سکتا۔ اور اگر آپ اسوقت اپنے بھائی کو سمجھالو۔ تو آپ کیلئے بہتر ہوگا۔ مجھے افسوس ہے۔ کہ میں نے عزت بی بی کی بہتری کے لئے ہر طرح کوشش کرنا چاہا تھا۔ اور میری کوشش سے سب نیک بات ہو جاتی۔ مگر تقدیر غالب ہے۔ یاد رہے۔ کہ میں نے کوئی کچی بات نہیں لکھی۔ مجھے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی۔ کہ میں ایسا ہی کرونگا۔ اور خدا تعالےٰ میرے ساتھ ہے۔ جس دن نکاح ہوگا۔ اسدن عزت بی بی کا کچھ باقی نہیں رہیگا۔" (راقم مرزا غلام احمد از لدھیانہ اقبال گنج ۴ مئی ۱۸۹۱ء)

ایک خط محمدی بیگم کے باپ مرزا احمد بیگ کو لکھا۔ جسکا خلاصہ یہ ہے۔ کہ:۔

"آپ کی لڑکی محمدی بیگم سے میرا آسمان پر نکاح ہو چکا ہے۔ اور مجھکو اس الہام پر[ل] ایسا ایمان ہے۔ جیسا لاالٰہ الااللہ محمد الرسول اللہ پر۔ مجھے خدا تعالیٰ قادر مطلق کی قسم ہے کہ یہ بات اٹل ہے۔ یعنے خدا کا کیا ہوا ضرور ہوگا۔ محمدی بیگم میرے نکاح میں آئیگی۔ اگر آپ کسی اور جگہ نکاح کریں گے۔ تو اسلام کی بڑی ہتک ہوگی۔ کیونکہ میں دس لاکھ آدمی میں اس پیشگوئی کو مشتہر کر چکا ہوں۔ اگر آپ ناطہ نہ کرینگے۔ تو میرا الہام جھوٹا ہوگا۔ اور جگت ہنسائی ہوگی۔ جو امر آسمان پر ٹھیر چکا ہے۔ زمین پر وہ ہرگز بدل نہیں سکتا۔ آپ اپنے ہاتھ سے اس پیشگوئی کو پورا کرنے کے معاون بنیں دوسری جگہ رشتہ نامبارک ہوگا۔ میں نہایت عاجزی اور ادب سے التماس کرتا ہوں۔ کہ اس رشتہ سے انحراف نہ کریں[۲]

[ل] محمدی بیگم کا رتبہ لاالٰہ الااللہ محمد الرسول اللہ کے برابر آپ نے بنا دیا۔ انکاح کا الہام تو جھوٹ ثابت ہوا۔ معلوم ہوا۔ کہ لاالٰہ الااللہ محمد الرسول اللہ پر بھی آپ کا ایمان نہ تھا۔

[۲] کہاں متواتر الہامات!! اور کہاں یہ عاجزی اور تملق کا اظہار!! الہام پر ایمان ہوتا۔ تو ایسی ذلیل درخواست کیوں کرتے؟

جو آپ کی لڑکی کے لئے گوناگوں برکتوں کا باعث ہو گا۔ وغیرہ وغیرہ"

ایک ایسا ہی خط اپنے سمدھی مرزا علی شیر بیگ (والد عزت بی بی) کے نام بھی لکھا۔ اور اسمیں اپنی بے کسی۔ بے بسی ظاہر کر کے خواہش کی۔ کہ اپنی بیوی (والدہ عزت بی بی) کو سمجھاویں۔ کہ اپنے بھائی مرزا احمد بیگ (والد محمدی بیگم) سے لڑ جھگڑ کر اسے اس ارادہ سے روکدے۔ ورنہ میں تمہاری لڑکی کو اپنے بیٹے فضل احمد سے طلاق دلوا دونگا۔ آپ اسوقت کو سنبھال لیں۔ اور احمد بیگ کو اس ارادہ سے منع کر دیں۔ ورنہ مجھے خدا کی قسم۔ کہ یہ سب رشتہ ناطہ توڑ دونگا۔ اور اگر میں خدا کا ہوں۔ تو وہ مجھے بچا لے گا"۔ ۔ ۔ (انتہیٰ ملخصاً)

باوجود ان خطوط کے بھی مرزا صاحب کا نکاح محمدی بیگم سے نہ ہوا۔ اور ادھر فضل احمد نے بھی اپنی بیوی کو طلاق نہ دیا۔ اور والد صاحب کا گھر بسانے کی مطلق پرواہ نہ کی جسکا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اپنی قسموں کے مطابق مرزا صاحب نے اپنی بیوی زوجہ اول اور دو لڑکوں مرزا سلطان احمد بیگ و فضل احمد بیگ سے قطع تعلق کر لیا۔ (دیکھو اشتہار نصرت دین و قطع تعلق از اقارب مخالف دین)

ان خطوط اور ان کے انجام سے نتائج ذیل مستنبط ہوتے ہیں۔

(۱) تمام الہامات متعلق نکاح غلط اور بناوٹ تھے۔ اگر ان پر مرزا صاحب کو ایمان تھا۔ جیسا کہ خود قسم کھا کر کہتے ہیں۔ تو پھر ایسے خطوط لکھکر الہام کو پورا کرانے کی کوشش کی کیا ضرورت تھی۔ نکاح جو آسمان پر ہو چکا تھا۔ زمین پر بھی ضرور ہو جاتا۔

(۲) جھوٹی قسمیں کھائیں۔ جو صرف لڑکی کے والدین اور متعلقین کو یقین دلانے کے لئے تھیں۔

(۳) خدا تعالےٰ کا ہر وسہ چھوڑ کر عاجزی اور چاپلوسی سے عاجز انسانوں کی ذلیل منتیں اور سماجتیں کیں۔ جو نہ صرف وقار نبوت کے منافی ہیں۔ بلکہ ایک عام

شریف آدمی بھی ایسی بیحیائی نہیں کرسکتا۔

(۴) خدا پر بہتان اور افترا باندھا۔ کہ اس نے آسمان پر نکاح محمدی بیگم سے کردیا ہے۔

(۵) مرزا صاحب کہتے ہیں۔ کہ اگر میں خدا کا ہوں تو وہ مجھے بچالیگا۔ مگر نکاح نہ ہونے سے ثابت ہوا کہ مرزا صاحب منجانب اللہ نہیں تھے۔

(۶) اپنی سمدھن کو بھائی کے ساتھ لڑنے کی ترغیب دی۔ اور جبکہ احمد بیگ محمدی بیگم کا رشتہ کسی دوسری جگہ کرچکا تھا۔ تو اسے اس عہد کے توڑنے کے لئے کہا اور سمدھی اور سمدھن کو لکھا۔ کہ اس سے یہ عہد تڑوا دیں۔ حالانکہ عہد شکنی کی اسلام میں سخت ممانعت ہے۔

(۷) شریعت کی روسے عاق بیٹا محروم الارث نہیں ہوسکتا۔ مگر مرزا صاحب نے بار بار اسے محروم الارث کرنے کی دھمکی دی۔ اس لئے شریعت کو منسوخ کرنے کا ارتکاب جرم کیا۔

(۸) تہذیب۔ اخلاق اور حیا کو بالائے طاق رکھدیا۔ کہ اپنی مطلوبہ کی خاطر بیٹے کو مجبور کیا۔ کہ وہ اپنی محبوبہ بیوی کو طلاق دیدے۔ اس بیچارے نے اخلاقی جرائت سے کام لیا۔ کہ اپنی بے گناہ اور عفیفہ بیوی کو طلاق نہیں دی۔ تو اس سے قطع تعلق کرلیا۔

(۹) اپنے نفس کی خواہش پوری نہ ہوتے دیکھکر اللہ کی رضا پر راضی نہ رہے بلکہ اس غصہ میں آکر معمولی اہل دنیا کی طرح بیوی اور بیٹوں سے قطع تعلق کرلیا اور بندہ نفس وشہوت ہونے کا پورا ثبوت دیا۔

(۱۰) یہ سارے ڈھکوسلے ہی تھے۔ جنہیں الہام کے رنگ میں پیش کیا گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی منظوری کے پروانے بھی دکھائے گئے۔ لیکن درحقیقت یہ صرف

ایک نفسانی خواہش تھی۔ جس کے لئے نہایت کمزور چالیں اور منصوبے اور تدبیریں کیں۔ جو ایک سچے اور حیادار مسلمان کی شان سے بہی بعید ہیں۔[۱]

اخیر میں ایک اور لطیفہ درج کیا جاتا ہے۔ مرزا صاحب نے اپنے سمدہی اور سمدھن کو اس امر کی تحریص دلائی۔ کہ اگر یہ نکاح ہوگیا۔ تو تمہاری لڑکی اور فضل احمد ہی میرے وارث ہوں گے۔ اور اگر فضل احمد نہ مانے گا۔ تو اسے محروم الارث کیا جائیگا۔ اُدہر محمدی بیگم کے والد مرزا احمد بیگ کو بہی یہی لکھا۔ کہ یہ نکاح تمہاری لڑکی کے لئے انواع و اقسام کی برکات کا موجب ہوگا۔ گویا سمدہی۔ سمدہن۔ بیٹے اور خسر موعود کو مال و جائداد و وراثت کی طمع دلاتے ہیں۔ لیکن احادیث صحیحہ سے واضح ہے۔ کہ نبیوں کا مال کسی کی میراث نہیں ہوتا۔ بعض احادیث کے الفاظ مع ترجمہ اسطرح سے ہیں۔

(الف) النبی لا یورث انما میراثہ فی فقراء المسلمین والمساکین (امام احمد عن ابی بکر) جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ نبی کسی کو وارث نہیں چھوڑتے۔ ان کی میراث فقراء و مساکین کے لئے ہے۔

(ب) کل مال النبی صدقۃ الا ما اطعمہ وکساھم انا لا نورث (ابو داؤد عن الزبیر) نبی کا تمام مال فقراء کے لئے صدقہ ہے۔ مگر جسقدر اس کے اہل و عیال کھائیں کیونکہ ہم کسی کو وارث نہیں چھوڑتے۔

---

[۱] مذکورہ بالا بیان کا مقابلہ مرزا اور مرزائیوں کے اس ادعا کے ساتھ کرو۔ جو وہ آیت فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا ..... الخ سے استدلال کرکے مرزا صاحب کی گذشتہ زندگی کو مقدس اور مطہر ثابت کیا کرتے ہیں۔ کیا انبیائے کرام اور بزرگان دین اسلام میں کوئی ایسی مثال موجود ہے؟ کہ کسی نے ایک عورت کے نکاح کے لئے ایسے پاپڑ بیلے ہوں؟ مرزائی صاحبان ذرا انصاف کی کسوٹی پر اسے پرکھ کر دیکھیں۔

(ج) واللہ لا تقتسم ورثتی دینارا ما ترکت من شیٔ بعد نفقۃ نسائی ومعونۃ عاملی فہو صدقۃ (بخاری مسلم۔ ابی داؤد۔ امام احمد۔ عن ابی ہریرہ) خدا کی قسم میرے وارثوں میں روپیہ کی تقسیم نہ ہوگی۔ جو کچھ میں چھوڑوں وہ میری بیبیوں کے نان نفقہ اور عامل کی مزدوری کے بعد صدقہ ہے۔ (اسجگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھا کر تقسیم ترکہ کی ممانعت فرمائی ہے)

(د) لا نورث ما ترکنا صدقۃ (امام احمد۔ بخاری مسلم) ہم کسی کو وارث نہیں بناتے۔ ہمارا ترکہ تو صدقہ بن جاتا ہے۔

(ھ) نحن معاشر الانبیاء لا نرث ولا نورث۔ ہم جملہ گروہ انبیاء کی سنت یہ ہے۔ کہ نہ کسی مردہ کا مال سنبھالتے ہیں۔ اور نہ کوئی ہمارا وارث ہوتا ہے۔

ادھر تو یہ احادیث ہیں۔ جن کا صاف مطلب یہ ہے۔ کہ نبیوں کا مال کسی کی میراث نہیں ہوتا۔ اُدہر مرزا صاحب وراثت وراثت پکار رہے ہیں۔ اور پھر دعوا کرتے ہیں نبوت و رسالت کا۔ پس انہی کے اقوال سے صاف طور پر ظاہر و ثابت ہے کہ وہ نبی نہ تھے۔ اور نہ انہیں اپنی نبوت پر دلی ایمان و یقین تھا۔ ورنہ یہ میراث کا جھگڑا کیوں درمیان میں لاتے؟

(۹) مرزا صاحب اور تصوف۔

مرزا صاحب اپنی تحریرات میں اکثر صوفیائے کرام و صلحائے عظام کے حالات و اقوال نقل کیا کرتے تھے۔ ان کے مرید بھی کہا کرتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب صوفی المذہب تھے۔ سو ان کے تصوف کی بھی پڑتال کی جاتی ہے۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ کہ تصوف اور شریعت دو متغایر امور نہیں ہیں۔ تصوف عین شریعت ہے۔ اور شریعت عین تصوف۔ بلکہ عام مسلمانوں کی نسبت صوفی کیلئے قسم قسم کے مجاہدے۔ ریاضت۔ نفس کشی اور زہد و عبادت کی ضرورت

ہے۔ چونکہ مرزا صاحب اور ان کے مرید حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کو ایک بزرگ مانتے ہیں۔ اس لئے ان کے حالات کا مرزا صاحب کے حالات سے کسی قدر مقابلہ کیا جاتا ہے۔ جس سے مرزا صاحب کی ریاضت و مجاہدہ کا حال بھی خوب معلوم ہو جائے گا۔

سید الطائفہ حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ	مرزا صاحب
(الف) آپ لکھتے ہیں۔ کہ میں نے دو سو پیروں کی خدمت کی۔ مجھکو نعمت فقر۔ گرسنگی۔ بیخوابی اور ترک لذات دنیا و ما فیہا حاصل ہوئیں۔	(الف) مرزا صاحب نے کسی پیر کی خدمت نہیں کی خوب عیش کیئے۔ لذیذ اور مقوی اغذیہ اور ادویہ کا شغل رہا۔ کبھی خواب و آرام نہیں چھوڑا۔ نہ فارغ از خیالات دنیاوی ہو کر عبادت ہی کی۔ یوں زبان سے ہر ایک ولی بن سکتا ہے۔
(ب) آپ فرماتے ہیں۔ کہ راہ فقر کو وہی شخص پاتا ہے۔ جو دائیں ہاتھ میں قرآن شریف اور بائیں ہاتھ میں سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے۔ اور ان دونو شمعوں کی روشنی میں چلے۔ تاکہ گمراہی کے گڑھے اور بدعت کی ظلمت میں نہ جا پڑے۔	(ب) مرزا صاحب نے مسیح موعود اور نبی بننے کے لئے قرآن و حدیث کو چھوڑا۔ اجماع امت کے خلاف کیا۔ حیات مسیح کے خلاف۔ قرآن و حدیث کے سارے مضامین کی تاویلیں کیں۔ معجزات کو مسمریزم بتایا۔ ملائکہ کو ارواح کواکب ظاہر کیا۔ اپنی تصویر اتروا کر مریدوں کے پاس فروخت کی۔ گویا ایسے شرک کو رواج دیا۔ جو ١٣٠٠ برس سے بند کیا جا چکا تھا۔ توحید کے ساتھ پاک تثلیث۔ اور لم یلد ولم یولد کے ساتھ ولدیت و ابنیت کی انوکھی تعریفیں شامل کیں (دیکھو فصل دوم و چہارم کتاب ہذا)
(ج) فرماتے ہیں۔ کہ اگر	(ج) مرزا صاحب کو جنہیں ساری عمر خود ستائی

سید الطائفہ حضرت جنید رحمت اللہ علیہ	مرزا صاحب
مجھے کسی نماز میں دنیا کا خیال آ جاتا۔ تو میں اسے قضا کرتا۔ اور اگر آخرت کا اندیشہ نماز میں آ جاتا۔ تو سجدہ سہو ادا کرتا۔	خود پسندی اور کتابوں۔ رسالوں اور اشتہاروں کی پتنگ بازی سے ہی فرصت نہ تھی۔ اور ہر وقت روپیہ حاصل کرنے کی تدابیر میں مصروف رہتے تھے کب ایسی نماز نصیب ہو سکتی تھی؟ ہرگز نہیں!
(د) فرماتے ہیں۔ کہ ایک بار میں نے کسی بیمار کے لئے شفا کی دعا کر دی۔ مجھے ہاتف غیب سے آواز آئی۔ کہ اے جنید! خدا اور اس کے بندے کے درمیان تیرا کیا کام۔ تو دخل مت دے۔ تجھے جو حکم دیا گیا ہے۔ کرتا رہ۔ اور جس حال میں تجھے رکھا ہے۔ صبر کر۔ تجھکو اختیار سے کیا کام!	(د) حضرت جنید کے الہام میں عبودیت والوہیت کا تفاوت دیکھو۔ لولاک لما خلقت الافلاک۔ اضع ما شئتُ۔ تو سردار ہے۔ تیرا تخت سب انبیاء کے تخت سے اونچا بچھایا گیا ہے۔ کل لک ولامرک۔ کبھی روپیہ لیکر بیٹے دلانے کے دعوے۔ یہ تمام قسم کی تحریص و ترغیب وغیرہ وغیرہ۔ حضرت جنید کے الہام کے مقابلہ میں یہ وساوس ہیں یا نہیں۔ کیونکہ خود ستائی و تکبر ان سے پایا جاتا ہے۔ اور کشفوں میں تو خدا ہی بن گئے۔ بلکہ زمین و آسمان بھی پیدا کئے۔ (دیکھو فصل چہارم) کیا کوئی مثال ہے۔ کہ مرزا صاحب کو کسی لغزش پر خدا نے تنبیہ کی ہو۔ مرزا صاحب نے اپنے خیالات کو ہمیشہ الہام سمجھا۔ اور انہی کا اتباع کرتے رہے گویا یہ بھی کتاب لاریب فیہ کا درجہ رکھتے تھے۔
(ھ) فرماتے ہیں۔ کہ ایکبار میرا پاؤں درد کرتا تھا۔ میں نے	(ھ) یہاں جتنے الہام ہیں۔ کوئی نفسانیت سے خالی نہیں۔ تیرے دشمن تباہ ہونگے۔ تو عیسیٰ ہے

اور پھر مرزا صاحب کے الہامات پر غور کرو۔

سید الطائفہ حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ	مرزا صاحب
سورۂ فاتحہ پڑھکر دم کیا۔ غیب سے ندا آئی۔ کہ تجھے شرم نہیں آتی۔ کہ ہمارے کلام کو اپنے نفس کے حق میں صرف کرتا ہے؟	تو محمد ہے۔ احمد ہے۔ نوح ہے۔ یہ ہے۔ وہ ہے۔ یہاں تک کہ آدم ہے۔ خدا تیری مدد کو لشکر لے کر آرہا ہے۔ خدا تیرے ساتھ ہے۔ جہاں تو ہو۔ جو تیرا ارادہ وہی خدا کا ارادہ۔ جس سے تو راضی اس سے خدا راضی۔ جس سے تو ناخوش۔ اس سے خدا ناخوش۔۔۔ کیا ان میں کوئی بھی وسوسہ نہیں تھا؟ کیا کبھی مرزا صاحب کو ان کی غلطی پر مطلع کیا گیا؟
(و) حضرت جنید سے کسی نے عرض کیا۔ کہ میں ننگا اور بھوکا ہوں فرمایا جا آرام سے رہ۔ برہنگی اور بھوک خدا اپنے دوستوں اور صدیقوں کو دیتا ہے۔ ان کو نہیں دیتا۔ جو خدا پر طعنہ کریں اور ساری دنیا میں شکایت کرتے پھریں۔ سچ ہے ؎ عاشقاں از بے مرادی ہائے خویش باخبر گشتند از مولائے خویش	(و) مرزا صاحب کی پندرہ روپیہ ماہوار کی نوکری۔ قانونی امتحان کی کوشش اور اسمیں ناکامی اور آخر اس پیری مریدی کے کیمیاوی نسخہ سے (خود انہی کے قول کے مطابق) لاکھوں روپیہ کی آمد کا خیال کرو۔ جو آخری دم تک هل من مزید ہی کہتے چلے گئے۔ اور پھر طرہ یہ کہ اس دست غیب (مال مریداں) کو نشان صداقت و نبوت قرار دیا جاتا ہے۔
(ز) فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے دو علم چاہتا ہے ایک تو عبودیت کے علم کی پہچان دوسرے علم ربوبیت۔ یعنے بندے	(ز) مرزا صاحب کے الہامات ہیں۔ سرک سری۔ انت منی بمنزلۃ بروزی۔ انت منی بمنزلۃ توحیدی و تفریدی۔ میں خدا میں سے ہوں۔ خدا مجھ میں سے ہے۔ میں ابن

سید الطائفہ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ	مرزا صاحب
کو چاہیئے۔ کہ اپنی حیثیت اور خدا تعالیٰ کی شان کو پوری طرح سمجھ لے۔	اللہ ہوں۔ احدیت کے پردے میں ہوں۔ میں نے آسمان کو پیدا کیا۔ وغیرہ وغیرہ۔ جیسا کہ کئی جگہ بیان ہوا۔ اس لئے معلوم ہوا۔ کہ مرزا صاحب علم عبودیت سے ناآشنا تھے۔ اور علم الوہیت سے قطعاً ناآگاہ۔

ناظرین اب خود انصاف فرمالیں۔ کہ صوفی کیسے ہوتے ہیں۔ اور مرزا صاحب کا اس مسلک میں کتنا دخل ہے۔ کیا وہ شخص سچا صوفی ہو سکتا ہے؟ جو جلب منفعت دنیوی کے لئے طرح طرح کی تدابیر اور مکر سے کام لے۔ جھوٹ بولے دھوکا دے۔ اللہ پر افتراء کرے۔ بدعہدی کرے۔ دنیا کے عیش و آرام سے نفس کو لذت دے اپنے دشمنوں کو ڈانٹتا رہے۔ بعض وقت اخلاق کو ہاتھ سے دیکر عامیانہ اور سوقیانہ بکواس پر اُتر آوے۔ اور پھر منہ سے کہے۔ کہ میں فنافی اللہ ہوں۔ بقاباللہ ہوں۔ فنافی الرسول ہوں۔ فنافی المسیح ہوں۔ میں نے لذات دنیا کو ترک کر دیا ہے۔ دنیا جیفہ (مردار) ہے میں اس سے کنارہ کش ہوں۔ وغیرہ وغیرہ۔ کیا ایسے شخص اور معمولی جاہل اور پیشہ ور پیروں میں کچھ فرق ہے۔ جو مریدوں کو اپنے پھندوں میں پھنسائے رکھکر محض اپنا سالانہ نذرانہ وصول کر لینا کافی سمجھتے ہیں۔ حلال و حرام کی بھی کچھ تمیز و پرواہ نہیں کرتے۔ نہ مریدوں کی اصلاح حالت کا خیال کرتے ہیں۔ انہیں صرف اپنی رقم مقررہ وصول کرنے سے غرض ہے۔

مرزا صاحب کے خسر میر ناصر نواب نے اسبارہ میں خوب لکھا ہے۔ ؎

منقول از اشاعۃ السنّۃ

ہے کہیں نوٹس بزرگی کا لگا	آؤ لوگو ہم پہ ہے فضل خدا

ہو ہمارے حال میں تم بھی شریک — ہم تمہیں دیں فیض تم دو ہمکو بھیک
مال و دولت اور بیٹے پاؤ گے — کر بجا خدمت ہماری لاؤ گے
مال جو دے وہ مرید[۱] خاص ہے — اس کے دل میں بالخصوص اخلاص ہے
جو نہ دے کچھ مال وہ کیسا مرید — شمر اسکو جان لو یا ہے یزید
ہے مریدی واسطے پیسوں کے اب — ہائے دنیا میں پڑا ہے کیا غضب
ہر گھڑی ہے مالداروں کی تلاش — تاکہ حاصل ہو کہیں وجہ معاش
قرض سے اکدفعہ ہو جائے نجات — گو ملے صدقہ کہ ملجائے زکوٰت
ہو یتیموں کا ہی یا رانڈوں کا ہو — رنڈیوں کا مال یا[۲] بھانڈوں کا ہو
کچھ نہیں تفتیش سے ان کو غرض — حرص کا ہے اسقدر ان کو مرض

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ بحوالہ ایک حدیث کے فرماتے ہیں۔ کہ عبادات کے دس حصے ہیں۔ ان میں سے نو حصے محض طلب حلال ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ کہ حلال کھانا کھاؤ۔ تاکہ دعا قبول ہو۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ دس درم میں ایک درم حرام کا ہو اور اس رقم سے کپڑا خریدا جائے۔ تو اس کپڑے سے نماز نہیں ہوگی۔

حضرت ابا بکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم نے کہیں دودھ پیا۔ معلوم ہوا۔ کہ وجہ حلال سے نہ تھا۔ فوراً انگلی مار کر قے کردی۔

ایسا ہی اہل اللہ کی سینکڑوں مثالیں موجود ہیں۔ ادہر مرزا صاحب کو دیکھو۔ لاکھوں روپیہ

۱؎ جیسے فتح اسلام میں مولوی نور الدین صاحب کی تعریف محض انکے زیادہ روپیہ دینے کی وجہ سے کی گئی ہے۔ اور مقدمہ براہین احمدیہ میں خلیفہ محمد حسن مرحوم وزیر ریاست پٹیالہ کی تعریف محض پانصد روپیہ کی خاطر سے کی گئی ہے۔ جو شیعی المذہب تھے۔ ۲؎ جیسے الہ دیا نامی طوائف کا روپیہ قادیاں منگا کر اسکو جائز کر لیا (دیکھو اشاعۃ السنۃ نمبر ۹ جلد ۱۵)

وصول ہوتا تھا۔ کیا مرزائی ایسی شالیں پیش کر سکتے ہیں۔ کہ کبھی وصول شدہ روپیہ کی نسبت تحقیق کیا گیا ہو۔ کہ وجہ حلال سے ہے یا نہیں؟ فرستندہ کی حالت کیسی ہے آمدنی کس قسم کی ہے؟ اسمیں رشوت یا حرام وغیرہ کا تو شبہ نہیں؟ اگر کبھی شبہ ہوا۔ تو کوئی رقم واپس بھی کی گئی؟

اس کے ساتھ براہین احمدیہ۔ سراج منیر۔ منن الرحمان۔ رسائل ماہواری وغیرہ کے چندوں کا بھی روپیہ شامل کرو۔ کہ جو بالکل غرض معہودہ کے خلاف خرچ کیا گیا۔ جو بوجہ بدعہدی صریح ناجائز ہے۔ اور اس روپیہ پر مرزا صاحب کی ذاتی گذران تھی۔ تو کیا اس مشتبہ اور بے تحقیق مال کو کھانے والا۔ اور ایفائے عہد نہ کرنے والا۔ مدارج فنافی اللہ و بقا باللہ و الہام و نبوت کا مستحق ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں! ہرگز نہیں! اگر منہاج نبوت کی روسے کوئی ایسی مثال ملتی ہے۔ تو پیش کی جاوے۔ اور قرآن کریم کی نص صریح لَا يَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ کو بھی مدنظر رکھا جاوے۔

(١٠) بہشتی مقبرہ۔

ہندوستان کی مشہور درگاہوں سرہند۔ اجمیر۔ پیران کلیر وغیرہ میں ان مزاروں کے معتقدوں نے مکان کا کچھ حصہ بہشتی گلی وغیرہ کے نام سے موسوم کیا ہوا ہے۔ جاہل لوگ سمجھتے ہیں۔ کہ اس جگہ سے گزرنا بہشتی بنا دیتا ہے۔ جو بروئے شرع شریف بالکل بے اصل اور لغویات ہے۔ لیکن عام خیالات کو وزن کر کے مرزا صاحب نے بھی اس مجرب نسخہ کا استعمال کیا۔ اور رسالہ الوصیت میں ایک بہشتی مقبرہ کا اعلان کیا۔ اور اس میں لکھا۔ کہ:۔

"جو شخص اسلامی خدمات کیلئے بہشتی مقبرہ کے نام پر اپنی جائداد منقولہ و غیر منقولہ کا دسواں (١/١٠) حصہ وقف کریگا۔ اسکو اس مقبرہ میں (دفن ہونیکی) جگہ ملیگی۔ اور وہ بہشتی ہو جائیگا۔"

اس اعلان پر خوب کھنا کھن روپیہ برسنے لگا۔ چنانچہ ۱۹۰۶ء میں اس مقبرہ پر تین ہزار روپیہ صرف کیا۔ اور ۱۹۰۷ء کے لئے گیارہ ہزار کا مطالبہ ہوا۔ اور صاف لفظوں میں اعلان کیا گیا۔ کہ جو کوئی اس مقبرہ میں مدفون ہوگا۔ بہشتی ہو جائیگا"

اب غور کا مقام ہے۔ کہ کیا اس اعلان سے کل انبیائے کرام علیہم السلام خصوصاً حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ خلفائے راشدین اور صحابہ کرام کی سخت تکذیب و توہین نہیں ہے؟ کہ صرف دسواں حصہ جائداد دیکر جو وہاں دفن ہوا۔ بہشتی ہو گیا۔ خواہ اعمال کی کچھ ہی حالت ہو۔ آج تک مکہ مکرمہ۔ مدینہ طیبہ۔ بیت المقدس۔ سب اس شرف سے محروم رہے۔ کیا کسی آسمانی صحیفہ سے اس مسئلہ کا پتہ چلتا ہے؟ غالباً یہی وجہ تھی۔ کہ مرزائیوں نے اپنا قبلہ و کعبہ اور ملجا و ماوےٰ قادیاں کو ہی سمجھ لیا تھا۔ اور سمجھا ہوا ہے چنانچہ بدر ۹ اگست ۱۹۰۶ء میں مرزا صاحب کی مدح میں یہ شعر لکھا گیا ؎

ہندوستاں کا رتبہ بڑھا تیرے فیض سے

اب اس کو فخر سارے زمین و زمن پہ ہے

کیا مرزائی طنبورہ و ارگن کے اس بے سرے گیت پر مرزا صاحب یا ان کے خلفاء و حواریوں نے کوئی اظہار ملامت کیا جسمیں بیت المقدس۔ حرمین شریفین کی صد درجہ ہتک ہے؟ بالکل نہیں!

قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى اور لَا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَیْئًا۔ جب کوئی شخص کسی کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا اور نہ کوئی نفس کسی کے کام آسکتا ہے۔ تو اس کا مقبرہ کسی کو کیا سہارا دے سکتا ہے احادیث صحیحہ میں صاف ارشاد ہے۔ کہ قبریں اونچی اور پختہ نہ بنائی جاویں۔ نہ ان پر عمارتیں تعمیر کی جاویں۔ نہ کتبے لکھے جاویں۔ یہود و نصاریٰ پر اسی وجہ سے لعنت فرمائی گئی۔ کہ وہ قبروں کی پرستش کرتے ہیں۔

پھر قرآن شریف واحادیث صحیحہ کی تعلیم کے برخلاف مرزا صاحب کا اس بدعت قبر پرستی کی تجدید وتشہیر کرنا جس کے انسداد واستیصال کے لئے علمائے کرام ازحد کوششیں کرتے رہے ہیں۔ اور کرتے رہتے ہیں۔ دین کی تخریب نہیں تو اور کیا ہے؟ مگر مرزا صاحب کو قرآن وحدیث واسلام سے کیا غرض ان کو تو وہی تدابیر پسند تھیں۔ جن سے روپیہ حاصل ہو۔ عقل کے اندھے اور گانٹھ کے پورے دنیا میں ہمیشہ مل ہی جاتے ہیں۔

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ

ناظرین! یہ نمونہ ہے۔ مرزا صاحب کی تعلیم اور عمل بالقرآن وحدیث کا چونکہ اختصار مدنظر ہے۔ اس لئے بہت سی خلاف شرع اور خلاف اصول اسلام باتوں میں سے چند یہاں درج ہوئیں۔ ورنہ اس موضوع پر اور[1] بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے لیکن خدا ترس اور معاملہ فہم طبیعتوں کے لئے یہی کافی ہے۔

[1] جیسے مسئلہ بروز۔ بعثت ثانی۔ تعمیر منارہ وغیرہ وغیرہ

دسنویں فصل

دسن اقبالی ڈگریاں

گل وگلچیں کا گلہ بلبل خوش لہجہ نہ کر
تو گرفتار ہوئی اپنی صدا کے باعث

گذشتہ نو فصلوں میں مرزا صاحب کے دعوائے نبوت کی نوعیت ان کے الہامات وکشوف کی حالت ان کے جھوٹ اور افترا علی اللہ کے نمونے۔ ان کے مستجاب الدعوات ہونے کے ادعا کی حقیقت اور ان کے اسلام کا مختصر خاکہ ہدیہ ناظرین ہو چکا ہے۔ مرزا صاحب کہا کرتے تھے۔ کہ مفتری اور کذاب کو غیرت الٰہی فوراً ہلاک کر ڈالتی ہے۔ اور اپنی اس چند روزہ ظاہری کامیابی اور دینار و درہم کے حصول پر نازاں تھے۔ بلکہ اسکو اپنی صداقت کے ثبوت میں پیش کیا کرتے تھے۔ (اور اب ان کے مرید پیش کرتے ہیں) لیکن شائد انہیں قرآن شریف میں یہ آیات نظر نہیں آئی تھیں۔

(الف) فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰی
اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ٥۔

یعنے جو لوگ ہمارے احکام اور نصیحتوں کو بھلا دیتے ہیں (اور دنیا طلبی میں لگ جاتے ہیں) ہم ان پر دنیا کی سب چیزوں کے دروازے کھول دیتے ہیں حتیٰ

کہ جب وہ ان چیزوں سے خوش ہو جاتے ہیں۔ تو ہم انہیں اچانک ہی پکڑ لیتے ہیں۔ اور وہ ناامید رہ جاتے ہیں"۔ کیا سچ کہا ہے۔

تو مشو مغرور بر حلم خدا
دیر گیرد سخت گیرد مر ترا

(ب) وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَاُمْلِيْ لَهُمْ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ۝

جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا۔ یعنے احکام کو مان کر عمل نہ کیا۔ ہم انہیں بتدریج ہلاکت کی طرف لیجائینگے۔ ایسے طریقہ سے کہ انہیں خبر تک نہ ہوگی۔ اور ہم انہیں مہلت دینگے۔ ہماری گرفت بہت مضبوط اور سخت ہے۔ (اعراف)

اس آیت کی تفسیر میں امام رازیؒ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ:۔

(اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔) میں انہیں مہلت دونگا۔ اور ان کی عمر دراز کرونگا۔ اور ان کی سزا میں جلدی نہیں کرونگا۔ تاکہ وہ لوگ گناہوں میں ترقی کریں۔ اور جب ان کے گناہوں کی زیادتی اس حد کو پہنچ جائیگی جس حد پر انہیں سزا دینا حکمت الٰہی میں مقرر ہو چکا ہے۔ اسوقت انہیں موت آئیگی۔ اور خدا تعالیٰ کی پکڑ ہوگی۔ اس لئے ارشاد ہے۔ کہ "میری پکڑ سخت ہے"۔

ان آیتوں کے متعلق ثبوت دینے کی کوئی لمبی چوڑی ضرورت نہیں۔ فرعون۔ شداد نمرود۔ اور ان کذابوں کے حالات جنکا کچھ ذکر پہلی فصل میں کیا گیا ہے۔ دیکھ لینے کافی ہیں۔ کہ انکی ابتداء کیا تھی۔ اور انجام کیا ہوا؟

اس سنت الٰہی کے موافق مرزا صاحب بالکل معمولی حالت سے ترقی کرتے کرتے جب انانیت کی اس منزل تک پہنچ گئے۔ کہ صاف صاف نبوت و رسالت کے مدعی ہو گئے۔ دنیا بھر کے ۳۰۔ ۳۵ کروڑ مسلمانوں کو اپنی مٹھی بھر جماعت کے مقابلہ میں کافر قرار دیدیا

کل پیغمبروں پر فوقیت اور فضیلت کے دعویدار ہوئے۔ حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے متعلق بھی گستاخیاں کرنے سے نہ رُکے۔ اور (خاک بدہنش) اس ذات پاک کو خاطی اور ناقص الفہم قرار دیا۔ تو غیرت الٰہی نے دفعتاً جوش کھایا۔ اور عین اس روز جس روز کہ اخبار عام میں مرزا صاحب نے اپنی نبوت و رسالت کا صاف صاف دعوے شائع کرایا۔ یعنے ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو آپ بحالت غریب الوطنی مقام لاہور یکایک ہیضہ میں مبتلا ہوئے۔ اور صرف ۱۱ گھنٹہ میں ٹھنڈے ہوگئے۔ فَاعْتَبِرُوْا یَا اُوْلِی الْاَبْصَارِ۔

ایک متقی کے لئے مرزا صاحب کا یہ حسرت ناک انجام ہی کافی نصیحت ہے۔ لیکن اس فصل میں ہم یہ دکھانا چاہتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب کی متحدیانہ پیشگوئیوں کی کیا حقیقت ہے جن کی نسبت انہوں نے لکھا ہے۔ کہ:-

ہمارا صدق یا کذب جانچنے کے لئے ہماری پیشگوئی سے بڑھکر کوئی امتحان نہیں ہو سکتا۔ (دافع الوساوس صہ ۲۸۸)

اور ان پیشگوئیوں میں اپنی باطل نبوت۔ رسالت اور الہام کے گھمنڈ میں مخالفوں کی نسبت نہایت دریدہ دہنی سے جو ذلیل تریں اور گندے الفاظ لکھدیا کرتے تھے کسطرح سے اللہ تعالیٰ نے مرزا صاحب کو ان الفاظ کا مستحق و مستوجب گردانا۔ اور جو بُرے الفاظ وہ دوسروں پر چسپاں کرنا چاہتے تھے۔ کس طرح پورے طور پر ان پر وارد ہوئے۔ یہ عبارتیں اور الفاظ خود مرزا صاحب کی اپنی تحریرات سے نقل کئے گئے ہیں۔ اور امر واقعہ کی رو سے نتیجہ درج کر دیا گیا ہے۔ ان میں کوئی لفظ ہمارا نہیں ہے۔ اس لئے ہم مرزائی صاحبان سے امید رکھتے ہیں۔ کہ وہ ٹھنڈے دل سے اسپر غور کریں گے اور صرف اظہار حق کی وجہ سے ہم پر خفا نہیں ہونگے۔ کیونکہ بقول نظیر؂

کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہات دے اس ہات لے

(۱) ذلیل - روسیاہ - پھانسی کے قابل اور تمام شیطانوں بدکاروں اور لعنتیوں سے زیادہ لعنتی -

مسٹر عبداللہ آتھم عیسائی سے جون ۱۸۹۳ء میں مباحثہ ہونے کے بعد آپ نے ایک کتاب بنام جنگ مقدس لکھی تھی جس کے صفحہ ۱۸۹ - ۱۹۰ میں لکھتے ہیں - کہ :-

"میں اسوقت اقرار کرتا ہوں - کہ اگر یہ پیشگوئی جھوٹی نکلی - یعنے وہ فریق جو خدا تعالیٰ کے نزدیک جھوٹ پر ہے - وہ پندرہ ماہ کے اندر آج کی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے - تو میں ہر ایک سزا کے اٹھانے کے لئے تیار ہوں - مجھکو ذلیل کیا جاوے روسیاہ کیا جاوے - میرے گلے میں رسہ ڈالدیا جاوے - اور مجھے پھانسی دیا جاوے - ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں - اور میں اللہ جل شانہ کی قسم کھاکر کہتا ہوں - کہ وہ ضرور ایسا ہی کرے گا - ضرور کرے گا - ضرور کرے گا - زمین آسمان ٹل جائیں پر اسکی باتیں نہ ٹلیں گی - اب ناحق ہنسنے کی جگہ نہیں - اگر میں جھوٹا ہوں تو میرے لئے سولی تیار رکھو - اور تمام شیطانوں بدکاروں اور لعنتیوں سے زیادہ مجھے لعنتی قرار دو" اس سے پہلے صفحہ ۱۸۸ پر اسی پیشگوئی یوں لکھتے ہیں - کہ :-

آج رات جو مجھ پر کھلا - وہ یہ ہے - کہ جب میں نے بہت تضرع اور ابتہال سے جناب الٰہی میں دعا کی - کہ تو اس امر میں فیصلہ کر - اور ہم عاجز بندے ہیں - تیرے فیصلہ کے سوائے کچھ نہیں کر سکتے - تو اس نے مجھے یہ نشان بشارت کے طور پر دیا ہے - کہ اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے - اور سچے خدا کو چھوڑ رہا ہے - اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے - وہ انہی دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ لیکر یعنے ۱۵ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جاویگا - اور اس کو سخت ذلت پہنچیگی - بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے - اور جو شخص سچ پر ہے - اور سچے خدا کو مانتا ہے - اس کی اس سے عزت ظاہر ہوگی - اور اسوقت جب یہ پیشگوئی

ظہور میں آویگی۔ بعض اندہے سوجاکھے کئے جاوینگے۔ اور بعض لنگڑے چلنے لگیں گے۔ اور بعض بہرے سننے لگیں گے۔"

اس اصل پیشگوئی کا مطلب یہ ہے۔ کہ آتھم آج سے ۱۵ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جاویگا۔ بشرطیکہ حق کیطرف رجوع نہ کرے۔ اور ہاویہ کے یعنے جیساکہ صد ۱۸۹ کا حوالہ دیا گیا ہے۔ سزائے موت کے لئے گئے ہیں۔ ایسا ہی حقیقۃ الوحی ص ۱۸۵ میں لکھتے ہیں کہ:۔

"آتھم کی بابت پیشگوئی کے یہ الفاظ تھے۔ کہ وہ پندرہ مہینے میں ہلاک ہوگا"

غرض مطلب صاف ہے۔ کہ اگر آتھم رجوع الی الحق نہ کریگا۔ تو بسزائے موت پندرہ ماہ کے اندر ہادیہ (دوزخ) میں گرایا جاویگا۔ یعنے مرجائیگا۔ اور اگر رجوع الی الحق کریگا۔ یعنی عیسائیت پر قایم نہ رہیگا۔ اور اس کے افعال یا اقوال سے رجوع الی الحق ثابت ہوگا۔ تو اس سزا سے بچ رہیگا۔

یہ پیشگوئی اپنے الفاظ کی رو سے بڑی شاندار تہی۔ لیکن نتیجہ کیا ہوا۔ یہ کہ بالکل جہوٹ نکلی یعنے آتھم ۵ ستمبر ۱۸۹۴ئہ تک نہ مرا۔ جس سے مرزا صاحب کو سخت ذلت اور شرمندگی اٹھانی پڑی۔

جب آتھم میعاد کے اندر فوت نہ ہوا۔ تو مرزا صاحب نے جہٹ اشتہار دے دیا کہ اس نے (دل میں) رجوع الی الحق کر لیا تہا۔ اس لئے موت سے بچ گیا۔ اس مضمون کو انہوں نے بیسیوں کتابوں اور رسالوں میں لکھا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔ کہ:۔

"جس شخص کا خوف ایک مذہبی پیشگوئی سے اس حد تک پہنچ جائے۔ کہ اسکو سانپ وغیرہ ہولناک چیزیں نظر آئیں۔ یہاں تک کہ وہ [ا] ہراساں اور ترساں اور پریشاں اور بیتاب

[ا] عبارت کو دیکھئے کیسا فضول طور پر طول دیا گیا ہے۔

اور دیوانہ سا ہو کر شہر بہ شہر بھاگتا پھرے۔ اور سراسیموں اور خوفزدوں کیطرح جابجا بھٹکتا پھرے۔ ایسا شخص بلاشبہ یقینی یا ظنی طور پر اس مذہب کا مصدق ہو گیا ہے۔ جس کی تائید میں وہ پیشگوئی کی گئی ہے۔ یہی معنے رجوع الی الحق کے ہیں۔" ضیاء الحق صفحہ ۱۲ - ۱۳

لیکن دوسرے مقام پر آتھم کی اسی گھبراہٹ اور پریشانی کو جسکا نام رجوع الی الحق رکھا ہے۔ ہاویہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

"پس اے حق کے طالبو یقیناً سمجھ لو۔ کہ ہاویہ میں گرنے کی پیشگوئی پوری نکلی۔ اور اسلام کی فتح ہوئی۔ اور عیسائیوں کو ذلت پہنچی۔ ہاں اگر مسٹر عبداللہ آتھم جزع فزع کا اثر نہ ہونے دیتا۔ اور اپنے افعال سے اپنی استقامت دکھاتا اور اپنے مرکز سے جگہ بہ جگہ بھٹکتا نہ پھرتا۔ اور اپنے دل پر وہم اور خوف اور پریشانی غالب نہ کرتا۔ بلکہ اپنی معمولی خوشی اور استقلال میں ان دنوں کو گزارتا۔ تو بے شک کہ سکتے تھے۔ کہ وہ ہاویہ میں گرنے سے دور رہا۔ مگر اب تو اس کی حالت یہ ہوئی۔ کہ قیامت دیدہ ام پیش از قیامت۔ اسپر وہ غم کے پہاڑ پڑے۔ جو اس نے اپنی تمام زندگی میں اس کی نظیر نہیں دیکھی تھی۔ پس کیا یہ سچ نہیں۔ کہ وہ ان تمام دنوں میں درحقیقت ہاویہ میں رہا"۔ انوار الاسلام صفحہ ۵-۷ وحجۃ الاسلام وغیرہ۔

سبحان اللہ۔ کیا عجیب وغریب منطق ہے۔ خود مرزا صاحب کے ایک گریجویٹ مرید نے اس عبارت آرائی پر جو نوٹ دیا ہے۔ قابل ملاحظہ ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔ کہ "یہ مضمون صاف ہے۔ کہ اگر آتھم رجوع الی الحق نہ کرے تو ہاویہ میں گرایا جائیگا یعنے اگر رجوع کرے گا۔ تو ہاویہ کی سزا سے بچ جائیگا۔ رجوع الی الحق اور سزائے ہاویہ ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے آتھم کے بھاگے پھرنے اور سراسیمہ ہونے کا نام رجوع الی الحق بھی رکھا ہے۔

اور ہاویہ میں گرنا بھی۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ رجوع اور ہاویہ کا جمع ہونا تو الہام کی رُو سے ناممکن ہے۔ بیچارہ آتھم اگر رجوع کر چکا۔ تو پھر ہاویہ اسپر کہاں سے آگیا۔ یا تو رجوع ہی کرتا۔ یا ہاویہ میں گرتا۔ یہ تاویل جس میں اجتماع ضدین ہے۔ ما ینطق عن الھوی ۔ ۔ ۔ ۔ والے الہام کے ماتحت ہو کر وحی الٰہی سے ہوا تھا یا نہیں[1] (انجام آتھم صفحہ ۲۳)

غرض یہ کہ اپنوں اور بیگانوں سب کی نظروں میں پیشگوئی اپنے الفاظ و شرح کی رو سے قطعاً غلط نکلی اور مرزا صاحب اپنی مقبولہ و مسلمہ سزا کے مستوجب ٹھہرے۔ جو جنگ مقدس کی عبارت صفحہ ۱۸۹-۱۹۰ کے حوالہ سے عنوان میں درج کی گئی ہے۔

مرزا صاحب نے اس کلنک کے ٹیکے کو اتارنے کیلئے بہت ہاتھ پاؤں مارے ایک اشتہار دیدیا۔ کہ مسٹر آتھم اگر قسم کھاویں۔ کہ انہوں نے رجوع الی الحق نہیں کیا تو دو ہزار پھر لکھا۔ کہ چار ہزار روپیہ انعام لیں۔

آتھم رجوع سے بالکل انکاری تھا۔ اس نے جواب دیا۔ کہ حلف ہمارے مذہب میں جائز نہیں۔ جیسا کہ سور کھانا اسلام میں جائز نہیں۔ اگر مرزا صاحب بھرے جلسہ میں سور کھالیں[2]۔ تو میں ان کو انعام دینے کو تیار ہوں۔

آخر کل نفس ذائقۃ الموت۔ آتھم ستر سال کے قریب عمر میں تھا۔ اور وہ مرزا صاحب کی پیشگوئی کی میعاد ختم ہونے کے ۲۳ ماہ بعد فوت ہو گیا۔ تو مرزا صاحب نے فوراً پیشگوئی کا پورا[3] ہونا مشتہر کر دیا۔ اور اپنی متعدد تصانیف میں لکھا۔ کہ میں[4] نے مباحثہ کے وقت قریباً

---

[1] ماشاء اللہ۔ کیسا زبردست اعتراض ہے۔ کیا کوئی مرزائی اسکا جواب دے سکتا ہے؟ [2] کیا یہی رجوع الی الحق تھا۔ کہ وہ کھلے طور پر مرزا صاحب کو سخت الفاظ سے مخاطب کر رہا ہے؟ [3] اگر یہ پیشگوئی پوری ہوئی تو کتنے اندھے سوجاکھے کئے گئے۔ اور کتنے لنگڑے چلنے لگے۔ جیسا کہ پیشگوئی میں ذکر تھا۔ حالانکہ مرزا صاحب کے مخلص مریدوں میں اسوقت کانے اور لنگڑے موجود تھے۔ مگر اچھا تو کوئی بھی نہ ہوا۔ [4] کشتی نوح صفحہ ۶ میں لکھا ہے کہ پیشگوئی میں یہ بیان تھا۔ کہ جھوٹا پہلے مریگا۔ حالانکہ الہامی عبارت میں پندرہ ماہ کی میعاد صاف درج ہے

ساٹھ آدمیوں کے روبرو یہ کہا تھا۔ کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مریگا سو آتھم ہی اپنی موت سے میری سچائی کی گواہی دے گیا" (دیکھو اشتہار انعامی پانسو روپیہ صٹ و اربعین ۳ صلا وکشتی نوح صلا)

اس جھوٹ کی نسبت مرزا صاحب کے وہی گریجویٹ مرید یوں معترض ہیں۔ کہ:۔

"انصافاً فرمائیے۔ کہ کیا اس طرح کا خلاصہ لکھنا جائز ہے۔ کیا پندرہ ماہ کی مدت کو پس انداز کرنے سے رجوع الی الحق کی شرط کو چھوڑنے سے پیشگوئی کی وہی حیثیت رہی؟ جو پہلے تھی۔ یقیناً نہ رہی۔ اسطرح کا خلاصہ اور مختصر بیانی سے ایک فریق کو یعنے حضرت مرزا صاحب کو بہت زیادہ ناجائز فائدہ پہنچ جاتا ہے۔ کیونکہ برسوں کے بعد جب آتھم دنیا سے گذر چکا ہے۔ ایک ناواقف کشتی نوح کی عبارت کو پڑھتا ہے۔ اور دیکھتا ہے۔ کہ ایک فریق زندہ موجود ہے۔ اور دوسرا مر چکا۔ وہ فوراً زندہ فریق کے حق میں ڈگری دیدیتا ہے۔ حالانکہ اگر اصل کیفیت معلوم ہو۔ کہ مدت ۱۵ ماہ مقرر تھی شرط رجوع الی الحق تھی۔ اور سزا ہاویہ میں گرایا جانا۔ جس کے معنے[1] صرف گھبرا کر سراسیمہ پھرنا کیا گیا تھا۔ تو قرینہ غالب ہے۔ کہ وہ اس پیشگوئی کے بارہ میں کچھ اور رائے قائم کر سکتا تھا۔ اس پیشگوئی کو اسطرح مختصر کرنے سے ایک ناواقف کو دھوکا لگنے کا احتمال ہے یا نہیں؟ میرے خیال میں ضرور احتمال ہے۔ اور قوی احتمال ہے۔ احتیاط اور حزم کے خلاف ہے"۔ (صاف کیوں نہیں کہتے۔ کہ دیانت اور راستبازی کے خلاف ہے۔ مؤلف)

اب ناظرین مکرر غور کر سکتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب کی یہ بعد کی تاویلیں بھی پہلی تاویلوں

---

[1] یہ بھی ایک چالاکی ہی تھی۔ ورنہ اصل پیشگوئی اور اسکی تفسیر میں۔ موت کا لفظ موجود ہے جسکا مفصل حوالہ شروع میں دیا گیا ہے۔ (مولف)

کی طرح کیسی صاف طور سے عذر گناہ بدتر از گناہ کی مصداق ثابت ہوتی ہیں۔

(۲) ہر ایک بد سے بدتر اور کاذب۔

نکاح آسمانی کے متعلق مفصل حالات فصل ششم نمبر ۴ تا ۱۰ اور فصل گذشتہ کے نمبر ۸ میں لکھے گئے ہیں۔ اسی سلسلہ میں ایک جگہ مرزا صاحب تحریر کرتے ہیں۔ کہ:۔

"یاد رکھو۔ اگر اس پیشگوئی کی دوسری جزو (یعنے احمد بیگ کے داماد کی موت اور محمدی بیگم سے مرزا صاحب کا نکاح) پوری نہ ہوئی تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا" (ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۵۴)

ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں۔ کہ:۔

"من ایں را (موت داماد احمد بیگ و نکاح محمدی بیگم) برائے صدق خود و کذب خود معیار مے گردانم و من نگفتم الا بعد ازاں کہ از رب خود خبر داد شدہ" (انجام آتھم صفحہ ۲۲۳)

یہ ظاہر ہے۔ کہ نہ داماد مرزا احمد بیگ مرا۔ نہ محمدی بیگم مرزا صاحب کے نکاح میں آئی۔ پس مرزا صاحب اپنے مقبولہ خطابوں کے مستحق ہیں۔

(۳) نادان۔ بدگوہر۔ احمق۔ بیوقوف۔ نکٹے۔ ان کے منحوس چہرہ پر ذلت کے سیاہ داغ۔ بندروں اور سوروں کی طرح ہو گئے ہیں۔

پیشگوئی مذکورہ (نکاح آسمانی) کے متعلق انجام آتھم صفحہ ۲۵ میں لکھتے ہیں۔ کہ:۔

"چاہیئے تھا۔ کہ ہمارے نادان مخالف انجام کے منتظر رہتے۔ اور پہلے سے اپنی بدگوہری ظاہر نہ کرتے۔ بھلا جس وقت یہ سب باتیں پوری ہو جائینگی۔ اس دن یہ احمق مخالف جیتے ہی رہینگے۔ اور کیا اسدن یہ تمام لڑنے والے سچائی کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہو جاویں گے۔ ان بیوقوفوں کو کوئی بھاگنے کی جگہ نہ رہیگی۔ اور نہایت

صفائی سے **ناک کٹ جائیگی**۔ اور **ذلت** کے سیاہ داغ ان کے **منحوس چہروں** پر **بندروں** اور **سوروں** کی طرح کر دیں گے"۔

اللہ اکبر! اس تعلی۔ شیخی۔ تکبر۔ زبان درازی اور بد زبانی کی کوئی حد ہے۔ اور اس تہذیب و شائستگی کا کچھ ٹھکانا ہے؟ کیوں نہ ہو۔ چودہویں صدی کے نبی اور مسیح جو ہوئے!!! اگر خدا نخواستہ یہ پیشگوئی پوری ہوجاتی۔ یعنے محمدی بیگم کا مرزا صاحب سے نکاح ہوجاتا۔ تو کیا مرزائی اور مرزا صاحب یہی الفاظ کل مسلمانان کے خلاف صادق نہ کردیتے۔ جن میں اکابر علماء اور صوفیائے کرام و مشائخ عظام شامل ہیں۔ لیکن خدا کی شان! مرزا صاحب کا غرور و تکبر ان کے آگے آیا۔ اور نکاح نہ ہوا۔

اس لئے اب ہمیں حق حاصل ہے۔ کہ مرزا صاحب کی گلفشانیوں کا مذکورہ بالا **نولکھا** ہار عطائے تو بلقائے تو کہکر انہی کے گلے میں ڈالدیں۔ جو ان کا حق بھی ہے۔

دہن خویش بہ دشنام میالا صائب
کایں زر قلب بہر کس کہ دہی باز دہند

(۴) **نامراد۔ ذلیل۔ مردود۔ ملعون۔ دجال۔ ہمیشہ کی لعنتوں کا نشانہ۔**

اشتہار انعامی چار ہزار بمرتبہ چہارم مورخہ ۲۷ اکتوبر ۱۸۹۴ء کے صـ ۱۶ پر لکھتے ہیں۔ کہ:۔

"میں بالآخر دعا کرتا ہوں۔ کہ اے خدائے قادر و علیم۔ اگر آتھم کا عذاب مہلک میں گرفتار ہونا۔ اور احمد بیگ کی دختر کلاں کا آخر اس عاجز کے نکاح میں آنا۔ یہ پیشگوئیاں تیری طرف سے ہیں۔ تو ان کو ایسے طور پر ظاہر فرما۔ جو خلق اللہ

پر حجت ہو۔ اور کور باطن حاسدوں کا منہ بند ہو جائے۔ اور اگر اے خداوند! یہ پیشگوئیاں تیری طرف سے نہیں ہیں۔ تو مجھے **نامرادی** اور **ذلت** کے ساتھ ہلاک کر۔ اگر میں تیری نظر میں **مردود** اور **ملعون** اور **دجال** ہی ہوں۔ جیساکہ مخالفوں نے سمجھا ہے۔ اور تیری وہ رحمت میرے ساتھ نہیں۔ جو انبیائے[1] کرام علیہم السلام اور اولیائے امت محمدیہ کے ساتھ تھی۔ تو مجھے فنا کر ڈال۔ اور ذلتوں کے ساتھ مجھے ہلاک کر دے اور **ہمیشہ کی لعنتوں کا نشانہ بنا**۔ اور تمام دشمنوں کو خوش کر۔ اور انکی دعائیں قبول فرما"..... الخ

یہ ظاہر ہے۔ کہ نہ مطابق پیشگوئی عبداللہ آتھم پر کوئی مہلک عذاب آیا۔ نہ محمدی بیگم سے مرزا صاحب کا نکاح ہوا۔ اس لئے ثابت ہوا۔ کہ دونو پیشگوئیاں اللہ کیطرف سے نہیں تھیں۔ اور مرزا صاحب بمقابلہ مولوی ثناء اللہ اور ڈاکٹر عبدالحکیم صاحبان موت کی پیشگوئیاں کرتے کرتے دفعتاً لاہور (مسافرت میں) بمرض ہیضہ انتقال کر گئے۔ پس حسب اقرار خود وہ الفاظ مندرجہ عنوان کے ہرطرح حقدار ہیں۔

(۵) جھوٹا۔ کاذب۔ دجال۔ مفتری اور ذلیل

[2] "میں نے خدا تعالیٰ سے دعا کی ہے۔ کہ وہ مجھ میں اور محمد حسین میں آپ فیصلہ کرے۔ اور وہ دعا جو میں نے کی ہے۔ یہ ہے۔ کہ اے میرے ذوالجلال پروردگار اگر میں تیری نظر میں ایسا ہی **ذلیل**۔ **جھوٹا** اور **مفتری** ہوں۔ جیساکہ محمد حسین بٹالوی نے اپنے رسالہ اشاعۃ السنۃ میں بار بار مجھکو **کذاب**۔ **دجال** اور مفتری کے لفظ سے یاد کیا ہے۔ اور جیساکہ اس نے اور محمد بخش جعفر زٹلی اور ابوالحسن

---

[1] یہاں مرزا صاحب نے حسب عادت عبارت کو طول دینے کے لئے ہر ایک نبی علیہ السلام کا نام علیحدہ علیحدہ لکھا ہے۔ جو بنظر اختصار چھوڑ دیا گیا ہے۔

[2] اشتہار ۲۱ نومبر ۹۸ء

تبتی نے اس اشتہار میں جو ۱۰- نومبر ۱۸۹۷ء کو چھپا ہے۔ میرے ذلیل کرنے میں
کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ تو مجھ پر ۱۳۔ماہ کے اندر یعنے ۱۵- دسمبر ۱۸۹۸ء سے ۱۵۔
جنوری ۱۹۰۰ء تک ذلت کی مار وارد کر۔ اور ان لوگوں کی عزت و وجاہت ظاہر کر
اور اگر تیری جناب میں میری کچھ عزت ہے۔ تو میں عاجزی سے دعا کرتا ہوں۔ کہ
ان ۱۳ مہینوں میں شیخ محمد حسین۔ جعفر زٹلی اور تبتی مذکور کو ذلت کی مار سے دنیا
میں رسوا کر اور ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ کا مصداق کر آمین ثم آمین"۔
اس سے آگے لکھا ہے۔ کہ اس دعا کی قبولیت کا الہام بھی ہو گیا ہے"۔
لیکن یہ میعاد گذر گئی۔ اور مرزا صاحب کے یہ تینوں مخالفین بفضلہٖ تعالیٰ بخیر و
عافیت رہے۔ اور مرزا صاحب کی دعا مردود ہوئی۔ میعاد ختم ہونے پر آئی تو مرزا
صاحب نے بہت حیلے کئے۔ ایک غیر معلوم شخص کی معرفت علماء سے فتوے حاصل کیا۔ کہ
حضرت مہدی کا منکر کافر ہے۔ اور ۷ رجنوری ۱۸۹۹ء کو اشتہار شائع کر دیا۔

(۱) کہ جسطرح مولوی محمد حسین نے مجھ پر کفر کا فتوے لگایا تھا۔ اس پر بھی
لگ گیا۔ پس اس کی ذلت ہوئی۔ اور پیشگوئی سے یہی مراد تھی۔ قریباً سال بھر بعد
۱۷، دسمبر ۱۸۹۹ء کو پھر ایک اشتہار دیا۔ اس میں ذلت کے اسباب مزید حسب
ذیل گنائے۔

(۲) مولوی محمد حسین نے میرے الہامی جملہ عجبت لہ پر اعتراض کیا۔ حالانکہ
عجبت کا صلہ لام فصحا کے کلام میں موجود ہے۔

(۳) ہمارے مقدمہ میں ڈپٹی کمشنر گورداسپور نے اسکو سخت سست کہا۔
بلکہ اس سے عہد لیا۔ کہ آئندہ کو وہ مجھے دجال کادیانی۔ کافر وغیرہ نہ کہے گا۔

(۴) مولوی محمد حسین نے لفظ ڈسچارج کا ترجمہ غلط کیا۔

(۵) اسکو زمین مل گئی۔ یہ بھی ذلت ہے۔ کیونکہ حدیث میں آیا ہے۔ کہ

جس گھر میں کھیتی کے آلات داخل ہوں۔ وہ ذلیل ہو جاتا ہے۔

اب پیشگوئی اور الہام کی طرف دیکھیے۔ اور ادہر مرزا صاحب کی بیان کردہ ذلتوں پر غور کیجیے۔ کہاں تو الہام میں درج تھا۔ کہ میں ظالم کو ذلیل اور رسوا کرونگا۔ اور وہ اپنے ہاتھ کاٹے گا۔ ضرب اللہ اشد من ضرب الناس۔ کہاں تعبیر اسکی کی کیجاتی ہے۔ مندرجہ بالا رکیک تاویلات سے! اور ان کی نسبت بہی غور و فکر کرنے سے نتائج ذیل نکلتے ہیں۔

(۱) عام طور پر جس (حضرت) مہدی کا آنا مانا جاتا ہے۔ اس سے آپ بہی منکر ہیں۔ اور مولوی محمد حسین صاحب بھی۔ پس اس طرح اگر یہ ذلت ہے۔ تو دونو کو پہنچتی ہے۔

(۲) عجبت لہٗ والی تقریر سے مولوی محمد حسین صاحب کو انکار ہے۔ اور مرزا صاحب کی غلطیوں کا ایک طومار مولوی محمد حسین اور مولوی ثناء اللہ صاحبان اور دیگر علماء نے شائع کر دیا ہے۔ ایک عجبت لہٗ پر ہی اکتفا نہیں کی۔ اسطرح آپ ڈبل ذلیل ثابت ہوتے ہیں۔

(۳) مقدمہ گورداسپور میں مرزا صاحب اور مولوی صاحب دونوں سے یکساں نمونہ کے اقرار نامجات داخل کرائے گئے تھے۔ بلکہ مرزا صاحب کا اقرار نامہ زیادہ مصرح اور مفصل ہے۔ جو ان کے نبی ہونے کے لحاظ سے بہت بڑی ذلت ہے۔

(۴) مرزا صاحب باوجود الہامی تفہیم کے بیسیوں الہامی الفاظ کے معنے غلط کر جاتے تھے۔ اور پھر کہہ دیتے تھے۔ کہ شاید کچھ اور معنے ہوں۔ یا مجھے یاد نہیں رہا وغیرہ وغیرہ۔ اگر یہ ذلت نہیں۔ تو مولوی محمد حسین کا لفظ ڈسچارج کا ترجمہ بھی کوئی ذلت نہیں۔

(۵) زمینداری کی ذلت کی بھی خوب کہی! مرزا صاحب خود الہامی طور پر

حارث۔ حراث بنے۔ اور زمینداری کی ذلت میں پشتہا پشت سے مبتلا رہے۔ تو خود بدولت مولوی صاحب سے بدرجہا زیادہ اور پشتینی ذلیل ہیں۔

اس سے زیادہ تعجب یہ ہے۔ کہ پیشگوئی تو ہے۔ مولوی محمد حسین۔ اور جعفر زٹلی۔ اور ابوالحسن تبتی۔ تین آدمیوں کی نسبت۔ اور ذلتیں گنائی ہیں صرف مولوی محمد حسین صاحب کی۔ اور باقی دونوں صاحبوں کی نسبت اشتہار ۱۷ دسمبر سنہ ۱۸۹۹ء میں لکھدیا۔ کہ ان کی عزت اور ذلت دونوں طفیلی ہیں۔ (چلو سستے چھوٹے!)

افسوس! کہ اس نسخہ مجرب سے محمدی بیگم والے معاملہ میں مرزا صاحب نے فائدہ نہ اٹھایا۔ لکھدینا تہا۔ کہ محمدی بیگم کی نانی مرگئی۔ محمدی کے خاوند کی موت طفیلی تہی۔ اس لئے سمجھ لو۔ کہ وہ بہی مرگیا۔ پس پیشگوئی پوری ہوگئی۔ واہ حضرت! کیا کہنے ہیں اس نبوت کے! ؎

این کرامت ولیٔ ماچہ عجب!
گربہ شاشید۔ گفت باراں شد!!

غرض یہ کہ پیشگوئی بہی بالکل غلط اور اس کی منظوری کا الہام محض جہوٹ اور فضول ثابت ہوا۔ اس لئے حسب اندراج اشتہار خود مرزا صاحب الفاظ مندرجہ عنوان کے مصداق ہیں۔

(۶) شریر۔ پلید۔ مردود۔ ملعون۔ کافر۔ بیدین۔ کذاب خائن۔ دجال۔ فاسد۔

مرزا صاحب اپنے دام افتادوں کے اطمینان قلب اور ان کے پہنسے رہنے کے لئے عجیب وغریب تدابیر سے کام لیتے تہے۔ ایک پیشگوئی ابہی پوری نہیں ہوتی تہی۔ کہ اس کی میعاد کے خاتمہ سے کچھ پہلے ایک دوسری پیشگوئی کردیتے تہے۔ تاکہ غلط پیشگوئی کا خیال چہوڑ کر مرید دوسری طرف متوجہ رہیں۔ چنانچہ

مولوی محمد حسین صاحب وغیرہ کے متعلق ۱۳ ماہہ پیشگوئی کی میعاد میں قریب دو اڑھائی ماہ باقی تھے۔ کہ ۵ نومبر ۱۸۹۹ء کو ایک اور اشتہار دیدیا۔ جس میں لکھا۔ کہ :۔

"اے میرے مولا! قادر خدا۔ اب مجھے راہ بتلا۔ اگر میں تیری جناب میں مستجاب الدعوات ہوں۔ تو ایسا کر۔ کہ جنوری ۱۹۰۰ء سے اخیر دسمبر ۱۹۰۲ء تک میرے لئے کوئی اور نشان دکھلا۔ اور اپنے بندے کے لئے گواہی دے جس کو زبانوں سے کچلا گیا ہے۔ دیکھ میں تیری جناب میں عاجزانہ ہاتھ اٹھاتا ہوں کہ تو ایسا ہی کر۔ کہ اگر میں تری حضور میں سچا ہوں۔ اور جیسا کہ خیال کیا گیا ہے۔ کافر۔ کاذب نہیں ہوں۔ تو ان تین سال میں جو اخیر دسمبر ۱۹۰۲ء تک ختم ہو جائیں گے۔ کوئی ایسا نشان دکھلا۔ جو انسانی ہاتھوں سے بالاتر ہو"

آگے چلکر لکھتے ہیں۔ کہ :۔

"اگر تو اے خدا اس تین برس کے اندر میری تائید میں اور میری تصدیق میں کوئی نشان نہ دکھلاوے۔ اور اپنے بندے کو ان لوگوں کی طرح رد کر دے جو تیری نظر میں شریر^۵۲ اور پلید اور بے دین اور کذاب اور دجال اور خائن اور فاسد ہیں۔ تو میں تجھے گواہ کرتا ہوں۔ کہ میں اپنے تئیں صادق نہیں سمجھونگا۔ اور ان تمام تہمتوں اور الزاموں اور بہتانوں کا اپنے تئیں مصداق سمجھ لونگا۔ جو میرے پر لگائے جاتے ہیں۔ میں نے اپنے لئے یہ قطعی فیصلہ کر لیا ہے"

---

۵۱ کچھ کسر ہے! ذرا آٹھویں فصل تو دیکھو۔

۵۲ سلطان القلم کی قلم کے جواہر ریزے ملاحظہ ہوں۔ کیا کوئی بھٹیاری بھی اس فحش گوئی کا مقابلہ کر سکتی ہے؟ ایک دریائے فساد ہے۔ جو امڈا چلا آرہا ہے۔

کہ اگر میری یہ دعا قبول نہ ہو۔ تو میں ایسا ہی مردود اور ملعون اور کافر اور بے دین اور خائن ہوں۔ جیسا کہ مجھے سمجھا گیا"۔

مرزا صاحب کے مرید نہ مانیں! ہم تو مرزا صاحب کی اس عبارت پر امنا و صدقنا کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ تین سال ہی خالی گذر گئے۔ اور کوئی نشان آسمانی جو انسانی ہاتھوں سے بالاتر ہو۔ نہیں دکھایا گیا[ل] اس لئے وہ اپنی منہ مانگی تعریفوں کے ہر طرح سے مستحق ہیں۔

[ل] البتہ ایک رسالہ بنام اعجاز احمدی مرزا صاحب نے لکھکر مولوی ثناء اللہ کے پاس ضرور بھیجا۔ اور لکھا۔ کہ اسکا جواب ۲۰ یوم کے اندر اندر لکھکر بھیجو۔ اس سے پیشگوئی سہ سالہ پوری ہوگئی" مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس قصیدے میں بیسیوں صرفی نحوی غلطیاں نکال کر مرزا صاحب کو لکھا۔ کہ پہلے ان غلطیوں کو درست کرو۔ پھر میں آپ کے زانو بزانو بیٹھ کر عربی نویسی کرونگا آپ ایک غیر معلوم مدت میں سارا زور لگا کر ایک کتاب لکھیں۔ اور فریق ثانی کو چند یوم میں اس کا جواب دینے پر مجبور کریں۔ یہ فضول بات ہے۔ مرزا صاحب نے اس کا کوئی جواب تک نہیں دیا۔

اب ناظرین انصاف کرلیں۔ کہ کہاں ایک عظیم الشان نشان کی پیشگوئی جو انسانی ہاتھوں سے بالاتر ہو۔ کہاں اس کا ظہور ایک مختصر رسالہ کی شکل میں سہ

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خون نکلا

اور پھر حسب قول و اصول مسلمہ مرزا صاحب۔ انکا لکھا ہوا یہ رسالہ۔ انسانی ہاتھوں سے بالاتر نہیں کہلا سکتا۔ بلکہ ایسا کہنے والے کو مرزا صاحب سودائی۔ مخبوط الحواس۔ عقل کا اندھا۔ کور باطن اور ناقص الفہم وغیرہ وغیرہ بتلاتے ہیں۔ (دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۱۵۹ تا ۱۹۳) و (تمہید فصل ششم کتاب ہذا)

(۷) جھوٹا۔ (اور جھوٹے دعوے)

مرزا صاحب ۱۹ر جولائی ۱۹۰۶ء میں لکھتے ہیں۔ کہ:۔

"میرا کام جس کے لئے میں اس میدان میں کھڑا ہوں۔ یہی ہے۔ کہ میں عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں۔ اور بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلاؤں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت اور عظمت اور شان دنیا پر ظاہر کروں پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں۔ اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آوے۔ تو میں جھوٹا ہوں۔ پس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے۔ وہ انجام کو کیوں نہیں دیکھتی۔ اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا۔ جو مسیح موعود مہدی موعود کو کرنا چاہیئے تھا۔ تو پھر میں سچا ہوں۔ اور اگر کچھ نہ ہوا۔ اور مر گیا۔ تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں"۔

ناظرین! مرزا صاحب کے اس صاف و صریح اقرار کو ملاحظہ فرمائیں۔ اور نتیجہ کے طور پر اسلام کی موجودہ شان و شوکت کا حال بھی دیکھیں۔ جب مرزا جی نے دعوائے مجددیت و مہدویت و مسیحیت وغیرہ کیا تھا۔ اس وقت ممالک اسلامی اور سلطنت ہائے اسلامی کی حالت زمانہ موجودہ سے ہزار درجہ بہتر تھی۔ شاید یہ مرزا صاحب کی ہی سبز قدمی کی برکت ہے۔ کہ ان میں سے اکثر ممالک اب ہلال کے بجائے صلیب کے زیر حکومت ہیں۔ اور جہاں بجائے شعائر اسلام کے اب ہر قسم کے فسق و فجور و شراب و زنار وغیرہ کی عام آزادیاں ہو گئی ہیں۔ اگر اسی کا نام کسر صلیب۔ ترقی اسلام اور پیغمبر عربی (روحی فداہ) صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و شان کا اظہار ہے۔ تو خیر! اگر نہیں تو پھر مرزا صاحب کو ان کے اقرار کے بموجب کیوں جھوٹا نہ سمجھا جائے۔ ورنہ اس بربادئی اسلام و مسلمین کو ترقی ثابت کیا جائے۔ اگر کسی مرزائی میں ہمت ہو!

(۸) کاذب۔ کافر۔ بے دین اور خارج از اسلام

نبوت و رسالت کے متعلق مرزا صاحب کے عقائد پہلے یہ تھے۔

(الف) بعد ختم المرسلین میں کسی دوسرے مدعی رسالت و نبوت کو **کافر** اور **کاذب** جانتا ہوں۔ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی۔ اور جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔ (اشتہار ۲ر اکتوبر ۱۸۹۱ء مقام دھلی)

(ب) میں قائل ختم نبوت ہوں۔ اس کے منکر کو **بے دین** اور **خارج از اسلام** سمجھتا ہوں۔ (تقریر جامع مسجد دہلی ۲۳ر اکتوبر ۱۸۹۰ء)

(ج) میرا ایمان ہے۔ کہ ہمارے رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمام رسولوں سے افضل اور خاتم الانبیاء ہیں۔ پھر مجھے کب جائز ہے۔ کہ نبوت کا دعوےٰ کر کے اسلام سے خارج ہو کر **کافروں** کی جماعت میں جا ملوں۔ (حمامۃ البشریٰ ترجمہ از ص۹۶)

نبوت کے متعلق ایسے بیسیوں فقرے مرزا صاحب کی تحریرات میں موجود ہیں۔ لیکن جب نبی بننے کا انہیں خیال آیا۔ تو کئی طرح کے ایچ پیچ ڈال کر نبوت کی اقسام ظلی۔ بروزی۔ مجازی۔ حقیقی۔ غیر حقیقی۔ تشریعی و غیر تشریعی وغیرہ وغیرہ وضع کی گئیں۔ اور بالآخر صاف لفظوں میں نبوت کا دعوےٰ کر دیا چنانچہ ملاحظہ ہو۔

(الف) اشتہار ایک غلطی کا ازالہ۔ جسمیں حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز اور ظل بن کر امتی نبی ہونے کا اظہار کیا گیا ہے۔

(ب) اخبار بدر ۵ر مارچ ۱۹۰۸ء میں لکھتے ہیں۔ کہ ہمارا دعوےٰ ہے۔ کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔ دراصل یہ نزاع لفظی ہے۔ خدا تعالیٰ

جس کے ساتھ ایسا مکالمہ مخاطبہ کرے۔ جو بلحاظ کمیت و کیفیت کے دوسروں
سے بہت بڑھکر ہو۔ اور اسمیں پیشگوئیاں بھی بکثرت ہوں۔ اسے نبی کہتے ہیں
اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے۔ پس ہم نبی ہیں۔ (آگے لکھتے ہیں) ہمارا
مذہب تو یہ ہے۔ کہ جس دین میں نبوت کا سلسلہ نہ ہو۔ وہ مردہ ہے۔ یہودیوں
عیسائیوں اور ہندوؤں کے دین کو جو ہم مردہ کہتے ہیں۔ تو اسی لئے کہ ان میں کوئی
نبی نہیں ہوتا۔ اگر اسلام کا بھی یہی حال ہوتا۔ تو پھر ہم بھی قصہ گو ٹھیرے۔ کس
لئے اسکو دوسرے دینوں سے بڑھکر کہتے ہیں۔ ہم پر کئی سالوں سے وحی نازل ہو
رہی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے کئی نشان اس کے صدق کی گواہی دے چکے ہیں۔
اس لئے ہم نبی ہیں۔ امر حق کے پہنچانے میں کسی قسم کا اخفاء نہ رکھنا چاہیئے
(ج) ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو ایک مکتوب بنام اخبار عام مرزا صاحب نے[1]
لکھا۔ اس میں بھی بکثرت پیشگوئیاں کرنے کی بناء پر اپنا نبی ہونا ظاہر کیا ہے
اب پہلے تینوں حوالوں سے بعد کے تینوں حوالوں کا مقابلہ کیا جائے۔ تو
اور ہی رنگ نظر آتا ہے۔ پہلے نبوت کا صاف انکار تھا۔ اور بعد میں صاف اقرار
موجود ہے۔ پہلے وحی نبوت کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم شدہ مانتے تھے
اور پچھلے حوالوں میں اپنے اوپر وحی کا نزول بیان کرکے خدا تعالیٰ کی گواہی بھی ثبت
کرادی ہے۔

حدیث شریف لا نبی بعدی میں بھی مطلق نبوت کا ہی ذکر ہے۔ اور مرزا صاحب
کے پہلے حوالوں میں بھی لفظ نبوت کا ہی انکار ہے۔ پس بعد میں نبی بننے کے لئے
جو سوانگ اور بہروپ بنائے گئے ہیں۔ قابل غور ہیں۔ لامحالہ یا تو مرزا صاحب

[1] اسی روز بمقام لاہور آپ نے ہیضہ میں مبتلا ہوکر انتقال کیا۔

کے پہلے اقرار غلط ہیں۔ یا آخری دعوے فضول۔ ہاں مرزا صاحب حسب قول

خود خطابات مندرجہ عنوان کے ہر طرح سے سزاوار ہیں۔

(۹) کاذب۔ شریر اور اصحاب فیل کی طرح نابود۔

ڈاکٹر عبدالحکیم خانصاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ مرزا صاحب کے ایک باخلاص مرید تھے۔ جنہوں نے بعد میں مرزا صاحب کی اصلیت کو معلوم کرکے رجوع الی الحق کر لیا تھا۔ مرزا صاحب پہلے ان کے اخلاص کے مداح تھے۔ پھر ان کے سخت خلاف ہوگئے۔ ڈاکٹر صاحب نے تردید مرزائیت میں متعدد رسالے اور پمفلٹ لکھے بالآخر دونوں نے ایک دوسرے کے خلاف موت کی پیشگوئی کی۔ اس کے متعلق مرزا صاحب کا اشتہار ہی ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔ لکھتے ہیں۔ کہ:۔

خدا سچے کا حامی ہو

"میاں عبدالحکیم خانصاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ نے میری نسبت یہ پیشگوئی کی ہے"

"مرزا مسرف ہے۔ کذاب اور عیار ہے۔ صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائیگا۔ اور اسکی میعاد تین سال بتائی گئی ہے"

"اس کے مقابل پر وہ پیشگوئی ہے۔ جو خدا تعالےٰ کی طرف سے میاں عبدالحکیم صاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ کی نسبت مجھے معلوم ہوئی ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں۔

خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں۔ اور وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں۔ ان پر کوئی غالب نہیں آسکتا

نوٹ صفحہ ۱۹۱ پر دیکھو۔

فرشتوں کی کھنچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے۔ پر تو نے وقت کو نہ پہچانا۔ نہ دیکھا
نہ جانا۔ رَبِّ فَرِّقْ بَيْنَ صَادِقٍ وَكَاذِبٍ اَنْتَ تَرٰى كُلَّ مُصْلِحٍ وَّصَادِقٍ
اے میرے رب تو صادق اور کاذب میں فرق کر کے دکھلا۔ تو ہر مصلح اور صادق
کو جانتا ہے۔ (۱۶ر اگست ۱۹۰۶ء)

اس کے بعد ڈاکٹر عبدالحکیم خانصاحب نے ایک اور الہام شائع کیا۔ کہ جولائی ۱۹۰۷ء
سے ۱۴ ماہ تک مرزا مر جائے گا۔ اس کے جواب میں مرزا صاحب نے ایک اشتہار
بعنوان تبصرہ ۵ر نومبر ۱۹۰۷ء کو لکھا جسمیں درج کیا۔ کہ:-

نوٹ صفحہ سابقہ صفحہ ۱۹۰

(نوٹ از مرزا صاحب) لہ خدا تعالیٰ کا یہ فقرہ کہ وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں۔
یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے عبدالحکیم خاں کے اس فقرہ کا ردّ ہے۔ جو مجھے کاذب اور شریر قرار
دیکر کہتا ہے۔ کہ صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائیگا۔ گویا میں کاذب ہوں اور وہ صادق
اور وہ مرد صالح ہے۔ اور میں شریر۔ خدا تعالیٰ اس کے ردّ میں فرماتا ہے۔ کہ جو خدا کے خاص لوگ
ہیں۔ وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں۔ ذلت کی موت اور ذلت کا عذاب ان کو نصیب نہ ہو گا۔
اگر ایسا ہو تو دنیا تباہ ہو جاوے۔ اور صادق اور کاذب میں کوئی امر فارق نہ رہے
لہ یعنے اے میرے خدا۔ تو صادق اور کاذب میں فرق کر کے دکھلا۔ تو جانتا
ہے۔ کہ صادق اور مصلح کون ہے۔ اس فقرہ الہامیہ میں عبدالحکیم خاں کے اس
قول کا ردّ ہے۔ جو وہ کہتا ہے۔ کہ صادق کے سامنے شریر فنا ہو جاوے گا پس
چونکہ اپنے تئیں صادق ٹھیراتا ہے۔ خدا فرماتا ہے۔ کہ تو صادق نہیں ہے۔ میں صادق
اور کاذب میں فرق کر کے دکھلاؤنگا۔

(نقل از اشتہار میرزا صاحب)

"خدا نے فرمایا۔ کہ میں تیری عمر کو بھی بڑھا دونگا۔ یعنے دشمن جو کہتا ہے۔ کہ صرف جولائی ۱۹۰۷ء سے ۱۴ مہینہ تک تیری عمر کے دن رہ گئے ہیں۔ یا ایسا ہی جو دوسرے دشمن پیشگوئی کرتے ہیں۔ ان سب کو میں جھوٹا کرونگا۔ اور تیری عمر کو بڑھا دوں گا۔ تا معلوم ہو۔ کہ میں خدا ہوں۔ اور ہر ایک امر میرے اختیار میں ہے"۔

"یہ عظیم الشان پیشگوئی ہے۔ جس میں میری فتح اور دشمن کی شکست اور میری عزت اور دشمن کی ذلت اور میرا اقبال اور دشمن کا ادبار بیان فرمایا ہے۔ اور دشمن پر غضب اور عقوبت کا وعدہ کیا ہے۔ مگر میری نسبت لکھا ہے۔ کہ دنیا میں تیرا نام بلند کیا جاویگا[1]۔ اور نصرت اور فتح تیرے شامل حال ہوگی۔ اور دشمن جو میری موت چاہتا ہے۔ وہ خود میری آنکھوں کے روبرو[2] اصحاب الفیل کیطرح نابود اور تباہ ہوگا"۔

ڈاکٹر صاحب اور مرزا صاحب کے اس قلمی جنگ کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ مرزا صاحب نے ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو مقام لاہور انتقال کیا۔ اور ان کے الہام کنندہ کے سب وعدے فتح و نصرت۔ عزت و اقبال کے غلط نکلے۔ اور مرزا صاحب حسب قول خود بمقابلہ ڈاکٹر صاحب کاذب اور شریر ثابت ہوئے۔ کسی نے خوب کہا ہے ؎

لکھا تھا کاذب مریگا پیشتر
کذب میں سچا تھا پہلے مر گیا

---

[1] بدنام اگر ہونگے تو کیا نام نہ ہوگا۔

[2] مرزائی صاحبان یا کرشن جی کے چیلے دہرم سے بتائیں۔ کہ کون کس کے روبرو اصحاب الفیل کی طرح نابود ہوا۔

(۱۰۱) مفسد۔ کذاب۔ مفتری۔ اور خدا کی طرف سے نہیں۔

مرزا صاحب نے ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو ایک پیشگوئی بطریق دعا و شائع کی جسکا نام ہے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ

اس اشتہار میں مولوی صاحب کو مخاطب کر کے اور ان کی تحریرات متعلق ابطال و تردید مرزائیت کا شکوہ و شکایت کر کے مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ :۔

اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں۔ جیسا کہ آپ ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں۔ تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤنگا۔

آگے چلکر لکھتے ہیں۔ کہ :۔

پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں۔ بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے۔ جیسے طاعون۔ ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہوئیں۔ تو میں خدا کی طرف سے نہیں " [1]

اخیر میں لکھا ہے۔ کہ :۔

(یا اللہ) اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں۔ کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما۔ اور جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے۔ اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے " (انتہی ملخصاً)

مرزا صاحب کی یہ دعاء ان کے حق میں تو نہیں۔ مگر ان کے خلاف قبول

---

[1] بیشک !

ہوگئی۔ کیونکہ اس کی قبولیت کا الہام[1] بہی مرزا صاحب کو ہوچکا تہا۔ اور مولوی ثناءاللہ صاحب کی زندگی میں مرکر اور ہیضہ سے مرکر انہوں نے نہ صرف اپنے صدق وکذب کا بلکہ اپنے مشن کے ہی کاذب ہونے کا فیصلہ کردیا۔ اور حسب اقرار خود **مفسد۔ کذاب اور مفتری ثابت ہوئے اور دنیا کو معلوم ہوگیا۔ کہ وہ اللہ کیطرف سے نہیں تھے** مولوی ثناءاللہ صاحب کے لئے ہیضہ اور طاعون مانگتے تہے۔ مگر خود بدولت کو ہی ہیضہ نے آدبوچا۔ کسی نے آپ کی تاریخ وفات لکہی ہے ؎

یوں کہا کرتا تہا مرجائیں گے اور
اور تو زندہ ہیں خود ہی مرگیا

اس کے بیمار دل کا ہوگا کیا علاج
کالرہ سے خود مسیحا مرگیا
ہیضہ

۱۳ ۲ ۶
تِلْکَ عَشَرَۃٌ کَامِلَۃٌ

---

[1] مرزا صاحب کے مرنے کے بعد ان کے مرید اس دعاء کے الہامی ہونے سے منکر ہوگئے۔ آخر مرزائیوں اور مولوی ثناءاللہ صاحب میں اس دعاء کے الہامی ہونے نہ ہونے کا مقام لدہیانہ مباحثہ ہوا۔ اور بشرط کامیابی مرزائیوں نے تین سو روپیہ مولوی صاحب کو دینے کا وعدہ کیا۔ جس میں مرزائیوں کو شکست اور مولوی صاحب کو فتح ہوئی اور روپیہ مولوی صاحب نے لے لیا۔ جس سے مرزائیوں کو دین ودنیا دونو طرح کا خسارہ ہوا۔ (دیکہو رسالہ فاتح قادیان مصنفہ مولوی ثناءاللہ صاحب امرتسری)

ناظرین! اس فصل کے پڑھنے سے آپ کو معلوم ہو گیا ہو گا۔ کہ مرزا صاحب کا کیا انجام ہوا۔ اور اپنی تحریر۔ اپنی تقریر۔ اپنے مسلمات اور اپنے منہ کے الفاظ سے وہ کیا کچھ ثابت ہوتے ہیں۔ ہم خود لکھتے۔ یا اپنی طرف سے کچھ کہتے تو مرزائی صاحبان ضرور خفا ہو جاتے۔ لیکن یہاں جو کچھ لکھا گیا۔ وہ خود مرزا صاحب کا مقبول و مسلّمہ ہے۔ خود اپنے بیان سے زیادہ اور کوئی تحریر یا تقریر مخالف نہیں ہو سکتی۔ ملزم یا مدعا علیہ کے اقبال کا اثر ہمیشہ اس کے خلاف لیا جاتا ہے۔ جو بہت درست ہے۔ (قضی الرجل علی نفسہ (آدمی نے خود اپنے اوپر ڈگری کر لی)

اس فصل میں مرزا صاحب کے متعدد بیانات دکھا دیئے گئے ہیں۔ جن کے پورا نہ ہونے پر انہوں نے اپنا۔ کافر۔ کاذب۔ بے دین۔ دجال۔ کذاب۔ مفسد۔ ذلیل۔ مفتری۔ شریر۔ پلید۔ خائن۔ ملعون۔ مردود۔ روسیاہ۔ شیطان بدکار اور خارج از اسلام وغیرہ وغیرہ ہونا قبول کیا ہے۔ اور چونکہ ان بیانات اور دعووں کا غلط ہونا ثابت کیا جا چکا ہے اس لئے ہمارا ابھی اس پر صاد ہے۔ ہر کہ شک آرد کافر گردد ؎

الجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں
لو خود ہی اپنے دام میں صیّاد پھنس گیا

خاتمہ

برادرانِ اسلام! اس کتاب سے بفضلہٖ تعالیٰ روز روشن کی طرح ثابت ہو چکا ہے۔ کہ مرزا صاحب کاذب مدعیان نبوت میں سے تھے۔ اور ان کے سب دعوے

اور پیشگوئیاں محض دوکانداری۔ اور ابلہ فریبی کا ایک سلسلہ تھا۔ جسطرح
اور جھوٹے مدعی پیدا ہوئے۔ اور انہوں نے اپنے فرقے بنائے۔ یہی حال
اس فرقہ مرزائیہ کا ہے۔ اور جیسا کہ ان باطل فرقوں کا نام مٹ گیا ہے۔
اسی طرح سے یہ فرقہ بھی دیر سویر سنت الہی کے تحت اپنا وقت پورا کر کے
دنیا سے رخصت ہوگا۔ عیسائیوں کی الوہیت کی طرح ایک فرقہ کے تین
مرزائی فرقے تو بن چکے ہیں۔ اسی طرح کسی دن ان کا بھی نام ہی یادگار
رہ جائے گا۔ دین حق کا نور نہ کسی کے بجھائے بجھ سکتا ہے
نہ باطل کا گردوغبار اسے دبا سکتا ہے۔......

يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ
مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ۝

یہ لوگ چاہتے ہیں۔ کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ کی پھونکوں
سے بجھا دیں۔ اور اللہ تو اپنے نور کو کامل طور پر
پھیلا کر ہی رہے گا۔ خواہ
کافروں کو برا ہی
کیوں نہ
لگے

وَالسَّلَامُ عَلَىٰ مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَىٰ

خاکسار محمد یعقوب خلف مولوی محمد علی
مرحوم سنوری

—:—

(ہدایت علی کاتب امرتسری)

تقریظ

عالیجناب عُمدۃ الکاملین زُبدۃ العارفین فخر المحدثین راس المناظرین
حضرت اقدس مولانا الحاج مولوی خلیل احمد صاحب مدظلہم العالی
ناظم مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ - **امّا بعد**۔ حقیر الناس بندہ خلیل احمد عرض کرتا ہے۔ کہ میں نے یہ رسالہ عشرۂ کاملہ جسکو میرے عنایت فرما شیخ محمد یعقوب صاحب پٹیالوی نے تالیف کیا ہے اوّل سے آخر تک سُنا۔ شیخ صاحب موصوف اگرچہ بہت بڑے عالم نہیں ہیں لیکن انہوں نے یہ رسالہ ایسی قابلیت اور متانت کے ساتھ لکھا ہے۔ کہ بہت سے علماء بھی اُس سے قاصر ہیں۔

یہ رسالہ صاحب موصوف نے قادیانیوں کے عقائد باطلہ کی تردید میں لکھا ہے۔ میرزا غلام احمد آنجہانی کے دعووں اور عقیدوں کو خود اُنکے کلام سے اور اُنکی کتابوں سے رد کیا ہے۔ میری یہ دلی تمنا تھی کہ کوئی اللہ کا بندہ اس جدید مذہب کی تردید اس طریق پر کرے۔ کہ جس طرح حضرت مولینا شاہ عبدالعزیز

صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تحفۂ اثنا عشریہ میں روافض کے مذہب کی تردید فرمائی۔ اس رسالہ کے دیکھنے سے مجکو اس محدث مذہب کے ابطال میں اُسی انداز کی خوشبو آتی ہے۔ جو حضرت شاہ صاحبؒ نے اختیار فرمایا تھا۔ کہ آج تک فرقہ اثنا عشریہ سے اُسکا جواب نہیں بن پڑا۔ باوجودیکہ بڑے بڑے دفاتر لکھے۔ مگر پھر بھی ناقص و ناتمام ہی رہے۔ اِس مبارک رسالہ کے متعلق بھی میرا یہی خیال ہے۔ کہ علمائے مذہب میرزائیہ اس کتاب کے جواب سے انشاء اللہ کبھی بھی عہدہ برآ نہ ہو سکیں گے۔

میرا یہ بھی خیال ہے۔ کہ اگر جماعت میرزائیہ نے اِس رسالہ کو انصاف سے دیکھا۔ اور نیز حق تعالیٰ کی توفیق نے بھی دستگیری فرمائی۔ تو اُنکے لئے یہ مبارک رسالہ انشاء اللہ تعالیٰ چراغ راہِ ھدایت بلکہ رہنماء ہو گا۔

مَیں دُعا کرتا ہوں۔ کہ حق تعالیٰ شانہٗ مؤلف موصوف کو اپنی خاص نعمتوں سے مالا مال فرمائیں۔ اور اُن کے دینی و دُنیوی اُمور میں برکات اور ترقیات عطا فرمائیں۔ آمین۔ فقط

سہارنپور۔ ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۴۲ھ (دستخط مولانا خلیل احمد صاحب)

ناظم مدرسہ مظاہر العلوم۔ سہارن پور

کام لینے کے عادی۔ اور مثل مشہور ملّا آں باشد کہ چُپ نشد کے مصداق ہیں۔ اور یہ اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ جو صاحب شرافت و تہذیب متانت و سنجیدگی۔ اور سب سے پہلے تقویٰ اور خشیۃ اللہ کو ملحوظ فرما کر اور اپنے مشرب کی کتابوں کے طرز تحریر کا بھی خیال رکھ کر اس رسالہ کی دلائل کا جواب لکھیں گے۔ اور منصفوں کے ذریعہ جنکو فریقین مقرر کریں اپنی تحریر کی صداقت ثابت کر دیں گے۔ وہ اس کتاب کی جملہ دس فصلوں پر یکصد روپیہ فی فصل کے حساب سے........

ایک ہزار روپیہ نقد انعام

لینے کے مستحق ہوں گے۔ خواہ کوئی ایک صاحب جواب لکھیں یا ایک جماعت مل جُلکر۔ ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ انکی اس کوشش سے بہ مقتضائے

ہم خرما و ہم ثواب

جہاں ان کے مذہب کی پوزیشن صاف ہوگی۔ وہاں ایک معقول رقم بھی مُفت ہاتھ آئے گی۔

مزید براں یہ کہ اس جواب کے لئے جناب مرزا صاحب کے رسالہ اعجاز المسیح۔ اور قصیدہ اعجازیہ کی طرح ۷۰ یوم یا ۲۰ یوم کی کوئی میعاد نہیں ہم اپنی زندگی تک اسکی ذمہ داری لیتے ہیں۔ اور اُمید کامل ہے کہ ہمارے بعد کوئی اور بندۂ خدا اسکا کفیل ہو جائے گا ؎

ادھر آؤ پیارے ہُنر آزمائیں ✤ تو تیر آزما ہم جگر آزمائیں

خاکسار

محمد یعقوب صدر قانون گوئے ضلع پٹیالہ ریاست پٹیالہ العالیہ یکم ذی الحجہ ۱۳۴۲ھ

ایک نہایت عجیب رسالہ

تحقیق لاثانی متعلق الہامات نکاح وعمر مرزا صاحب قادیانی

نکاح آسمانی کی پیشین گوئی نے مرزا صاحب اور انکی جماعت کو اتنا زچ اور دست پاچہ کیا ہے کہ مناظروں میں اسکا نام تک آجانا مرزائیوں کے لئے سوہان روح ہو جاتا ہے۔ اس پیشگوئی کے خوب بخیئے ادھڑ چکے ہیں۔ مگر مرزائی لوگ حق مریدی ادا کرنیکے لئے اس پیشگوئی کی رکیک تاویلات اور فضول توجیہات بیان کرکے عذر گناہ بدتر از گناہ کا مصداق ہو رہے ہیں کبھی انبیاء علیہم السلام کا غلطی کھانا بیان کرتے ہیں کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاطی قرار دیتے ہیں (خاکش بدہن شاں) اس مختصر رسالہ میں الہام نکاح کی حقیقت کو واضح کرکے اس کا انجام اور مرزا صاحب کا اپنی دعووں میں کاذب ہونا بخوبی ثابت کیا گیا ہے اور ان تمام تاویلات۔ دلائل اور جوابات کی تردید کیگئی ہے جو مرزائیوں نے تاحال اسبارہ میں پیش کئے ہیں۔

اس کے بعد مرزا صاحب کی عمر کے الہامات وکشف وغیرہ پر ایک مبسوط ومدلل بحث کیگئی ہے جسمیں نہایت وضاحت سے خود مرزائی تحریرات اور مرزا صاحب کے مسلمات سے ان الہامات کو باطل ثابت کیا گیا ہے۔ اور اسکے متعلق بھی اسوقت تک کے تمام مرزائی جوابات کی تردید کیگئی ہے۔ یہ رسالہ کوزہ میں سمندر کیطرح مختصر مگر مضامین سے پُر ہے۔ طرز بیان دلکش۔ نہایت سہل اور عام فہم قیمت صرف ۶/

تین جلدوں کی قیمت ایک روپیہ۔ جلد چھپنے والا ہے۔ فوراً درخواست ارسال فرمائیں +

ملنے کا پتہ: محمد صدیق ومحمد رفیق مکان صدر قانونگوئے شیرانوالہ دروازہ پٹیالہ پنجاب